المرتضیٰ ع
تالیف
سید علی جعفری
(ادیب فاضل، منشی فاضل، ایم اے)
ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

تالیف

سید علی جعفری

(ادیب فاضل، صدر الافاضل، ایم۔اے)

ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

نام کتاب .... المرتضیٰؑ

تالیف .... سید علی جعفری

کمپوزر .... وقاص جاوید، عبدالرحمٰن انور

ناشر .... ادارہ تعلیم و تربیت، لاہور

ہدیہ .... -/85 روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ الرضا

8 بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار، لاہور۔

فون نمبر۔ 042-7245166

فہرست مضامین

فہرست

تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم ٥

عالم علوم مشرقی ومغربی فاضل لوذعی مولانا سیّدعلی صاحب جعفری کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔آپ حضرت مولانا سیّدمحمد رضا صاحب قبلہ مرحوم اعلی اللہ مقامہ کے صاحبزادے اور خلف الصدق ہیں۔آپ کا آبائی وطن موضع شمس پور ضلع اعظم گڈھ۔اتر پردیش۔ہندوستان ہےآپ کے والدمرحوم اعلی اللہ مقامہ اپنے وقت کے عدیم الشال اور یکتائے زمانہ خطیب تھےاور سارے ہندوستان میں تقریباً ۳۰/۲۵ سال تک وہ مجلسیں پڑھیں جنھیں آج تک زمانہ نہیں بھولا۔جناب مغفور لکھنو کے مشہور ومعروف جامعہ سلطانیہ وسلطان المدارس میں منطق وفلسفہ کے مدرس تھےاور بہت سے موجودہ زمانے کے افاضل کوآپ سے شرف تلمذ حاصل کرنے کا آج تک فخر ہے بحمدہ بفحوائے الولد سرلابیہ ہمارے نوجوان مولانا اپنے والد ماجد کے قدم بقدم خدمت دین میں مشغول ہیں بلکہ ایک قدم ان مرحوم سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔علوم عربیہ میں تکمیل کر کے صدرالافاضل کی سند جامعہ سلطانیہ لکھنو سے مدت ہوئی حاصل کر چکے ہیں۔اس کے بعد علوم مغربی کی بھی تکمیل کی۔اُردو۔عربی اسلامیات وغیرہ میں۔ایم۔اے کی ڈگریاں ڈھاکہ یونیورسٹی سے حاصل کر کے جامع الریاستین ہوگئے۔قدرت نے صحیح معنوں میں ان کوان کے والد مرحوم طاب ثراہ کی وراثت خطابت بھی عطا فرمائی۔برسوں سے مجلسیں پڑھتے ہیں۔ڈھاکہ میں آپ کی عشرہ محرم کی مجلسیں برسوں سے مومنین سن رہے ہیں۔اوراشتیاق کم نہیں ہوتا۔مضامین نہایت مفید اور پراز معلومات ہوتے ہیں۔اور فضائل ومصائب میں مستند وصحیح روایات بیان فرماتے ہیں۔ماشاءاللہ ہمارے جوان سال مولانا جعفری سلمہ اللہ تعالےٰ گھنٹوں منبر پر جس طلاقت وفصاحت وبلاغت سے تقریر فرماتے ہیں اس سے پورا اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا مستقبل بہت درخشاں ہوگا۔اور وہ دن دور نہیں کہ بجاطور پر تمام مومنینِ پاکستان کوان کی ذات پر فخر ہوگا۔

قدرت نے صاحب زبان کے ساتھ ساتھ آپ کو صاحب قلم بھی بنایا ہے اور عربی وانگریزی کے جامع الریاستین ہیں۔ آپ کی خطابت کا شہرہ آپ کو مشرقی پاکستان سے کراچی لے گیا اور اب عشرہ محرم میں آپ کی سحر بیانی کا فیض کراچی پہونچ رہا ہے اور ڈھاکہ محروم ہے۔ اب پہلے پہل آپ کے زور قلم کا بھی مظاہرہ مومنین کے سامنے آرہا ہے۔ آپ نے نہایت کاوش فکر و جدوجہد و تحقیقات کر کے ایک ساتھ تین کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں۔ بلاشبہ آپ نے عربی وانگریزی معلومات وقابلیت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور صحیح معنی میں وہ کام کیا ہے جو ریسرچ اسکالر کیا کرتا ہے۔

یہ کتابیں ''المرتضیٰ'' ''الشہید'' اور مقصد حسینؑ ہیں۔ ان کتابوں پر ریویو کرنا مقصود نہیں ورنہ اس تعارفی مضمون کو بہت طول ہو جائے گا۔ اس کی خوبیاں خود پڑھنے والوں پر ظاہر ہو جائیں گی۔ عنوانات تینوں کتابوں میں بالکل اچھوتے ہیں۔ سرخیاں نئی ہیں اور مولانا کی قوت تخیل کی بلندی کا پتہ دیتی ہیں۔ ''المرتضیٰ'' میں مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے متعلق وہ امور ظاہر کیے ہیں جن کو پڑھ کر دیدۂ دل منور ہو جائیں گے۔ الشہید میں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی وہ تمام خصوصیتیں نمایاں ہیں جنہوں نے فرزند رسول صلعم کے کارناموں کو غیر فانی بنا دیا ہے۔ مقصد حسینؑ تو اپنی شان کی پہلی کوشش ہے اور اس کے عنوان ہی سے پتہ چلتا ہے کہ اس مقصد عظیم پر جس قدر شکوک وشبہات وسادس شیطانی سے وارد کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے مقصد حسینؑ میں سب کا جواب موجود ہے۔ نہج البلاغۃ کے خطبوں کے ترجمہ میں مولانا موصوف نے احتیاط برتی ہے اور تحت کلام الخالق وفوق کلام المخلوق خطبوں کا ترجمہ اُردو جیسی کم مایہ زبان میں نہایت لطیف پیرایہ میں کیا ہے۔ اسی طرح الشہید اور مقصد حسینؑ میں حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام زین العابدین کے معرکۃ الاراء خطبوں کا ترجمہ اور برمحل انتخاب مولانا کی قوت متخیلہ کا شاہکار ہے۔ اور پھر ان کا ترجمہ جس طریقہ سے فرمایا ہے اس سے تقریباً وہی جذبات واثرات پڑھنے والوں کے دلوں میں بھی پیدا ہونے کا یقین ہے جو سامعین کو پیدا ہوئے ہوں گے۔ اسی طرح مخدرات عصمت وطہارت حضرت زینب وحضرت ام کلثوم وحضرت فاطمہ بنت الحسینؑ وحضرت

سکینۂ بنت الحسینؑ سلام اللہ علیھن کے دل ہلا دینے والے خطبے جنھوں نے تمام عالم اسلام میں قیامت برپا کردی اور ننگ انسانیت یزید کی سلطنت کی چولیں ہلا دیں اور دشمنوں اور مخالفوں کی آنکھوں سے اشکوں کی بارش برسادی اور خانوادہ رسول کریم صلعم کی فصاحت و بلاغت ہی نہیں بلکہ حقانیت وخدا پرستی کا اقرار کرالیا۔ ہمارے مولانا نے بڑی خوش اسلوبی سے جمع کیے ہیں۔ اور ان کے ترجموں میں اپنی کمال علمیت و جامعیت واحتیاط کا ثبوت پیش کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ تینوں شاہکار سرکار مرتضوی وسرکار حسینی میں قبول ہوں گے۔ یہ تینوں کتابیں جدید طرز تحریر کی آئینہ بردار ہیں۔ جن کا ہر مومن و دوست دار اہل بیت اطہار کے گھر میں رہنا باعث برکت دینی و دنیوی ہوگا۔

میری پرخلوص دعا ہے کہ رب العزت مولانا کی عمر واقبال وعزت میں ترقی عطا فرمائے اور ان سے ہمیشہ تحریری وتقریری دین حق کی نصرت ہوتی رہے۔

احقر العباد

اعجاز حسین جعفری

ڈھاکہ ۱۵ اپریل ۱۹۶۱ء

حرفِ اول

اس انسان کی شخصیت پر کیا بحث کی جاسکتی ہے جو صورت میں تو انسان تھا لیکن صفات میں انسان کیا ملائکہ مقربین سے بھی افضل تھا۔ جس کے صفات کی بلندیوں اور وسعتوں کی حد بندی نہیں کی جاسکتی جس کے متعلق آنحضرت صلعم نے بارہا فرمایا کہ "اگر دنیا کے تمام سمندر روشنائی ہو جائیں، تمام درخت قلم بنا دیئے جائیں، تمام انسان لکھنے والے اور تمام جنات حساب کرنے والے ہو جائیں پھر بھی حضرت علیؑ کے اوصاف و کمالات کا شمار نہیں کر سکتے"

لیکن حق و باطل کی جنگ اور عدل و ظلم کی لڑائی ابتدائے آفرینش حضرت آدم سے جو شروع ہوئی تو ہر زمانہ میں رہی، ہے اور رہے گی۔

باوجودیکہ حضرت رسول کریمؐ نے مدینہ میں، مکہ میں، طائف میں، غدیر خم کے میدان میں، اور دیگر مختلف مقامات و مواقع پر انفرادی اور اجتماعی حیثیتوں سے حضرت علیؑ کے فضائل پر روشنی ڈالی، آپ کی محبت، اطاعت اور پیروی کا حکم دیا۔ اور آپ کو اپنا نائب، جانشین اور خلیفہ نامزد کیا پھر بھی دنیا نے حضرتؐ کے وصال کے بعد آنحضرتؐ کے اقوال کو فراموش کر دیا اور حضرت علیؑ کے فضائل پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ لیکن بقول علامہ ابن ابی الحدید معتزلی "حضرت علیؑ کے فضائل کا باقی رہنا ایک معجزہ ہے اور آپ کے مناقب کو باقی رکھنے میں خداوند عالم کی خاص مصلحت تھی ورنہ بنوامیہ اور بنی عباس کی مدت دراز تک زمانہ حکومت میں امکان ہی نہ تھا کہ آپ کی ایک فضیلت بھی باقی رہ جاتی۔"

آج جب کہ دنیا بیدار ہو چکی ہے اور علم کی شاہراہوں پر گامزن ہے ضرورت ہے کہ باب مدینۃ العلم کی شخصیت پر مختلف زاویہ نگاہ سے روشنی ڈالی جائے۔

اس کا اعتراف ہے کہ ایک نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں کتابیں لکھدی جائیں۔ پھر بھی صفات مظہر العجائب کی ایک صفت بھی بیان نہیں کی جاسکتی۔ لیکن حصول ثواب و برکت کے لئے زیر نظر کتاب کی تالیف کی گئی۔ اس کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کر کے حضرت علیؑ کی شخصیت پر

مختلف زاویۂ نگاہ سے بحث کی گئی ہے اور اسلام کے دو بڑے فرقے اہلسنت والجماعت اور شیعان اہل بیت کی معتبر کتابوں سے احادیث اور اقوال کا اور بعض مشہور اور بلند پایہ مفکرین مغرب کے اقوال کا انتخاب کیا گیا ہے تاکہ کسی انسان کو کسی حدیث یا قول کے تسلیم کر لینے میں کوئی تامل نہ ہو۔

ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارا یہ ہدیہ سرکار مرتضوی میں قبول ہو اور خدا ہم تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ ہم محبوب خدا و رسولؐ باب مدینۃ العلم اسد اللہ الغالب حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے فضائل و مناقب کو سمجھیں اور ان کی اتباع اور پیروی کریں۔

سید علی جعفری

چاٹگام 10 اپریل 1942ء

نسب نامہ

حضرت رسول کریم صلعم کی ہجرت سے تقریباً دو ہزار سات سو ترانوے (۲۷۹۳) سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بحکم خداوندی سرزمین مکہ پر چھوڑ گئے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنی مادر گرامی حضرت ہاجرہؑ کے ساتھ اسی زمین پر سکونت پذیر ہوئے۔ پانی کی وجہ سے قبیلہ جرہم بھی یہیں آکر آباد ہوگیا۔ اور حضرت اسماعیلؑ نے اسی قبیلہ کی ایک خاتون کے ساتھ شادی کرلی۔ آپ کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے اور انھیں کی اولاد مکہ میں بڑھی حضرت اسماعیلؑ کے فرزند قیدار کی نسل میں ایک شخص فہر نامی تیسری صدی عیسوی میں بہت بڑا مشہور گذرا ہے۔ فہر کا لقب قریش تھا اور مکہ میں انھیں کی اولاد قریش کہلائی۔ فہر کی نسل سے پانچویں صدی عیسوی میں قصی پیدا ہوئے۔ قصی کے بیٹے عبد مناف اور عبد مناف کے فرزند ہاشم تھے جناب ہاشم کے بیٹے عبد المطلب کے ایک فرزند حضرت عبد اللہ کے صاحبزادے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے بیٹے جناب ابو طالب کے فرزند حضرت علیؑ تھے۔ جناب ہاشم کے دوسرے بیٹے کا نام اسد تھا جن کی صاحبزادی جناب فاطمہ کی شادی حضرت ابو طالب سے ہوئی اور انھیں سے حضرت علیؑ پیدا ہوئے۔ اس طرح حضرت علیؑ کے پدر بزرگوار جناب ابو طالب بھی ہاشمی تھے اور آپ کی مادر گرامی جناب فاطمہ بنت اسد بھی ہاشمیہ تھیں۔ جناب ہاشم حضرت علیؑ کے پردادا بھی تھے اور پرنانا بھی تھے۔

ولادت

سنہ ۳۰ عام الفیل (۵۹۸ء یا ۶۰۰ء) میں جب کہ حضرت محمد صلعم تیس (۳۰) سال کے ہو چکے تھے۔ ۱۳ رجب جمعہ کے دن، خانہ کعبہ میں حضرت علیؑ پیدا ہوئے۔

نام، کنیت اور القاب

آپ کی والدہ نے آپ کا نام حیدر اور اسد رکھا۔ جناب ابو طالب نے زید اور خدا نے علیؑ رکھا۔ آپ کی مشہور کنیتیں ابوالحسن، ابو السبطین ابو الریحانتین، ابوتراب ہیں اور القاب صدیق اکبر، فاروقِ اعظم۔ امیر المومنین، اسد اللہ، المرتضیٰ، صفدر، حیدر کرار وغیرہ۔

شکل و صورت

حضرت علی علیہ السّلام کا رنگ گورا اور آنکھیں بڑی اور کشادہ تھیں۔ میانہ قد کے نہایت حسین و خوبصورت تھے۔ (اسد الغابہ)

بچپن کا زمانہ

حضرت رسول کریم صلعم ہی نے خدا کے حکم سے آپ کا نام علیؑ رکھا۔ اور ابتدا ہی سے آپ کی تربیت کرتے رہے اور بہت دنوں تک اپنے لعاب دہن سے غذا پہونچاتے رہے۔ چنانچہ حضرت علیؑ خود فرمایا کرتے تھے "شروع ہی سے رسول کریم صلعم نے میری تربیت اس طرح کی ہے اور مجھے علوم اس طرح بھرائے ہیں جس طرح کوئی طائر اپنے بچہ کو دانا بھراتا ہے۔

تصدیقِ رسولِ اسلام

حضرت علیؑ بچپنے ہی سے آنحضرت صلعم کے ساتھ ساتھ رہے اور مزاج رسول صلعم سے اچھی طرح واقف تھے۔ چنانچہ حضرت محمد صلعم نے جب اپنی بنوت کا اعلان فرمایا تو سب سے پہلے آپ نے تصدیق کی۔ اسی لئے آنحضرت صلعم فرمایا کرتے تھے کہ صدیق تین ہیں۔ (۱) مومن ال یاسین۔ (۲) مومن ال فرعون اور (۳) علیؑ۔ اور ان سب میں افضل علیؑ ہیں۔ حضرت علیؑ خود بھی فرمایا کرتے تھے "میں ہی صدیق اکبر ہوں۔"

خدمات

حضرت علیؑ آنحضرت صلعم کے ساتھ رہ کر تین سال تک پوشیدہ طور سے اسلام اور رسولِ اسلام صلعم کی خدمت کرتے رہے اور رسول کریمؐ کے ساتھ ساتھ احکاماتِ الٰہی کی تعمیل کرتے رہے۔ چنانچہ مورخ طبری جلد اول حصہ سوم میں لکھتے ہیں ''عفیف سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک مرتبہ میں مکہ آیا اور عباس بن عبدالمطلب کے یہاں مہمان ٹھیرا جب آفتاب طلوع ہو کر آسمان پر پھیل گیا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ایک جوان شخص وہاں آیا۔ اس نے آسمان کو دیکھا پھر کعبہ کی سمت بڑھ کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ فوراً ہی ایک لڑکا اس کے داہنی سمت آ کر اسی طرح کھڑا ہوا۔ اس کے بعد ہی ایک عورت آ کر ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئی۔ اس جوان نے رکوع کیا۔ اس کے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ جوان نے سر اٹھایا۔ ان دونوں نے بھی سر اٹھایا۔ پھر وہ سجدہ میں گیا وہ دونوں بھی سجدہ میں گئے۔ میں نے عباس سے کہا کہ یہ تو بڑی اہم بات ہے کہ ایسا ہو رہا ہے۔ انھوں نے کہا۔ بے شک۔ جانتے ہو یہ کون ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا یہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجہ ہے جانتے ہو اس کے ساتھ کون ہے میں نے کہا نہیں انھوں نے کہا یہ علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب میرا بھتیجہ ہے اور اس عورت کو جانتے ہو جو دونوں کے پیچھے کھڑی ہے۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ انھوں نے کہا۔ یہ خدیجہ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہے اور اس نے مجھ سے یہ کہا کہ تمھارا رب وہ ہے جو آسمان کا رب ہے اور اس بات کا جس کو کرتے ہوئے تم ان کو دیکھ رہے ہو ان کو اسی نے حکم دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تمام روئے زمین پر اس مسلک پر ان تینوں کے علاوہ اور بھی کوئی ہے۔'' (از ترجمہ تاریخ طبری) دعوت عشیرہ کا انتظام آپ ہی کے ذمہ تھا۔ اور جب آنحضرت صلعم نے سردارانِ قریش کے سامنے فرمایا کہ آج جو میری نبوّت کی تصدیق کرے گا وہ میرا بھائی، وزیر، وصی اور خلیفہ ہوگا تو آپ ہی نے تصدیق فرمائی اور اسی وقت سے آنحضرت صلعم کے جانشین اور خلیفہ قرار پائے۔ جب قریش نے جناب ابوطالب اور تمام بنی ہاشم سے تعلقات ترک

کر دیئے اور جناب ابو طالب کو مجبوراً شعب ابو طالب (پہلاڑی) میں پناہ لینی پڑی اس وقت بھی حضرت علیؑ شمع رسالت صلعم کے پروانہ بنے رہے، طائف کے سفر میں آنحضرت صلعم کے ساتھ ساتھ رہے۔ اور آنحضرت صلعم کے دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ یہانتک کہ بعثت کا تیرھواں سال آگیا۔ اور آخر بحکم خدا اور سول صلعم شب ہجرت آنحضرت صلعم کے بستر پر دشمنوں کے نرغہ میں رہ کر نہایت اطمینان سے سوئے اور رسول کریم صلعم کے ساتھ جان نثاری کا وہ ثبوت دیا جس کی نظیر ساری دنیا میں نہیں مل سکتی۔ رسولِ کریم صلعم کے پاس جو امانتیں تھیں ان کو قریش تک پہونچا کر پھر رسول صلعم کی خدمت میں مدینہ تشریف لائے۔ اور یہاں سے آپ کی زندگی کا ایک دوسرا دور شروع ہوا۔

۱ھ

آنحضرت صلعم نے جب کبھی بھی مہاجرین اور مہاجرین یا انصار اور مہاجرین کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا تو حضرت علیؑ ہی کو اپنا بھائی بنایا۔ چنانچہ ۱ھ میں جب مواخات قائم کی تو حضرت علیؑ ہی کو اپنا بھائی بنایا۔

۲ھ

۲ھ میں آنحضرت صلعم نے خدا کے حکم سے اپنی چہیتی اور اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہؑ کی شادی حضرت علیؑ سے کر دی۔

جنگ بدر

اسی سال جنگ بدر ہوئی۔ جس میں مسلمانوں کو کامیابی ہوئی۔ اس جنگ میں ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی قید کئے گئے۔ چھتیس کافر صرف حضرت علیؑ کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ اس جنگ کی کامیابی کا سہرا آپ ہی کے سر رہا۔ مولانا شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ میں لکھتے ہیں "جنگ بدر کے ہیرو اسد اللہ الغالب علیؑ بن ابی طالب تھے۔"

جنگ احد

۳ ھ میں احد کے مقام پر مسلمانوں اور کفار قریش میں ایک زبردست جنگ ہوئی۔اس لڑائی میں ۲۲ یا ۳۰ کافر مارے گئے۔جن میں سے ۱۲ کو صرف حضرت علیؑ نے قتل کیا۔مسلمان حکم رسولؐ کے خلاف مال غنیمت لوٹنے میں اس طرح مشغول ہو گئے کہ جب خالد بن ولید نے پلٹ کر حملہ کیا تو مسلمان حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور رسول کریم صلعم کے پکارنے کے باوجود کوئی تو میدان کی طرف بھاگا؛ کوئی پہاڑ کے غار میں پناہ ڈھونڈھنے لگا اور کوئی ایسا بھاگا کہ تین روز کے بعد مدینہ میں آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔لیکن حضرت علیؑ حمایت رسول صلعم میں جمے رہے۔اور جب آنحضرت صلعم نے پوچھا ''یا علیؑ تم کیوں نہ بھاگے؟'' تو آپ نے جواب دیا ''آپ پر ایمان لانے کے بعد کیا کافر ہو جاتا۔'' اس جنگ میں حضرت علیؑ کی تلوار ٹوٹ گئی تو آنحضرت صلعم نے آپ کو ذوالفقار عطا فرمائی۔پھر آپ اس طرح کفار قریش سے لڑے کہ ہاتف غیبی نے آواز دی ''لافتی الا علیؑ لاسیف الا ذوالفقار'' (علیؑ کے ایسا کوئی بہادر نہیں اور ذوالفقار ایسی کوئی تلوار نہیں)

۴ ھ

جنگ احد کے بعد ابوسفیان نے ایک شخص کو مدینہ بھیجا تاکہ وہ کفار قریش کے ساز و سامانِ جنگ سے مسلمانوں کو ڈرائے۔آنحضرت صلعم مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ مقامِ بدر تک گئے مگر کفار قریش نہیں آئے اس لشکر کے علمبردار حضرت علیؑ تھے۔

۵ ھ

غزوہ بنو مصطلق

عرب کے ایک مشہور قبیلہ بنی مصطلق نے مدینہ پر حملہ کرنا چاہا تو ۲ شعبان ۵ ھ کو آنحضرت صلعم مسلمانوں کا ایک لشکر لے کر روانہ ہوئے۔لڑائی ہوئی اور مسلمان کامیاب

ہوئے۔اس غزوہ میں بھی اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت علیؑ ہی تھے۔

غزوہ خندق

اسی سال جنگ خندق ہوئی اور تمام قبائل عرب نے ایک ساتھ ہو کر مدینہ پر چڑھائی کر دی۔آنحضرت صلعم نے مدینہ کے کنارہ خندق کھدوا کر مسلمانوں کی حفاظت کی۔لیکن عرب کا ایک مشہور بہادر عمرو بن عبدود خندق پار کر کے مسلمانوں کے قریب آ گیا اور للکار کر آنحضرت کو پکارا۔اصحاب رسولؐ میں کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ اس بہادر عرب کا مقابلہ کرتا۔آنحضرت صلعم نے کئی مرتبہ مسلمانوں کو میدانِ جنگ میں جانے کی دعوت دی مگر بجز حضرت علیؑ کوئی تیار نہ ہوا۔ آخر حضرت علیؑ روانہ ہوئے۔اس وقت آنحضرت صلعم نے فرمایا ''برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ'' (کل ایمان کل کفر کے مقابلہ میں جاتا ہے) حضرت علیؑ نے عمرو بن عبدود اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور باقی تمام کفار بھاگ کھڑے ہوئے۔

غزوہ بنو قریظہ

جنگ خندق کے بعد آنحضرت صلعم بنو قریظہ سے لڑنے کے لئے ذیقعدہ ۵ھ میں روانہ ہوئے اور حضرت علیؑ کو امیر لشکر بنایا۔

۶ھ

شعبان ۶ھ میں خبر ملی کہ بنو بکر اور خیبر کے یہودی مدینہ پر چڑھائی کرنا چاہتے ہیں۔آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ کو سو (۱۰۰) آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔فدک میں مقابلہ ہوا اور دشمنوں کو شکست ہوئی۔

صلح حدیبیہ

ذیقعدہ ۶ھ میں آنحضرت صلعم حج کے ارادہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔جب

مکہ سے قریب پہونچے تو کفار قریش نے آپ کو روک دیا۔ اور آپ ایک کنوئیں کے قریب جس کا نام حدیبیہ تھا ٹھیر گئے۔ آخر صلح ہوئی اور صلح نامہ حضرت علیؑ نے لکھا۔

سنہ ۷ھ

جنگ خیبر

صفر ۷ھ میں خیبر کی مشہور جنگ ہوئی۔ خیبر میں بڑے طاقتور یہودی رہتے تھے جو اسلام کے سخت ترین دشمن تھے۔ آنحضرت صلعم مسلمانوں کا ایک لشکر لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ کئی روز تک اسلامی لشکر میدانِ جنگ میں گیا مگر ناکام واپس آیا۔ آخر آنحضرت صلعم نے سردار لشکر کا لشکر کو اور لشکر کا سردارِ لشکر کو بھاگنے کا ملزم قرار دیتے ہوئے دیکھ کر لشکر تو وہی باقی رکھا لیکن سردار لشکر کے متعلق فرمایا ''کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جو بہادر ہوگا اور بغیر فتح کے واپس نہ آئے گا وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہوگا۔ اور خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہوں گے۔ دوسرے روز آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ کو بلایا، لشکر کا علم دیا اور فرمایا ''یا علیؑ جاؤ اور بغیر فتح کئے نہ پلٹنا۔'' حضرت علیؑ میدان میں آئے یہودیوں کے سردار مرحب اور اس کے بھائی حارث کو قتل کیا اور خیبر کے مشہور قلعہ قموص پر قبضہ کر لیا پھر فتح و کامرانی کے ساتھ آنحضرت صلعم کی خدمت میں تشریف لائے۔

آفتاب کا پلٹنا

خیبر سے واپسی پر منزل صہباء میں نماز عصر پڑھنے کے بعد آنحضرت صلعم حضرت علیؑ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو گئے اور آفتاب ڈوب گیا۔ حضرت علیؑ نے نماز عصر اشارہ سے پڑھ لی مگر باقاعدہ نہ پڑھ سکے۔ جب آنحضرت صلعم بیدار ہوئے تو دعا فرمائی۔ آفتاب پھر سے پلٹا اور حضرت علیؑ نے نماز عصر باقاعدہ ادا کی۔

۸ھ

ماہ رمضان ۸ھ میں آنحضرت صلعم ایک اسلامی لشکر کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور بلا روک ٹوک مکہ میں داخل ہو گئے۔ خانہ کعبہ میں پہونچ کر حضرت علیؑ کو اپنے شانہ مبارک پر بلند کیا اور حضرت علیؑ نے خدا کے گھر کو بتوں سے صاف کیا۔

دعوت بنوخزیمہ

فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ کو بنوخزیمہ کی طرف روانہ کیا۔ آپ وہاں پہونچے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔

غزوۂ حنین

شوال ۸ھ کو آنحضرت صلعم عرب کے کئی قبائل سے لڑنے کے لئے حنین تشریف لے گئے۔ اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت علیؑ تھے۔ اس جنگ میں بھی مسلمانوں کی بڑی تعداد بھاگ کھڑی ہوئی مگر حضرت علیؑ نے آپ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اس جنگ میں تقریباً ۷۰ ستر کافر مارے گئے جن میں زیادہ تر حضرت علیؑ ہی کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔

غزوۂ طائف

اسی سال کفار کی حنین سے بھاگی ہوئی فوج طائف میں جمع ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے طائف کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت علیؑ ہی نے اس جنگ کو بھی فتح کیا۔

غزوۂ تبوک

اسی سال آنحضرت صلعم تبوک کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت علیؑ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا اور فرمایا "اے علیؑ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔"

۹ھ

غزوۂ تبوک سے واپس آکر ۹ھ میں آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کو سورۂ برأت دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ ابھی حضرت ابوبکر راستہ ہی میں تھے کہ جبرائیل امین نازل ہوئے اور عرض کیا ''یارسولؐ اللہ خدا کا حکم ہے کہ سورۂ برأت کفار قریش میں یا آپ جا کر سنائیں یا وہ جائے جو آپ ہی سے ہو۔'' آنحضرت صلعم نے فوراً حضرت علیؑ کو روانہ کیا حضرت علیؑ نے راستہ ہی میں حضرت ابوبکر سے سورۂ برأت لے لیا۔ اور مکہ پہونچ کر کفار قریش کو سنایا۔

۱۰ھ

۱۰ھ میں آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ کو یمن بھیجا۔ آپ کی تبلیغ سے قبیلہ بنی ہمدان، یمن کا مشہور قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

حجۃ الوداع

۲۵/ ذیقعدہ ۱۰ھ میں آنحضرت صلعم مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ آخری حج کی غرض سے مدینہ سے روانہ ہوئے۔ حج سے فارغ ہو کر ۱۴/ ذی الحج کو مکہ سے واپس ہوئے۔ راستہ میں مقام غدیر خم پر خدا کے حکم سے ٹھیر گئے اور تمام مسلمانوں کو خطاب کر کے ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر حضرت علیؑ کو منبر پر بلند کر کے فرمایا ''جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علیؑ بھی مولا ہیں۔'' اور اس طرح حضرت علیؑ کی خلافت و وصایت کا اعلان کرنے کے بعد آنحضرت صلعم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کریں۔ چنانچہ حضرت عمر نے کہا ''اے ابوطالب کے بیٹے آپ کو مبارک ہو۔ آپ تمام مومنین و مومنات کے مولا ہو گئے۔'' ادھر آنحضرت صلعم کے پاس جبرائیلؑ امین آئے اور عرض کیا ''یارسولؐ اللہ! خدا بعد درود و سلام فرماتا ہے کہ'' آج میں نے دین کو کامل کر دیا۔ اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور دین اسلام سے راضی ہوا۔''

مباہلہ

اسی سال ۲۴/ذی الحج کو نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ آیا۔ان میں اور آنحضرت صلعم میں بحث ومباحثہ ہوا۔آنحضرت صلعم نے ہر نوعیت سے سمجھانا چاہا مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔آخر خدا کے حکم سے آنحضرت صلعم اور عیسائیوں میں مباہلہ طے پایا۔آنحضرت صلعم ابناء (بیٹوں) کی جگہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو،نساء (عورتوں) کی جگہ حضرت فاطمہؑ کو اور انفس (جانوں) کی جگہ حضرت علیؑ کو لے کر نکلے۔ان کی نورانی صورتیں دیکھ کر عیسائی اتنا خوف زدہ ہوئے کہ انھوں نے صلح کر لی مگر مباہلہ نہ کیا۔

۱۱ھ

۲۸/صفر ۱۱ھ کو آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا۔اور حضرت علیؑ اور دوسرے افراد بنی ہاشم نے آنحضرت صلعم کو غسل دیا،کفن پہنایا اور دفن کیا۔صحابہ رسولؐ اس وقت آنحضرت صلعم کی لاش مبارک چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں مسئلہ خلافت طے کرنے چلے گئے۔

۱۱ھ-۳۵ھ

وصال رسول کریم صلعم کے بعد حضرت علیؑ پر طرح طرح کے ظلم کیے گئے۔آپ کو بے توقیر کرنے کی کوشش کی گئی۔اور آپ کو آپ کے حق سے محروم کر دیا گیا۔مگر آنحضرت صلعم کی وصیت کے مطابق آپ صبر کرتے رہے اور مومنین کی تعلیم وہدایت اور اسلام کی حقیقی حفاظت و حمایت کا فرض انجام دیتے رہے۔یہاں تک کہ ۳۵ھ میں حضرت عثمان قتل کر دیے گئے۔اور مسلمانوں نے حضرت علیؑ کو خلافت قبول کرنے پر مجبور کیا۔آپ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالی۔مگر سب سے پہلے ام المومنین حضرت عائشہ جو حضرت عثمان کے خلاف بلوہ کے زمانے میں حج کے بہانے سے مکہ چلی گئی تھیں طلحہ وزبیر کے ساتھ مل کر (جو حضرت علیؑ کی بیعت کر چکے تھے اور آپ سے اجازت لے کر مکہ گئے تھے) حضرت علیؑ سے جنگ کا ارادہ کیا۔چنانچہ

۳۶ھ

جنگِ جمل

جمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں ایک لشکر ام المومنین حضرت عائشہ کی سرداری میں بصرہ کی طرف روانہ ہوا اور بصرہ کے قریب حضرت علیؑ کے لشکر سے لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی کو جنگ جمل کہتے ہیں۔ کیونکہ ام المومنین حضرت عائشہ جمل (ناقہ) پر سوار ہو کر میدانِ جنگ میں تشریف لائی تھیں اس جنگ میں مروان بن حکم نے حضرت طلحہ کو قتل کر دیا۔ حضرت زبیر راستہ میں قتل کر دیئے گئے اور ام المومنین حضرت عائشہ کے شکست کھانے کے بعد حضرت علیؑ نے آپ کو نہایت احترام کے ساتھ ان کے بھائی محمد بن ابوبکر کے ہمراہ مدینہ بھیج دیا۔ ابھی حجاز میں یہ ہنگامہ ہو ہی رہا تھا کہ

۳۷ھ

جنگِ صفین

۳۷ھ میں معاویہ ابن ابوسفیان امیر شام نے حضرت علیؑ کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر لے کر حضرت علیؑ سے جنگ کرنے کے لئے شام سے روانہ ہو گئے۔ حضرت علیؑ بھی اسی ہزار (۸۰،۰۰۰) کا لشکر لے کر روانہ ہوئے اور صفین کے میدان میں یکم صفر ۳۷ھ کو جنگ شروع ہوئی۔ جنگ کا سلسلہ کئی روز تک جاری رہا۔ آخر جب امیر معاویہ کو اپنی شکست کا یقین ہو گیا تو ان کے معتمد خاص عمرو بن عاص نے وہ چال چلی کہ صلح کی نوبت آ گئی۔ امیر معاویہ کے لشکر نے قران مجید نیزوں پر بلند کیا اور قران کا واسطہ دے کر صلح کی درخواست کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ رک گئی۔ اور فیصلہ ثالث کی رائے پر موقوف کر دیا گیا۔

جنگ نہروان

اسی سال حضرت علیؑ کو خارجیوں کے خلاف نہروان میں جنگ کرنی پڑی جس میں خارجیوں کی ایک بڑی تعداد قتل کردی گئی اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے سنہ ۳۸ ھج سے سنہ ۴۰ ھج تک امیر معاویہ حضرت علیؑ کو پریشان کرتے رہے۔اور حضرت علیؑ کے ملک میں مختلف مقامات پر حملے کرتے رہے۔

سنہ ۴۰ ھج

۱۹ رمضان المبارک سنہ ۴۰ ھج صبح کی نماز میں عبدالرحمٰن ابن ملجم نے حضرت علیؑ پر زہر آلود تلوار سے وار کیا۔اور ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ ھج ۶۳ تریسٹھ سال کی عمر میں آپ شہید ہوئے اور وہ آفتاب امامت جو خانہ کعبہ سے طلوع ہوا تھا افق نجف میں غروب کر گیا۔

اولاد

حضرت فاطمہؑ بنت حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ دو صاحبزادے،اور جناب زینبؑ جناب ام کلثومؑ دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔جناب محسن بطن مبارک میں شہید ہو گئے۔دیگر ازواج سے اولاد ذکور میں حضرت عباس، جعفر،عبداللہ، عثمان، عبیداللہ، ابوبکر، یحیٰ، محمد اصغر، عمر، محمد اوسط، عون اور محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے۔اور اولاد اناث میں۔رضیہ، ام الحسن۔رملہ کبریٰ پیدا ہوئیں۔ان کے علاوہ مختلف کنیزوں سے بھی آپ کے متعدد لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ٥

باب اوّل

(ایات قرانی)

''حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت خداوند عالم کی نگاہ میں''

اخرج ابن عساکر عن ابن عباس قال "مانزل فی احد من کتاب اللہ تعالیٰ مانزل فی علی رضی اللہ عنہ" واخرج عنہ ایضا قال "نزلت فی علی ثلثمائۃ ایۃ و فضائلہ رضی اللہ عنہ کثیرۃ مشہورۃ"

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کسی شخص کی شان میں اتنی ایتیں نہیں نازل ہوئیں جتنی حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئیں'' حضرت ابن عباس سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں تین سو ایتیں نازل ہوئیں۔ اور آپ کے فضائل (تعداد میں) بہت کثیر اور مشہور ہیں''

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ٥

پہلی آیت

صراطِ مستقیم

قولہ' تعالی:۔

اھد نا الصّراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و لا الضالین ٥

اے خدا تو ہم کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ۔ ان کی راہ جنہیں تو نے اپنی نعمت عطا کی ہے۔ نہ ان کی راہ جن پر تیرا غضب ڈھایا گیا اور نہ گمراہوں کی راہ۔"

(سورہ فاتحہ ایت ۶,۷)

٥

عن مسلم بن جبان قال سمعت ابا بریدۃ یقول "صراط محمد و الہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم"

مسلم بن جبان روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو بریدہ کو کہتے ہوئے سنا کہ (صراط مستقیم سے مراد) محمد صلعم وال محمد صلعم کا راستہ ہے۔

(ارجح المطالب ۹۷)

قال رسول اللہ (ص) "وان تومر و اعلیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیا یا خذ بکم الصّراط المستقیم"

(آنحضرت صلعم نے فرمایا) "اگر تم سب علیؑ کو اپنا امیر وخلیفہ مان لو۔ اور میں جانتا ہوں کہ تم (علیؑ کو امیر وخلیفہ) نہ مانو گے۔ تو تم علی کو اپنا ہادی اور سیدھے راستہ پر لے جانے والا پاؤ گے۔"

(مشکوۃ ۵۵۹)

دوسری آیت

(حضرت علیؑ کا ایمان اور منافقوں کو تنبیہ)

قولہ' تعالیٰ (۲):۔

واذ القوالذین امنوا قالوا امنّا واذا خلوا الی شیاطینهم قالو انا معکم انما نحن مستهزئون ہ

خدا فرماتا ہے:۔

"اور جب وہ ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو ایمان لا چکے اور جب وہ اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمھارے ساتھ ہیں۔ ہم تو (مسلمانوں کو) بناتے ہیں۔ (یعنی مسلمانوں سے یوں ہی مذاقاً ملتے ہیں)

(پارہ ۱ بقرہ آیت ۱۴)

روی ابو صالح عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ ان عبد اللّٰہ بن اُبیء و اصحابہ خرجوا فاستقبلهم نفرمن اصحاب رسول اللّٰہ (ص) فقال عبد اللّٰہ لاصحابہ انظر واکیف اردابن عم رسول اللّٰہ وسیّد بنی هاشم خلا رسول اللّٰہ' فقال علی کرم اللّٰہ وجهہ یا عبداللّٰہ" اتق اللّٰہ ولا تنافق لانّ المنافق شر خلق اللّٰہ."فقال یا ابو الحسن "واللّٰہ ان ایماننا کایمانکم "ثم تفرقوا فقال عبداللّٰہ بن ابی لاصحابہ "کیف رائیتم مافعلت"؟"فاشنوا علیہ خیرا فانزل اللّٰہ علی رسولہ (ص) واذالقوالذین امنواہ

قال موفق بن احمد عقیب ذلک نزلت الایة علیٰ ایمان علی کرم اللّٰہ وجهہ ظاهرا وباطناو علی قاطعہ موالاتا للمنافقین واظهار عداوتهم والمرادبالشیاطین رئوساء الکفار (غایة المرام ص ۳۹۵)

ابوصالح نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ (ایک روز) عبداللہ ابن اُبیّ (منافق) اور اس کے ساتھی گھر سے نکلے تو سامنے چند اصحاب رسولؐ آتے ہوئے دکھائی دیئے، عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا "دیکھو میں رسولؐ کے چچازاد بھائی (حضرت علیؑ) کو جو سوائے رسولؐ تمام بنی ہاشم کے سردار ہیں کیسی رد کرتا ہوں (اوران کا مذاق اڑاتا ہوں) حضرت علیؑ نے فرمایا "اے عبداللہ خدا سے ڈر اور منافقت چھوڑ دے کیونکہ منافق بدترین مخلوق خدا ہے" اس نے جواب دیا "اے ابوالحسن بخدا ہمارا ایمان آپ ہی لوگوں کے ایمان جیسا ہے" یہ کہہ کر سب متفرق ہو گئے۔ تو عبداللہ ابن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا "تم نے دیکھا کہ میں نے کیسا کام کیا" سب نے اس کی تعریف کی۔ (اس پر) خداوند عالم نے اپنے رسول صلعم پر یہ آیت نازل کی۔

تیسری آیت

(اہل بیت رسول کو ایک خوشخبری)

قولہ تعالیٰ:۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۝

خدا فرماتا ہے:۔

"(اے ہمارے رسول) آپ ان لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو ایمان لا چکے ہیں اور جنہوں نے اچھے کام کیے ہیں کہ ان کے لئے (جنت کے) وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔" **(پارہ ۱ بقرہ آیت ۲۵)**

عن ابن عباس قال مانزل فی القران من خاصة رسول اللّٰه و علیؑ واهل بیته دون الناس من سورة البقرة و بشر الذین امنوا و عملوا الصالحات نزل فی علی و جعفر و حمزة و عبیدة بن حارث بن عبدالمطلب۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ قران مجید میں جو آیت خاص کر حضرت رسول صلعم، حضرت علیؑ اور ان کے اہل بیت کی شان میں نازل ہوئی جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں وہ سورہ بقرہ کی یہ آیت ہے "(اے رسولؐ) خوشخبری سنا دیجئے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے (کہ ان کے لئے جنت میں باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں) یہ آیت حضرت علیؑ، حضرت جعفر، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کی شان میں نازل ہوئی۔"

چوتھی آیت

(حضرت آدمؑ کی توبہ کس طرح قبول ہوئی؟)

قوله تعالیٰ:۔

"فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ o"

خدا فرماتا ہے:۔

پھر حضرت آدمؑ نے اپنے رب سے (معذرت کے) چند الفاظ سیکھے (اور انہیں کلمات کے ذریعہ توبہ کی) پس خدا نے (ان الفاظ کی برکت سے) ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اور بے شک خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے اور مہربان ہے۔ (پارہ ۱ بقرہ آیت ۳۷)

اخرج ابن النجار عن ابن عباس قال "سئل رسول اللّٰہ (ص) عن الکلمات التی تلقاھا ادم من ربّہ فتاب علیہ فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم "سأل بحق محمّد (ص) و علیٌ و فاطمةٌ و الحسَن و الحسَین فتاب علیه و غفر له"

ابن نجار نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے ان کلمات کے متعلق پوچھا گیا جو حضرت آدمؑ نے اپنے پروردگار سے سیکھے تھے اور (ان کے ذریعہ سے) خدا نے ان کی توبہ قبول کی تھی۔ تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ (حضرت آدمؑ نے) محمد صلعم۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ کے واسطہ سے سوال کیا تھا تو خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

(تفسیر درمنثور جلد اول)

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال سئل النّبی (ص) عن الکلمات التی تلقاھا ادمُ من ربه فتاب علیه قال سئله بحق محمد (ص) و علیٌ و فاطمةٌ و الحسَن و الحسَین فتاب علیه و غفر له۔"

سعید ابن جبیر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلعم سے پوچھا گیا کہ وہ کون سے کلمات تھے جن کو حضرت آدمؑ نے اپنے خدا سے سیکھا تھا اور پھر خدا نے ان کی توبہ قبول کی تھی۔ تو آپ نے فرمایا ''حضرت آدمؑ نے محمد صلعم، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ (علیہم السلام) کا واسطہ دے کر خدا سے سوال کیا تو خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اور ان کو معاف کر دیا''

(ینابیع المودت ۹۷)

پانچویں آیت

(سخاوت علیؑ کی ایک مثال)

قولہ تعالیٰ:۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۚ

خدافرماتا ہے:۔

وہ لوگ جو اپنے مال کو (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں کبھی رات کو کبھی دن کو کبھی پوشیدہ طور سے اور کبھی ظاہر بظاہر۔ ان لوگوں کے لئے ان کے خدا کے نزدیک بہت بڑا اجر وثواب ہے (اور قیامت کے دن) ان پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ ہی وہ رنجیدہ ہوں گے۔

(پارہ ۳ بقرہ ایت ۲۷۴)

نقل الواحدی فی تفسیرہ یرفعہ بسندہ الیٰ ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال "کان مع علی رضی اللّٰہ عنہ اربعۃ دراھم لایملک غیرھا فتصدق بدرھم لیلا وبدرھم نھارا وبدرھم سِرًّا وبدرھم علانیۃ فانزل اللّٰہ تعالیٰ "اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اموالھم بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

واحدی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس سے منسوب روایت کو نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ کے پاس صرف چار درہم تھے اور اس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ تو آپ نے ایک درہم رات میں ایک درہم دن میں ایک درہم پوشیدہ طور سے ایک درہم علانیہ طور سے (خدا کی راہ میں) صدقہ فرمایا تو خدا نے (ان کی شان میں) یہ آیت نازل فرمائی کہ "جو لوگ کبھی رات کو، کبھی دن کو، کبھی چھپ کر اور کبھی ظاہر میں (خدا کی راہ میں) اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان

کے خدا کے نزدیک بہت بڑا اجر ہے اور (قیامت کے دن) نہ ان پر خوف طاری ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ (نور الابصار ۷۸)

عن ابن عباسؓ رضی اللّٰہ عنہ قال قوله تعالی "اَلَّذِیْنَ ینفقونَ اموالھم سرًّا وعلانیة نزلت فی علی رضی اللّٰہ عنہ"

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیت کہ "وہ لوگ اپنے مال کو (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں کبھی رات کو، کبھی دن، کبھی پوشیدہ طور سے کبھی ظاہر بظاہر" "حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔"

(ینابیع المودة ۹۶)

چھٹی آیت

(آیہ مباہلہ)

قولہ تعالیٰ:۔

فَمَنْ حَاجَّکَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ ٥

خدا فرماتا ہے:۔

(اے رسول صلعم) جب آپ کے پاس علم قرآنی آچکا۔اس کے بعد اگر کوئی (نصرانی) آپ سے (حضرت عیسیٰ کے بارے میں) حجت کرے تو آپ ان سے فرمادیں ''ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو بلاؤ پھر ہم سب مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔'' (پارہ ۳ ال عمران ایت ۶۱)

قال فی الکشاف ''لا دلیل اقوی من ھذا علی فضل اصحاب الکساء وھم علیؑ و فاطمةؑ والحسنانؑ لانھالما نزلت دعا ھم صلی اللّٰہ علیہ و سلم فاحتضن الحسینؑ واخذ بیدالحسنؑ و مشت فاطمةؑ خلفہؐ وعلیؑ خلفھما نعلم انھم المرادمن الآیة۔

(علامہ زمخشری) تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں کہ اصحاب کساء یعنی حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ۔حضرت حسینؑ علیہم السلام کی فضیلت کے لئے اس آیت سے بڑھ کر دوسری کوئی قوی دلیل نہیں ہوسکتی۔کیونکہ جب یہ آیت (آیت مباہلہ) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے ان حضرات کو بلایا۔امام حسینؑ کو گود میں لیا۔امام حسنؑ کا ہاتھ پکڑا۔حضرت فاطمہؑ رسول صلعم کے

پیچھے چلیں اور حضرت علیؑ ان دونوں کے پیچھے تھے۔لہذا قطعی طور سے معلوم ہوا کہ یہی حضرات مقصود آیت ہیں"

اخرج الطبرانی " ان اللہ عزوجل جعل ذریّة کل نبیؐ فی صلبه وان اللہ تعالیٰ جعل ذریّتی فی صلب علیؑ ابن ابی طالب"

طبرانی نے روایت کی ہے کہ (آنحضرت صلعم نے فرمایا) خداوند عالم نے ہر نبی کی ذریت اس کے صلب میں قرار دی ہے۔اور خدا نے میری ذریت (اولاد) کو علیؑ بن ابی طالب کی صلب میں قرار دیا ہے"

(صواعق محرقہ ۱۵۳،۵۴)

ساتویں آیت

(حبل اللہ)

قولہ تعالیٰ:۔

وَاعْتَصِمُوْ ابِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّ قُوْاہ

خدا فرماتا ہے:۔ اے لوگو تم سب اللہ کی رسّی مضبوطی سے پکڑ لو اور (آپس میں) اختلاف نہ کرو۔" **(پارہ ۴ ال عمران ایت ۱۰۳)**

اخرج الثعلبی فی تفسیرہ عن جعفر الصّادق رضی اللّٰہ عنہ انہ قال نحن حبل اللّٰہ الذی قال اللّٰہ فیہ واعتصمو ابحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقواہ

ثعلبی نے اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا "ہم ہی اللہ کی وہ رسّی ہیں جس کے متعلق خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ کی رسی مضبوطی سے پکڑ لو اور (آپس میں) اختلاف نہ کرو" **(صواعق محرقہ ۱۴۹)**

اخرج صاحب کتاب المناقب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قال کنا عند النبی (ص) اذجاء اعرابی فقال "یا رسول اللّٰہ سمعتک تقول واعتصمو ابحبل اللّٰہ فما حبل اللّٰہ الذی نعتصم بہ فضرب النبی (ص)یدہ فی ید علیؑ و قال تمسکوا بھذا ھو حبل اللّٰہ المتین۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں "ہم سب آنحضرت صلعم کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے آنحضرت صلعم سے پوچھا "یارسول اللہ میں نے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ کی رسّی مضبوطی سے پکڑ لو تو اللہ کی رسی کون ہے جس سے ہم وابستہ ہوں؟" آنحضرت صلعم نے اپنا ہاتھ حضرت علیؑ کے ہاتھ پر مارا اور فرمایا "یہ علیؑ خدا کی مضبوط رسّی ہیں۔ ان کے دامن سے وابستہ رہو"

(ینابیع المودہ ۱۱۹)

آٹھویں آیت

(حاسدین اہل بیت سے خدا کی بیزاری)

قولہ تعالیٰ:۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَا اٰلَ اِبْرَاهِيْمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا٥

خدا فرماتا ہے:۔

کیا لوگ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جن کو خداوندِ عالم نے اپنے فضل وکرم سے نوازا۔تو بے شک ہم نے ال ابراہیم کو کتاب اور حکمت سے نوازا اوران کو بہت بڑی سلطنت بھی عطا کی" **(پارہ ۵ نساء ایت ۵۴)**

اخرج ابو الحسن المغازلی عن الباقر رضی اللہ عنہ قال "فی ھذہ الأیة نحن الناس و اللّٰہِ"

ابوالحسن مغازلی نے روایت کی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "خدا کی قسم اس آیت میں لوگ سے مراد ہم لوگ ہیں۔" (یعنی خدوند عالم نے ہم اہل بیت رسول کو اپنے فضل و کرم سے نوازا۔ہم کو حکمت وعلم عطا فرمایا اور ہم کو خاص مدارج دیئے اس لئے لوگ ہم سے حسد کرتے ہیں۔) **(صواعق محرقہ ۱۵۵)**

اخرج ابن المغازلی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال "ھذہٖ الأیة نزلت فی البنی صلی اللہ علیہ و سلم و فی علی رضی اللہ عنہ"

ابن مغازلی نے ابوصالح اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ "یہ آیت حضرت نبی صلعم اور حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی" **(ینابیع المودۃ ۱۲۱)**

نویں آیت

(حضرت علیؑ خلیفہ رسول ہیں)

قولہ تعالیٰ:۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ہ

خدا فرماتا ہے:۔

(اے ایمان لانے والو) تمہارا والی اور سرپرست تو بس خدا ہے۔ اس کا رسولؐ ہے اور وہ مومنین ہیں جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں۔ اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔"

عن ابی ذر الغفاری رضی اللّٰہ عنہ قال "صلیت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم یومًا من الایام الظھر فسال سائل من المسجد فلم یعطہ احدا شئیا. فرفع السائل یدہ الی السّماء وقال "اللّٰھم اشھد انی سالت فی مسجد نبیّک محمّد (ص) فلم یعطنی احد شئیا و کان علی رضی اللّٰہ عنہ فی الصلوۃ راکعا فاوما الیہ بخنصرہ الیمنٰی وفیھا خاتم فاقبل السائل فاخذ الخاتم من خنصرہ وذلک بمرای من النبی (ص) وھو فی المسجد. فرفع رسول اللّٰہ (ص) طرفہ الی السّماء وقال "اللّٰھم ان اخی موسٰی سالک فقال رَبِّ اشرح لی صدری ویسّر لی امری واحلل عقدۃ مّن لّسانی یفقھوا قولی واجعل لّی وزیرًا مّن اھلی ھارون اخی اشد دبہ ازری واشرکہ فی امری فانزلت علیہ قرانا سنشدّ عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما. اللھم انی محمد نبیک و صفیک اللھم فاشرح لی صدری ویسرلی امری واجعل لی وزیرامن

اھلی علیًا اشد دبہ ظھری“

قال ابو ذررضی اللّٰہ عنہ ”فما استمّ دعائوہ‘ حتٰی نزل جبرئیل علیہ السّلام من عنہ اللّٰہ عزوجل وقال یا محمد (ص) اقرأ ”انما و لیّکم اللّٰہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون“

حضرت ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے ظہر کی نماز رسول اللہ صلعم کے ساتھ پڑھی۔ ایک سائل نے مسجد میں آکر سوال کیا لیکن اس کو کسی نے کچھ نہ دیا۔ اس سائل نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا ”اے خدا گواہ رہنا میں نے تیرے نبی حضرت محمد صلعم کی مسجد میں سوال کیا لیکن مجھ کو کسی نے کچھ نہ دیا“ حضرت علی اس وقت نماز میں حالتِ رکوع میں تھے۔ آپ نے اپنی داہنی چھونگلیاں کی طرف جس میں انگوٹھی تھی اشارہ کیا سائل آیا اور اس نے انگلی سے انگوٹھی اتار لی۔ یہ اس وقت ہوا جب نبی صلعم مسجد میں موجود تھے۔ (اس پر) رسول صلعم نے اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھائیں اور فرمایا ”اے خدا میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے سوال کیا کہ اے خدا میرے سینے کو کشادہ کردے۔ میرے کام کو آسان کردے اور میری زبان کی لکنت کو دور کردے۔ تاکہ لوگ میری باتیں سمجھ سکیں۔ اور میرے اہل سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر قرار دے۔ اور ان کی وجہ سے میری طاقت کو مضبوط کردے اور ان کو میرے کاموں میں میرا شریک بنادے“ تو اے خدا تو نے ان پر وحی نازل فرمائی (اور کہا کہ اے موسیٰ) ہم تمھارے بازوؤں کو تمھارے بھائی کے ذریعہ مضبوط بنادیں گے اور تم دونوں کو ایسی طاقت عنایت کردیں گے کہ (تمھارے دشمن) تم دونوں تک نہ پہونچ سکیں“

اے خدا میں محمدؐ تیرا نبیؐ اور دوست ہوں۔ میرے سینہ کو کشادہ کردے۔ میرے کاموں کو آسان کردے۔ اور میرے اہل سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر قرار دے اور علیؑ کے ذریعہ میری طاقت مضبوط کردے۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ ابھی رسول صلعم کی دعا تمام ہی ہوئی تھی کہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ ”اے محمد (صلعم) پڑھیے“ ضرور تم لوگوں کا ولی خدا اور اس کا رسول ہے۔ اور وہ مومنین ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں۔“

(اس روایت کو ابواسحٰق احمد ثعلبی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے) (نورالابصار ۷۷)

دسویں آیت

(رسول صلعم کو خدا کا ایک حکم)

قولہ تعالیٰ:۔

یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَ اللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکَافِرِیْنَ۝

خدا فرماتا ہے:۔

اے رسولؐ جو حکم آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے پہونچا دیجئے۔اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے (گویا) خدا کا کوئی پیغام ہی نہیں پہونچایا اور (آپ ڈریئے نہیں) خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ **(پارہ ٦ مائدہ ایت ٦٧)**

اخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنانقرءُ علیٰ عھد رسول اللّٰہ (ص) "یا ایھاالرّسول بلغ ماانزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ و اللّٰہ یعصمک من الناس"

ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ زمانہ رسولؐ میں ہم لوگ (اس آیت کو) اس طرح پڑھا کرتے تھے "اے رسول صلعم جو حکم آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے پہونچا دیجئے۔بے شک علیؑ مومنین کے مولا ہیں اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے (گویا) خدا کا کوئی پیغام ہی نہیں پہونچایا اور (آپ ڈریئے نہیں) خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا" **(تفسیر درمنثور جلد دوم ٢٩٨)**

اخرج الثعلبی عن ابی صالح عن ابن عباس و عن محمد الباقر رضی اللّٰہ عنھما قالا "نزلت ھذہ الایۃ فی علیؑ". وعن ابی سعید الخدری قال "نزلت ھذہ الأیۃ فی علیؑ فی غدیر خم" ھکذا ذکرہ الشیخ محی

الدین النووی"

ثعلبی نے ابو صالح سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا "یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی" ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں غدیر خم کے میدان میں نازل ہوئی۔ اس بیان کی تائید شیخ محی الدین نووی نے بھی کی ہے۔ (ینابیع المودة ۱۲۰)

گیارہویں آیت

(ایک موذن)

قولہ تعالیٰ:۔

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَن لَّعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيۡنَ ہ اَلَّذِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَ يَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ۚ وَ هُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ كَافِرُوۡنَ ہ

خدا فرماتا ہے:۔ ''تب ایک منادی ان لوگوں کے درمیان آواز دے گا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ جو خدا کی راہ سے لوگوں کو روکتے تھے اور اس میں (خواہ مخواہ) کجی پیدا کرنا چاہتے تھے اور وہ روز آخرت سے انکار کرتے تھے۔'' (پارہ ۸ اعراف آیت ۴۵۔۴۴)

الحاکم ابو القاسم الحقانی اخرج بسندہ عن محمّد بن الحنفیة عن ابیه علی کرم اللّٰہ وجهه قال ''اناذلک الموذن''

حاکم ابو القاسم حقانی نے حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا (اس آیت میں) ''موذن (منادی سے مراد) میں ہوں۔'' (ینابیع المودة ۱۰۱)

الحاکم بسندہ عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما انه قال قال علی رضی اللّٰہ عنه ''فیکتاب اللّٰہ اسماً لی لایعرفها الناس منها فاذن موذن بینهم .یقول ان لعنة اللّٰہ علی الظالمین. ای الذین کذبو ابولایتی واستخفوابحقی''

حاکم اور ابو صالح نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ''قرآن مجید میں میرے بہت سے نام ہیں جن کو لوگ نہیں جانتے۔ منجملہ ان ناموں کے ایک موذن بھی ہے۔ (یہ موذن میرا نام ہے اور اس موذن کا کام یہ ہوگا کہ) وہ لوگوں کے درمیان آواز دے گا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ یعنی جن لوگوں نے میری ولایت سے انکار کیا اور میرے حق کو ہلکا سمجھا (وہ ظالم ہیں اور ان پر خدا کی لعنت ہے)'' (ینابیع المودة ۱۰۱)

بارہویں آیت

(قیامت میں حضرت علیؑ کے دوستوں اور دشمنوں کی شناخت)

قولہ تعالیٰ:۔

وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ہ

خدا فرماتا ہے:۔

''اور مقام اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو سب کو (بہشتی ہو یا جہنمی) ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے۔'' (پارہ ۸ اعراف ایت ۴۶)

اخرج الثعلبی فی تفسیر ھذہ الایۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انہ قال "الاعراف موضع عال من الصّراط علیہ العباس و حمزۃ و علی ابن ابی طالب و جعفر ذوالجناحین یعرفونَ محبھم ببیاض الوجوہ و مبغضھم بسوادالوجوہ.

ثعلبی نے اس آیت کی تفسیر کے سلسلے میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اعراف پل صراط سے ایک اونچی جگہ کا نام ہے جہاں حضرت عباس، حضرت امیر حمزہ، حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور حضرت جعفر دو بازوؤں والے ہوں گے جو اپنے دوستوں کو ان کے نورانی چہروں کی وجہ سے اور اپنے دشمنوں کو ان کے سیاہ چہروں کیوجہ سے پہچان لیں گے۔

(صواعق محرقہ ۱۲۷)

عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم یقول لعلی اکثر من عشرہ مرات "یا علی انک والا وصیاء من ولدک اعراف بین الجنۃ و النار لایدخل الجنۃ الامن عرفکم و عرفتموہ ولا یدخل النار الامن انکرکم وانکرتموہ"

حضرت سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو حضرت علیؑ سے دس مرتبہ کہتے ہوئے سنا "اے علیؑ تم اور تمھاری اولاد میں جتنے اوصیاء (ائمہ طاہرین) ہیں وہی جنت اور جہنم کے درمیان اعراف ہیں۔ جنت میں وہی جائے گا جو تم لوگوں کو پہچانتا ہو۔ اور تم لوگ بھی اس کو پہچانتے ہو اور جہنم میں وہ جائے گا جو تم لوگوں کو نہ پہچانتا ہو اور تم لوگ بھی اس کو نہ پہچانتے ہو" یعنی جو حضرت علیؑ اور ائمہ طاہرین کا دوست ہے اور ان کی پیروی کرتا ہے گویا ان کو پہچانتا ہے اور وہ حضرات بھی اس کو پہچانتے ہیں وہ جنت میں جائے گا اور جو ان کا دشمن ہے اور ان کے فضائل کا منکر ہے وہ گویا ان کو نہیں پہچانتا وہ جہنم میں جائے گا"

(ینابیع المودۃ ۱۰۲)

تیرہویں آیت

(حضرت علیؑ کو امیر المومنین کا خطاب کب ملا؟)

قولہ تعالیٰ:۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِ هِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْ نَا اَنْ تَقُوْلُوا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذا غَافِلِیْنَ ہ

خدا فرماتا ہے:۔

"(اے رسولؐ وہ وقت بھی آپ یاد دلایئے) جب آپ کے خدا نے حضرت آدم کی اولاد سے یعنی پشتوں سے (باہر نکال کر) ان کی اولاد سے خود ان کے مقابلے میں اقرار کرالیا تھا (اور پوچھا تھا) کہ کیا میں تمھارا پروردگار نہیں ہوں تو سب کے سب بولے ہاں ہم اس کے گواہ ہیں (یہ ہم نے اس لئے کہا) کہ کہیں تم قیامت میں بول اٹھو کہ ہم تو اس سے بالکل بے خبر تھے۔"

(پارہ ۹ اعراف ایت ۱۷۲)

عن حذیفة قال قال رسول اللّٰه (ص) لویعلم الناس متی سمی علی امیرالمومنین لما انکروا فضائله سمّی بذلک وادم بین الروح والجسد وحین قال (واذ اخذربک من بنی ادم من ظهور هم ذریتهم واشهدهم علی انفسهم) الست بربکم قالو ابلی فقال اللّٰهُ "انا ربکم و محمد نبیکم وعلی امیر کم" رواه صاحب الفردوس.

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول صلعم نے فرمایا "اگر لوگ یہ جان لیں کہ علیؑ کو کب امیر المومنین کا خطاب ملا تو وہ ہرگز ان کے فضائل کا انکار نہ کریں۔ حضرت علی کو امیر المومنین کا خطاب اس وقت ملا جب حضرت آدمؑ روح اور جسم کے درمیان تھے (اس وقت)

جب خداوند عالم نے حضرت آدم کی اولاد سے یعنی پشتوں سے (باہر نکال کر) ان کی اولاد سے خود ان کے مقابلے میں اقرار کرالیا تھا (اور پوچھا تھا) کہ کیا میں تمھارا پروردگار نہیں ہوں؟'' سب نے کہا ''بیشک تو ہمارا پروردگار ہے'' تو خدا نے فرمایا ''میں تم سب کا پروردگار ہوں اور محمدؐ تم سب کے نبی ہیں اور علیؑ تم سب کے امیر ہیں'' اس روایت کو صاحب فردوس نے نقل کیا ہے۔

(ینابیع المودة ۲۳۸)

چودہویں آیت

(روحانی زندگی)

قولہ تعالیٰ:۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ وَ اعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ وَاَنَّہٗ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ہ

خدافرماتا ہے:۔

''اے وہ لوگ جوایمان لا چکے ہو جب تم کو ہمارے رسولؐ ایسے کام کے لئے بلائیں جو تمھاری روحانی زندگی کا باعث ہوتو تم خدااور رسول کا حکم مانو اور یقین کرلو کہ خدا انسان اوراس کے دل کے درمیان آجاتا ہےاور یہ بھی سمجھ لو کہ تم سب کے سب اس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔'' (پارہ ۹ انفال ایت ۲۴)

قال العلامۃ ابن مردویہ ''ان ھذہ الایۃ نزلت فی شان علیؑ ہ

علامہ ابن مردویہ کا بیان ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

(روائح القران ۱۹۴ و امامۃ القران ۱۹۱)

پندرہویں آیت

(ایک مخصوص فتنہ کی پیشین گوئی)

قوله تعالیٰ:۔

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ٥

خدا فرماتا ہے :۔

''اور (اے لوگو) اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو خاص انہیں لوگوں پر نہیں پڑے گا جنہوں نے تم میں سے ظلم کیا۔ (بلکہ تم سب کے سب اس میں پڑ جاؤ گے اور یقین کرلو کہ خدا بڑا سخت عذاب کرنے والا ہے۔'' (پارہ ۹ انفال ایت ۲۵)

عن الحسن "نزلت فی علی و عمار و طلحة و زبیرو هو یوم الجمل خاصّة قال الزبیر نزلت فینا وقرأنا هاز ماناو مارأنا من اهلها فاذا نحن المعنون بها.

حسن نے بیان کیا ہے کہ ''یہ آیت حضرت علیؑ، حضرت عمار، طلحہ اور زبیر کے متعلق نازل ہوئی۔ اور اس (فتنہ) سے خاص طور سے جنگ جمل مراد ہے۔ زبیر کہتے تھے کہ یہ آیت ہم لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ ہم لوگ اس آیت کو عرصہ تک پڑھا کیے مگر یہ نہ جانتے تھے کہ اس سے مراد کون لوگ ہیں۔ لیکن (بعد میں معلوم ہوا کہ) اس آیت سے مراد ہم ہی ہیں۔''

(تفسیر کشافجلد اول ۵۰۹)

عن ابن عباس لمانزلت هذه الأية "واتقوافتنة" قال النّبی (ص) من ظلم علیا مقعدی هذا بعدوفاتی فکانما حجد نبوتی و نبوّة انبیأ قبلی"

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کہ ''اے لوگو فتنہ سے ڈرو، نازل ہوئی تو حضرت نبیؐ نے فرمایا ''جو میری وفات کے بعد حضرت علیؑ پر ظلم کرے گا اس نے گویا میری اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء کی نبوت سے انکار کیا۔'' (شواهد التنزیل و امامة القران ۱۹۳)

سولہویں آیت

(محمد صلعم وال محمدؐ سے دنیا قائم ہے)

قولہ تعالیٰ:۔

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ ٥

خدافرماتاہے:۔

''اے رسولؐ جب تک آپ ان لوگوں میں ہیں خدا ان پر عذاب نہ نازل کرے گا۔''

(پارہ ۹ ایت ۳۲)

اشار صلی اللّٰہ علیہ و سلم الیٰ وجود ذلک المعنی فی اھل بیتہ و انھم امان لاھل الارض کما کان ھو صلی اللّٰہ علیہ و سلم امانالھم''

آنخضرت صلعم نے اس معنی کا اشارہ اپنے اہل بیت کی طرف فرمایا ہے (یعنی جب تک اہل بیت دنیا میں موجود ہیں خدا لوگوں پر عذاب نہ نازل فرمائے گا کیونکہ) بے شک اہل بیت زمین والوں کے لئے اسی طرح امان ہیں جس طرح رسول اللہؐ ان لوگوں کے لئے امان تھے (اس آیت سے واضح ہوا کہ جب تک دنیا قائم ہے ال محمدؐ کا دنیا میں ہونا ضروری ہے اسی لئے حضرت علی علیہ السلام سے لے کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تک ان کی امامت اور امام مہدی علیہ السلام کی امامت اور ان کے وجود کا یقین رکھنا لازم ہے۔اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔جن میں سے تین حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔

١. وفی اخریٰ لاحمد فاذاذھب النجوم ذھب اھل السّماء واذاذھب اھل بیتی ذھب اھل الارض.

احمد نے روایت کی ہے (کہ آنخضرتؐ نے فرمایا)، جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان والے فنا ہو جائیں گے۔اور جب میرے اہل بیت اٹھ جائیں گے تو زمین والے فنا ہو

جائیں گے۔"

۲. وفی روایة صححها الحاکم علی شرط الشیخین: .النجوم امان لاهل الارض من الغرق. واهل بیتی امان لا متی من الا ختلاف فاذاخالفتها قبیلة من العرب اختلفوا فصار واحزب ابلیس"

حاکم نے بطریق شیخین ایک حدیث صحیح نقل کی ہے (کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا) ستارے زمین والوں کو ڈوبنے سے بچاتے ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کو اختلاف سے بچاتے ہیں۔ اگر عرب کا کوئی قبیلہ ان سے اختلاف کرے تو اس کا شمار ابلیس کے گروہ میں ہوگا"

۳. وجاء من طرق عدیدة "انمامثل اهل بیتی فیکم کمثل سفینة نوح من رکبهانجی" وفی روایة مسلم "ومن تخلفها عنها غرق"

مختلف طریقوں سے روایت کی گئی ہے (کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو) تم لوگوں میں میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح کی کشتی کی مثال ہے۔ جو اس کشتی پر سوار ہوا اس نے نجات پائی (اور صحیح مسلم میں ہے) جو اس کشتی سے دور ہوا وہ ڈوب گیا۔"

(یعنی جس نے حضرت علیؑ اور ائمہ طاہرین کی پیروی کی اس نے نجات پائی اور جو ان سے علیحدہ ہوا وہ گمراہ ہوا)

(صواعق محرقه ۱۵۰)

سترہویں آیت

(رسولؐ نے شب معراج کیا دیکھا؟)

قولہ تعالیٰ:۔

هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ o

خدا فرماتا ہے:۔

''اے رسولؐ وہی تو وہ (خدا) ہے جس نے اپنی خاص مدد سے اور مومنین سے آپ کی تائید کی۔'' (پارہ ۱۰ انفال۔ آیت ۶۲)

عن ابی ہریرة عن صالح عن ابن عباس عن جعفر الصادق رضی اللّٰہ عنھم فی قولہ تعالی ھو الذی ایدک بنصرہ و باالمومنین o قالوا ''نزلت فی علیؑ''

ابو ہریرہ سے ابو صالح سے اور ابن عباس سے روایت ہے اور یہی روایت امام جعفر صادق سے بھی منقول ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔'' (ینابیع المودة ۹۴)

اخرج ابن عساکر عن ابی ہریرة قال ''مکتوب علی العرش لا الہ الا انا وحدی لا شریک لی محمد عبدی و رسولی اید تہ بعلیؑ و ذلک قولہ تعالیٰ ھو الذی ایدہ بنصرہ و با المومنین o

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ (رسول اللہؐ نے) فرمایا (کہ جب میں معراج میں گیا تو دیکھا) عرش پر لکھا ہوا تھا ''نہیں ہے کوئی خدا مگر صرف میں، میرا کوئی شریک نہیں، اور محمدؐ میرے بندے اور میرے رسول ہیں، اور میں نے علیؑ کے ذریعہ ان (محمدؐ) کی تائید کی۔'' اور یہی مطلب خدا کی اس آیت کا ہے کہ خدا وہ ہے جس نے (اے رسول) آپ کی اپنی خاص مدد اور مومنین کے ذریعہ تائید کی۔ (تفسیر درمنثور جلد ۳ ۱۹۹)

روی ابن قانع عن ابی الحمراء قال قال رسول اللّٰه (ص) لما اسری بی الٰی السماء اذاعلی العرش مکتوب لا الٰه....الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ایدته بعلی

ابن قانع نے ابی حمراء سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ (شب معراج) ''جب میں آسمان پر لے جایا گیا۔ تو عرش پر لکھا ہوا دیکھا ''نہیں ہے خدا مگر اللہ، اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور خدا فرماتا ہے) میں نے ان (حضرت محمد صلعم) کی تائید علیؑ کے ذریعہ سے کی''

(ینابیع المودة ۹۵)

اٹھارہویں آیت

(اذان)

قولہ تعالیٰ:۔

اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖۤ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ٥

خدا فرماتا ہے:۔

’’خدا اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن تم لوگوں کو منادی کی جاتی ہے کہ خدا اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہے۔‘‘ (پارہ ۱۰ توبہ ایت ۳)

اخرج ابن ابی حاتم عن حکیم بن حمید قال قال لی علیؑ بن الحسینؑ ’’ان لعلی فی کتاب اللّٰہ اسما ولکن لایعرفونہ قلت ماھو قال الم تیسمع قول اللّٰہ ’’واذان من اللّٰہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ھو واللّٰہ الاذان‘‘

ابن ابی حاتم اور حکیم بن حمید نے حضرت علی ابن الحسین (علیہما السلام) سے روایت کی ہے کہ ’’کتاب خدا (قرآن مجید) میں حضرت علیؑ کا ایک ایسا نام ہے جس کو لوگ نہیں جانتے ’’میں نے پوچھا ’’وہ نام کیا ہے؟‘‘ فرمایا ’’کیا تم نے خدا کا یہ قول نہیں سنا؟ خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے حج اکبر کے دن تم لوگوں کو اذان (منادی) کی جاتی ہے۔ خدا کی قسم اذان (سے مراد) وہی (علیؑ) ہیں‘‘ (تفسیر در منثور جلد ۳ ص ۲۱۱)

عن جابر الجعفی عن الباقر علیہ السلام قال خطب امیر المومنین بالکوفۃ عندانصرافہ من النھروان و بلغہ ان معاویۃ بن ابی سفیان یسبہ ویقتل اصحابہ فقام خطیبا الی ان قال وانا المؤذن فی الدنیا والاخرۃ قال

اللّٰہ عزوجل واذان من اللّٰہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر و اناذلک الاذانہ."

جابر جعفی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ جنگ نہروان سے پلٹ کر کوفہ تشریف لائے تو آپ کو خبر ملی کہ معاویہ بن سفیان آپ کو برا کہتے ہیں اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔ تو آپ نے ایک خطبہ پڑھا۔ یہاں تک کہ فرمایا "میں دنیا اور آخرت دونوں میں موذن ہوں اور حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اذان سے مراد میں ہی ہوں۔ (ینابیع المودة ۱۰۱)

انیسویں آیت

(حضرت علیؑ اور اصحاب رسول کا مقابلہ)

قولہ تعالیٰ:۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ه

خدا فرماتا ہے:۔

''کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد الحرام (خانہ کعبہ) کی آبادی کو اس شخص کے ہمسر بنادیا ہے جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان لایا ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کیا ہے۔ خدا کے نزدیک یہ لوگ تو برابر نہیں ہیں۔ اور خدا ظالموں کی ہدایت نہیں کرتا''

(پارہ ۱۰ توبہ ایت ۱۹)

ان الحسن و الشعبی والقرطبی قالوا ان علیًا رضی اللّٰہ عنہ و العباس و طلحۃ بن شیبۃ افتخرو افقال طلحۃ ''انا صاحب البیت مفتاحہ بیدی ولو شئت کنت فیہ'' وقال العباس رضی اللّٰہ عنہ ''انا صاحب السقایۃ و القائم علیہا'' فقال علی رضی اللّٰہ عنہ ''لا ادری لقد صلیت ستۃ اشہر قبل الناس وانا صاحب الجہاد فی سبیل اللّٰہ'' فانزل اللّٰہ تعالیٰ ''اجعلتم سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللّٰہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللّٰہ لا یستوون عنداللّٰہ''

حسن شعبی اور قرطبی کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ، حضرت عباس، حضرت طلحہ بن شیبہ فخرو مباہات کر رہے تھے۔ طلحہ نے کہا ''میں محافظ خانہ کعبہ ہوں اور کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں

ہے۔ اگر میں چاہوں تو اسی میں رہوں'' حضرت عباس نے کہا'' میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں اور اس منصب پر قائم ہوں'' حضرت علیؑ نے فرمایا'' میری سمجھ میں نہیں آتا (کہ میں تم لوگوں سے کیا کہوں۔ اور یہ ظاہر ہے کیونکہ جو خانہ کعبہ میں قدرتی اہتمام کے ساتھ پیدا ہوا ہو اس کے لئے محافظ خانہ کعبہ ہونے پر اور جو ساقی کوثر ہو اس کے لئے حاجیوں کے پانی پلانے پر کیا فخر ہو سکتا ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔ سنو قابل فخر چیزیں یہ ہیں کہ) میں نے تمام لوگوں سے پہلے چھ مہینہ نماز پڑھی۔ اور میں نے خدا کی راہ میں جہاد کئے (اور جہاد کرنے والا ہوں)'' (جب آپ فرما چکے تو آنحضرت صلعم پر) اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی (کہ اے رسولؐ ان لوگوں سے کہیئے کہ) کیا تم لوگوں نے حاجیوں کے پانی پلانے کو اور خانہ کعبہ کے آباد کرنے کو اس شخص کے برابر کر دیا۔ جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہو سکتے۔'' (نور الابصار ۷۷)

بیسویں آیت

(ایک خوشخبری)

قولہ تعالیٰ:۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ہ

خدافرماتا ہے:۔

”(اے رسول صلعم) ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے لئے ان کے پروردگار کی بارگاہ میں بلند درجے ہیں“

(پارہ ۱۱ یونس ایت ۲)

عن جابر بن عبداللّٰہ ”انها نزلت فی ولایة علیؑ .“

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ”یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی“ (یعنی وہ مومنین جو ولایت حضرت علیؑ کے قائل ہیں ان کے لئے خدا کی بارگاہ میں بلند درجے ہیں“)

(روائح القران ۲۱۲)

اکیسویں آیت

(پیغمبرؐ کی نبوت کا گواہ)

قولہ تعالیٰ:۔

اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ وَ مِنْ قَبْلِہٖ کِتٰبُ مُوْسٰی اِمَامًا وَّ رَحْمَۃً اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُہٗ فَلَاتَکُ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْہُ اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَایُؤْمِنُوْنَ ہ

خدا فرماتا ہے:۔ ''تو کیا جو شخص اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن پر ہو اور اس کے پیچھے ہی پیچھے انھیں کا ایک گواہ ہو اور اس کے قبل موسٰی کی کتاب (توریت) جو (لوگوں کے لئے) پیشوا اور رحمت تھی (اس کی تصدیق کرتی ہو وہ بہتر ہے یا کوئی دوسرا) یہی لوگ سچے ایمان لانے والے ہیں اور تمام فرقوں میں سے جو شخص اس کا انکار کرے تو اس کا ٹھکانہ بس آتش جہنم ہے۔ تو تم کہیں اس کی طرف سے شک میں نہ پڑے رہنا۔ بے شک یہ (قران) تمھارے رب کی طرف سے برحق ہے۔ مگر بہت سے لوگ ایمان نہیں لائے۔'' (پارہ ۱۲ ھود اینت ۱۷)

عن ابن عباس عن علی بن ابی طالب قال ان رسول اللّٰہ (ص) کان علی بینۃٍ من ربہ و انا التالی الشاھد منہ"

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ بن ابی طالب نے فرمایا حضرت رسولؐ اپنے رب کی طرف سے دلیل کے ساتھ تھے اور میں ان کے پیچھے ان کا گواہ تھا۔''

(ینابیع المودۃ ۹۹)

(قال الا مام فخر الدین الرازی)و ثالثھا ان المراد ھو علیؑ ابن ابی طالب"

امام فخر الدین رازی کہتے ہیں'' (کہ شاہد کی چار وجوہ میں سے) تیسری وجہ یہ ہے (شاہد یعنی گواہ سے) مراد حضرت علیؑ ابن ابی طالب ہیں'' (تفسیر کبیر جلد ۵ ۲۸)

بائیسویں آیت

(ہادی کا تعیّن)

قولہ تعالیٰ:۔

اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ ٥

خدا فرماتا ہے:۔

"اے رسول آپ (امت کو خوف خدا سے) ڈرانے والے ہیں۔ اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت کرنے والا ہے۔"

(پارہ ۱۳ رعد۔ ایت ۷)

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قال "لما نزل قولہ تعالیٰ "انما انت منذرو لکل قوم ھاد." وضع صلی اللّٰہ علیہ و سلم یدہ علی صدرہ وقال انا المنذر وعلیٌ الھادی وبک یا علیٌ یھتدی المھتدون"

حضرت ابن عباس نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت "کہ آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوتا ہے۔" نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے علیؑ کے سینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا "میں منذر (ڈرانے والا) ہوں اور علیؑ ہادی (ہدایت کرنے والے) ہیں اور یا علیؑ آپ ہی سے ہدایت پانے والے ہدایت پاسکیں گے" (ینابیع المودۃ ۹۹)

قال ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما "لیس ایۃ من کتاب اللّٰہ تعالیٰ "یا ایھا الذین امنوا الا وعلیٌ اولھا و امیرھا و شریفھا"

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ "قرآن مجید میں جہاں جہاں یاایھا الذین امنوا (اے وہ لوگ جو ایمان لائے) ہے وہاں وہاں حضرت علیؑ ایمان میں سب سے اول۔ تمام مومنین کے امیر اور تمام مومنین سے زیادہ شریف ہیں۔" (نور الابصار ۷۸)

تیئیسویں آیت

(حضرت علیؑ کا علم)

قوله تعالیٰ:۔

وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْ اَلَسْتَ مُرْسَلاً قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا م بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَ مَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتَابِ ہ

خدا فرماتا ہے:۔

اور (اے رسولؐ) کافرین کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں۔ تو آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ میرے اور تمھارے درمیان گواہی کے لئے خدا اور وہ شخص جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے۔ کافی ہیں" (پارہ ۱۳. رعد. ایت ۴۳)

عن ابی سعید الخدری قال "سئلت رسول اللّٰہ (ص) عن ھذہٖ الایة الذی عندہ علم من الکتاب" قال "ذلک وزیر اخی سلیمان بن دائود علیھما السّلام وسئلته عن قول اللّٰہ عزو جل "قل کفی باللّٰہ شھیدا بینی وبینکم و من عندہ علم الکتاب" قال "ذاک اخی علیؑ ابن ابی طالب علیه السّلام"

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ اس آیت میں وہ کون شخص ہے جس کے پاس کتاب کا کچھ علم ہے۔ آپ نے فرمایا "وہ میرے بھائی حضرت سلیمانؑ بن داوٗدؑ کے وزیر (آصف برخیا) تھے (ابو سعید خدری کہتے ہیں) پھر میں نے پوچھا کہ "وہ کون ہے جس کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ (اے رسولؐ) کہہ دیجئے کہ میرے اور تمھارے (کافروں کے) درمیان (گواہی) کے لئے خدا اور وہ جس کے پاس کتاب کا پورا علم ہے کافی ہیں"۔ تو حضرت نے فرمایا "وہ میرے بھائی علیؑ ابن ابی طالب

ہیں۔(یعنی حضرت علیؑ کے پاس کتاب خدا کا پورا علم ہے۔)

(ینابیع المودة ۱۰۳)

عن الفضیل بن یسار عن الباقر علیه السلام قال نزلت هذه الایة فی علی علیه السلام انه اعلم هذه الامة"

فضیل بن یسار نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ"یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔کیونکہ آپ تمام امت میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔"

(ینابیع المودة ۱۰۲)

چوبیسویں آیت

(سیدھا راستہ)

قولہ تعالیٰ:۔

قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ٥

خدا نے فرمایا کہ ''یہی راستہ سیدھا ہے جو مجھ تک (پہونچتا) ہے''

(پارہ ۱۴ حجر آیت ۴۱)

عن البصری انه کان یقرء هذا صراط علی مستقیم و یقول معناه هذا صراط علی ابن ابی طالب و دینه طریق و دین مستقیم''

(حسن) بصری صِرَاطُ عَلِيٍّ مُسْتَقِيمٌ پڑھا کرتے تھے اور اس آیت کے یہ معنی کہا کرتے تھے ''یہ علیؑ ابن ابی طالب کا راستہ ہے اور ان کا دین اور ان کا راستہ سیدھا ہے (جو خدا تک پہونچتا ہے)

(روائح القران ۲۳۳ امامة القران ۳۱۰)

پچیسویں آیت

(دو بھائی)

قولہ تعالیٰ:۔

وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ ہ

خدا فرماتا ہے:۔

اور (دنیا کی تکلیفوں سے) جو کچھ ان کے دل میں رنج تھا اس کو بھی ہم نکال دیں گے اور یہ باہم ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر اس طرح بیٹھے ہوں گے جیسے بھائی بھائی۔"

(پارہ ۱۴ حجرات ایت ۴۷)

(قال احمد بن حنبل فی مسنده)عن زید بن ابی اوفی قال "لما اخیٰ رسول اللّٰه (ص) بین اصحابه فقال علیؑ یا رسول الله اخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی و بین احد فقال "والذی بعثنی بالحق نبیا ما اخترتک الالنفسی فانت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الاانه لانبی بعدی وانت اخی وورا ثی وانت معی فی قصری فی الجنة مع ابنتی فاطمۃ وانت اخی ورفیقی ثم تلاء اخوا نا علی سرر متقابلین المتحابین فی اللّٰه ینظر بعضهم الیٰ بعض"

احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں زید بن ابی اوفی سے روایت کی ہے کہ جب رسولؐ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارگی قائم کر دی تو حضرت علیؑ نے کہا "یا رسولؐ اللہ آپ نے اپنے اصحاب کو تو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا" رسولؐ اللہ نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبیؐ بنا کر بھیجا میں نے تم کو اپنے لئے منتخب کر رکھا ہے۔ تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰؑ سے تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد

کوئی نبی نہ ہوگا اور تم میرے بھائی، میرے وارث ہو اور تم جنت میں میری بیٹی فاطمہؑ کے ساتھ میرے قصر میں رہو گے۔ اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو" پھر رسولؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ "وہ آپس میں خدا کے لئے محبت رکھتے ہوئے ایک دوسرے کو تختوں پر (بیٹھے ہوئے) آمنے سامنے بھائی بھائی بنے دیکھیں گے۔"

(ینابیع المودة ٥٦)

چھبیسویں آیت

(اہل ذکر کون لوگ ہیں)

قولہ تعالیٰ:۔

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ه

خدا فرماتا ہے:۔

''اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو'' (پارہ ۱۴ نحل ایت ۴۳)

عن جابر بن عبداللہ قال قال علی ابن ابیطالب نحن اھل الذکر

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے فرمایا ''کہ ہم اہل ذکر ہیں''

(ینابیع المودہ ص ۱۱۹)

(عن علی ابن موسیٰ) تاسعھا ایة فاسئلوا اھل الذکران کنتم لاتعلمون،فنحن اھل الذکر لان الذکر رسول اللّٰہ (ص) ونحن اھلہ حیث قال تعالیٰ فی سورة الطلاق ''فاتقوا اللّٰہ یا اولی الالباب الذین قد انزل اللّٰہ الیکم ذکرا رسولا یتلو علیکم ایات اللّٰہ بینات''

نویں آیت فاسئلو اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون ہے۔ حضرت علی بن موسیٰ علیہما السلام فرماتے ہیں کہ ''ہم (اہل بیت رسولؐ) ہی اہل ذکر ہیں۔ کیونکہ رسولؐ اللہ ذکر ہیں اور ہم ان کے اہل ہیں'' (رسولؐ اللہ ذکر اس لئے ہیں کہ) خدا نے سورہ طلاق میں فرمایا ہے ''اے عقل والو جو ایمان لا چکے ہو خدا سے ڈرو۔ بے شک خدا نے تمھارے پاس ذکر یعنی اپنا رسول بھیجا ہے جو تم لوگوں میں خدا کی آیات کی تلاوت کرتا ہے''

(ینابیع المودة ۴۶)

ستائیسویں آیت

(آئمہ ہدایت وآئمہ ضلالت)

قولہ تعالیٰ:۔

یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِیَ کِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓئِکَ یَقْرَءُوْنَ کِتَابَهُمْ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ہ

خدافرماتا ہے:۔

''(اس دن کو یاد کرو) جس دن ہم تمام لوگوں کوان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے تو جن کا نامہ عمل ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ لوگ (خوش خوش) اپنا نامہ عمل پڑھنے لگیں گے اوران پر ریشہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' (پارہ ۱۵ بنی اسرائیل ایت ۷۱)

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ یوم ندعوا کل اناس با مامهم قال "اذا کان یوم القیامة دعا الله عزوجل ائمة الهدی و مصباح الدجی واعلام التقی امیر المومنین والحسٓن و الحسٓین ثم یقال لهم جوزواعلی الصراط انتم وشیعتکم وادخل الحنة بغیر حساب ثم یدعوا ائمة الفسق وان والله یزید منهم فیقال له خذ بید شیعتک وامضوا الی النار بغیر حساب"

حضرت ابن عباس نے اس آیت کو کہ ''جس دن ہم تمام لوگوں کوان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے'' کے سلسلہ میں روایت کی ہے کہ ''قیامت کے دن خداوند عالم آئمہ ہدایت، چراغہائے ظلمت اورنشانہائے تقویٰ حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلائے گا اوران لوگوں سے کہا جائے گا کہ تم سب اور تمھارے دوست پل صراط سے گذر جاؤ اور جنت میں بغیر حساب داخل ہو جاؤ۔ پھر آئمہ فسق کو بلائے گا جن میں بخدا یزید بھی ہوگا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ اپنے دوستوں کا ہاتھ پکڑ اور جہنم میں بغیر حساب داخل ہوجا۔'' (امامة القران ۳۳۹)

اٹھائیسویں آیت

(محبتِ اہل بیت کے بغیر مغفرت ممکن نہیں)

قولہ تعالیٰ:۔

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ہ

خدا فرماتا ہے:۔

"ضرور میں بخشنے والا ہوں اس شخص کو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے۔ پھر ہدایت پائی۔" (ثابت قدم رہا) (پارہ ۱۶ طہ ایت ۸۲)

قال ثابت النباتی "اهتدیٰ الی و لایة اهل بیته صلی اللّٰہ علیه و سلم"

ثابت البنانی کہتے ہیں کہ (اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ خدا اس کی مغفرت کرے گا جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل صالح کیا اور) اہل بیت کی محبت کی طرف ہدایت پائی (یعنی اہل بیت سے محبت کی۔ لہذا جس کو اہل بیت سے محبت کی توفیق نہیں ہوئی وہ مغفرت کا مستحق نہیں)" (ینابیع المودة ۱۱۵)

واخرج احمد انه صلی اللّٰہ علیه و سلم اخذ بید الحسنینؑ و قال "من احبنی و احب هذین و ابا هما و امهما کان معی فی درجتی یوم القیامة.

احمد نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "جو مجھ سے اور ان دونوں سے اور ان دونوں کے باپ اور ماں سے محبت رکھتا ہے وہ قیامت میں میرے ساتھ جنت میں ہوگا" (صواعق محرقه ۱۵۱)

اخرج ابو نعیم الحافظ عن علی کرم اللّٰہ وجهه قال فی هذہ الایة اهتدیٰ الی ولایتنا "

ابو نعیم حافظ نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا "اس آیت میں ہدایت پانے سے مراد ہماری ولایت اور محبت کی طرف ہدایت پانا ہے۔" (ینابیع المودة ۱۱۵)

انتیسویں آیت

(اہلِ بیت رسول کا مرتبہ)

قولہ تعالیٰ:۔

وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ واصْطَبِرْ عَلَیْھَا o

خدافرماتا ہے:۔

''اور (اے رسولؐ) آپ اپنے گھر والوں کونماز کا حکم دیجئے اورآپ خود بھی اس پر پابند رہیئے''

(پارہ ۱۶ طہ ایت ۱۳۲)

وفی مودۃ القربی عن انس بن مالک و عن زیدبن علی بن الحسین رضی اللّٰہ عنھم قال ''کان النبی (ص) یاتی کل یوم باب فاطمۃ عند صلوٰۃ الفجر فیقول الصّلوۃ یا اھل بیت النبوۃ انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرًا تسعۃ اشھر بعد مانزلت و امرا ھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا روی ھذا لخبر من ثلثمائۃ صحابۃ.

مودۃ القربیٰ میں انس بن مالک سے اور زید بن علیؑ بن الحسینؑ سے روایت ہے کہ اس آیت، کہ اے رسولؐ آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور آپ خود بھی اس پر پابند رہیئے، کے نازل ہونے کے بعد نو مہینہ تک روزانہ رسول اللہ (ص) نماز صبح کے وقت حضرت فاطمہؑ کے دروازے پر آتے تھے اور فرماتے تھے ''اے اہل بیت نبوت نماز پڑھو بے شک خدا چاہتا ہے کہ تم سے برائیوں کو دور رکھے۔''

اس حدیث کو تین سو صحابہ نے بیان کیا ہے

(ینابیع المودۃ ۱۷۴)

تیسویں آیت

(محبت علیؑ جزو ایمان ہے)

قولہ تعالیٰ:۔

اِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْ االصَّالِحَاتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّاہ

خدافرماتا ہے:۔

''بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں۔عنقریب خدا ان کی محبت (لوگوں کے دلوں میں) پیدا کردے گا''

(پارہ ۱۶ مریم ایت ۹۶)

ذکر النقاش ''انها نزلت فی علی رضی اللّٰه عنه''

نقاش نے بیان کیا ہے کہ ''یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی''

(نور الابصار ۱۱۲)

اخرج الحافظ السلفی عن محمد بن الحنفیة انه قال فی تفسیر هذه االایه ''لا یبقی مومن الا و فی قلبه ودلعلی و اهل بیته'' وصحّ انه صلی اللّٰه علیه وسلم قال ''احبوا اللّٰه لما یغذو کم به من نعمه و احبونی لحب اللّٰه عزوجل واحبوا اهل بیتی لحبّی''

حافظ سلفی نے روایت کی ہے کہ حضرت محمد بن حنفیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ''کوئی شخص مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس کے قلب میں حضرت علیؑ اور اہلبیت کی محبت نہ ہو''

(اس روایت کی تائید اس حدیث صحیح سے (ہوتی) ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ''(لوگو) اللہ سے محبت اس لئے کرو کہ وہ اپنی نعمتوں میں سے تم کو (طرح طرح کی) غذائیں عطا

فرماتا ہے اور مجھ سے اس لئے محبت کرو کہ اللہ سے محبت کرتے ہو اور میرے اہلبیت سے اس لئے محبت کرو کہ مجھ سے محبت کرتے ہو۔"

اخرج الدیلمی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال " ادبوا اولادکم علیٰ ثلاث خصال' حب نبیکم و حب اھلبیتہ و علیٰ قرأۃ القرآن و الحدیث"

دیلمی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "(اے لوگو) اپنی اولاد کو تین چیزوں کی تعلیم دو (۱) یہ کہ اپنے نبیؐ سے محبت کریں۔ (۲) یہ کہ اہلبیت نبیؐ سے محبت کریں۔ (۳) یہ کہ قران کی تلاوت کیا کریں اور حدیثیں پڑھا کریں"

(صواعق محرقہ ۱۷۰)

اکتیسویں آیت

(آیۂ تطہیر)

قوله تعالیٰ:۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَ کُمْ تَطْھِیْرًا ہ

خدافرماتا ہے:۔

"بہ تحقیق خدا چاہتا ہے اے اہل بیت رسول کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور پاک و پاکیزہ رکھے جو حق ہے پاک و پاکیزہ رکھنے کا۔" (پارہ ۲۲۔احزاب ایت ۳۳)

اخرج احمد عن ابی سعید الخدری " انها نزلت فی خمسة النبی (ص) و علیؑ و فاطمةؑ و الحسنؑ والحسینؑ"

احمد نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ "یہ آیت پانچ ذوات مقدسہ، حضرت نبیؐ حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی"

ولمسلم " انه صلی اللّٰه علیه و سلم ادخل اولئک تحت کساء علیه و قرء هذہ الایة و صح انه صلی اللّٰه علیه و سلم جعل علی هولاء کساء وقال "اللّٰهم هو لاء اهلبیتی و حامّتی ای خاصتی. اذهب عنهم الرجس و طهر هم تطهیرا " فقالت ام سلمة "وانا معهم" قال " انک علی خیر "

اور صحیح مسلم میں ہے کہ "نبی صلعم نے ان (چار) حضرات کو اپنی چادر میں داخل فرمایا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی" اور ایک حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان (چاروں) حضرات پر چادر اڑھائی اور فرمایا "اے خدا یہی میرے اہلبیت ہیں اور یہی میرے خاص (قرابتدار) ہیں۔اے خدا ان کو ہر برائی سے دور رکھ اور پاک و پاکیزہ رکھ جو حق ہے پاک و پاکیزہ رکھنے کا"، حضرت ام سلمہ نے پوچھا "(یارسول اللہ)" "کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟" "فرمایا" یقیناً تمہارا انجام بخیر ہے (لیکن تم اہلبیت میں داخل نہیں)" (صواعق محرقه ۱۴۱)

بتیسویں آیت

(کامل اور ناقص درود)

قولہ تعالیٰ:۔

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ

خدافرماتا ہے:۔

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں۔تو اے ایمان لانے والوتم بھی نبیؐ پر درود بھیجتے رہواور برابر سلام کرتے رہو۔ (پارہ ۲۲ احزاب ایت ۵۶)

صح عن کعب بن عجرۃ قال "لما نزلت ھذہٖ الأیۃ قلنایا رسول اللّٰہ قد علمنا کیف نسلم علیک فکیف نصلی علیک فقال قولوا اللّٰھم صل علی محمدؐ و علی اٰل محمدؐ"

کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم سب نے کہا۔"یارسول اللہ ہم آپ پر سلام بھیجنا تو جانتے ہیں لیکن آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟" آپ نے فرمایا"اس طرح کہو اللھم صل علی محمدؐ وعلی ال محمدؐ" (اے خدادرود بھیج محمدؐ وال محمدؐ پر)

ویروی "لا تصلو اعلیّ الصلوۃ البتراء فقالوا وما صلوۃ البتراء قال تقولون اللّٰھم صل علی محمدؐ و تمسکون بل قولوا اللّٰھم صل علی محمدؐ و علیٰ اٰل محمدؐ .

یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ (آنحضرتؐ نے فرمایا)"میرے اوپر کٹی ہوئی (نامکمل) صلوٰۃ نہ بھیجو" لوگوں نے پوچھا"(یارسولؐ اللہ) کٹی ہوئی (نامکمل) صلوٰۃ کیا ہے؟" فرمایا"تم لوگ اللھم صل علی محمد کہتے ہواور رُک جاتے ہو (یہی نامکمل درود ہے) تم کو چاہیئے کہ یوں کہو"اللھم صل علی محمدؐ وعلی ال محمدؐ"۔ (صواعق محرقہ ۱۴۴)

تینتیسویں آیت

(ولایت علیؑ کے متعلق استفسار)

قولہ تعالیٰ:۔

وَ قِفُوْ هُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْ لُوْنَ ٥

خداوند عالم کا حکم ہوگا:۔ ''ان لوگوں کو روکو۔ کیونکہ ان لوگوں سے (ایک ضروری امر کے متعلق) پوچھا جائے گا'' (پارہ ۲۳ صافات ایت ۲۴)

اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی (ص) قال ''وقفوهم انهم مسئولون عن ولایة علیؑ''

دیلمی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا ''لوگ (میدان حشر میں) روک دیئے جائیں گے۔ اور ان سے حضرت علیؑ کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا (جو ولایت حضرت علیؑ کے قائل ہیں وہ فلاح یافتہ ہوں گے اور جو قائل نہیں ہیں وہ نجات نہ پاسکیں گے)

وکان هذا هو مراد الواحدی بقوله روی فی قوله تعالیٰ '' وقفوهم انهم مسئولون ای عن ولایة علیؑ واهل البیت لان اللّٰه امرنبیّهٗ صلی اللّٰه علیه وسلم ان یعرف الخلق انه لایسئلهم علی تبلیغ الرسالت اجرا الاالمودة فی القربیٰ''

یہی مقصد واحدی کا بھی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ خدا کا فرمانا کہ ان لوگوں کو روکو۔ ان سے سوال کیا جائے گا۔ یہاں سوال سے مراد یہ ہے کہ حضرت علیؑ اور اہلبیت (علیہم السلام) کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا کیونکہ خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں سے کہدیں کہ آپ رسالت کی مزدوری صرف یہ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کے قرابتداروں (اہل بیت) سے محبت کریں'' (صواعق محرقه ۱۴۷)

چونتیسویں آیت

(ال یاسین ال محمدؐ ہیں)

قولہ تعالیٰ:۔

سَلَامٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ ٥

خدا فرماتا ہے:۔

''سلام ہے آل یاسین پر (یعنی آل محمدؐ پر)''

(پارہ ۲۳ صافات ایت ۱۳۰)

فقد نقل جماعة من المفسرين عن ابن عباس رضى الله عنهما ان المراد بذلک " سلام علٰى ال محمدؐ " و كذاقال الكلبى "

مفسرین کی ایک جماعت نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ سلام علےٰ آل یاسین سے مراد سلام علیٰ آل محمدؐ ہے'' کلبی بھی اسی کے قائل ہیں۔

وذكر الفخر الرازى ان اهل بيته صلى الله عليه و سلم يساوونه فى خمسة اشياء فى السلام قال السلام عليک ايها النبى و قال سلام علىٰ ال ياسين و فى الصلوٰة عليه و عليهم و فى التشهد و فى الطهارة قال تعالىٰ طه اى يا طاهر و قال يطهر كم تطهيرا و فى تحريم الصدقة و فى المحبة قال تعالىٰ "فاتبعونى يحببكم الله .وقال قل لا اسئلكم عليه اجر االا المودة فى القربىٰ"

فخر الدین رازی نے ذکر کیا ہے کہ اہلبیت رسولؐ حضرت رسول کریمؐ سے پانچ چیزوں میں برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۱) سلام میں۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ ''سلام ہے تم پر اے نبیؐ ۔اور سلام ہے تم پر اے آل نبیؐ ۔

(۲) درود میں:۔ کیونکہ تشہد میں نبیؐ اور آل نبیؐ دونوں پر درود بھیجنا ضروری ہے۔

(۳) طہارت میں:۔ کیونکہ خدا نے نبیؐ کے لئے فرمایا طٰہٰ یعنی اے پاک و پاکیزہ اور آل نبیؐ کے لئے فرمایا (اے اہلبیت رسولؐ) خدا چاہتا ہے کہ تم کو پاک و پاکیزہ رکھے جو حق ہے پاک و پاکیزہ رکھنے کا۔

(۴) تحریم صدقہ میں۔ کیونکہ نبیؐ اور آل نبیؐ دونوں پر صدقہ حرام ہے۔

(۵) محبت میں۔ کیونکہ خدا نے نبیؐ کے متعلق فرمایا (اے رسول آپ اعلان کر دیجئیے) تم لوگ میری پیروی اور محبت کرو۔ خدا تم لوگوں سے محبت کرے گا۔ اور (آلِ نبیؐ کے متعلق) فرمایا (اے رسولؐ آپ اعلان کر دیجئے کہ) میں تم لوگوں سے اپنی رسالت کی مزدوری کچھ نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ میرے قرابتدار (اہلبیت) سے محبت کرو"

(صواعق محرقہ ۱۴۷۔۱۴۶)

پنتیسویں آیت

(آئیہ مودت)

قولہ تعالیٰ:۔

قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ہ

خدا فرماتا ہے:۔ (اے رسول آپ لوگوں سے کہد یجئے کہ) میں تم لوگوں سے اپنا اجر رسالت کچھ نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ تم ہمارے قرابتداروں سے محبت اختیار کرو"

(پارہ ۲۵ شوریٰ ایت ۲۳)

اخرج احمد و الطبرانی و ابن ابی حاتم و الحاکم عن ابن عباس "ان ھذہٖ الا یۃ لما نزلت قالوا یا رسول اللّٰہ من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم" قال "علیؑ و فاطمۃؑ و ابنا ھُما"

احمد،طبرانی،ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا" یارسول اللہ آپ کے وہ کون سے قرابتدار ہیں جن کی محبت ہم سب پر واجب ہے؟" رسولؐ اللہ نے فرمایا" وہ حضرت علیؑ ،حضرت فاطمہؑ،اوران کے دونوں بیٹے (حسنؑ حسینؑ ہیں" (صواعق محرقہ ۱۶۷)

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قال " لما نزلت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ قالوا یا رسول اللّٰہ من ھو لاء الذین و جبت علینا مودتھم " قال " علیؑ و فاطمۃؑ والحسنؑ و الحسینؑ"

سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت مودت نازل ہوئی تو اصحاب نے پوچھا" یارسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جن کی محبت ہم سب پر فرض ہے؟" آنحضرتؐ نے فرمایا وہ علیؑ ،فاطمہ، حسنؑ اور حسین علیہم السلام ہیں (یہی میرے قرابتدار ہیں اورانہیں کی محبت میری رسالت کی مزدوری ہے) (ینابیع المودۃ ۱۰۶)

چھتیسویں آیت
(قسیم النار والجنہ)

قولہ تعالیٰ:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ه

خدا فرماتا ہے:۔

جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرتے رہے خدا نے ان سے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔ (پارہ ۲۶ فتح. ایت ۲۹)

من سعید بن جبیر عن ابن عباس انه سا ل عن قول اللّٰه تعالیٰ وعداللّٰه الذین امنوا وعملوا الصالحات منهم مغفرة واجرا عظیماه قال سال قوم النبیؐ قالوا فیمن نزلت هذه الأیة یا نبی اللّٰه قالاذا کان یوم القیامة عقدلواء من نور ابیض فاذا منادٍ لیقم سید المومنین و معه الذین امنوا بعد بعث محمدؐ " فیقوم علی بن ابی طالب فتعطی اللواء من النور بیده، تحته جمیع السابقین الاولین من المهاجرین والانصار لایخلطهم غیر هم حتی یجلس علی منبر من نور رب العزة ویعرض علیه رجلا رجلا فیعطی اجره فاذا اتی الیٰ اخر هم قیل لهم قدعر فتم مناز لکم من الجنة فیقوم علیؑ والقوم تحت لوائه حتی ید خل بهم الجنه ثم یرجع الیٰ منبره فلایزال یعرض علیه جمیع المومنین فیا خذ نصیبه منهم الی الجنة وینزل اقواما الی النار فذلک قوله تعالیٰ و الذین امنواو عملوا الصالحات لهم اجر هم و نور هم یعنی السابقین المومنین اهل الولایت والذین کفروا کذبوا اولئک اصحاب الجحیم یعنی بالولایت و حق علی الواجب علی العلمین "

سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے اس آیت (جولوگ ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرتے رہے خدا نے ان سے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے) کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے کہا ایک قوم نے حضرت نبیؐ سے پوچھا ''اے خدا کے نبیؐ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی؟'' حضرت نے جواب دیا ''قیامت کے دن ایک سفید نورانی جھنڈا بلند کیا جائے گا اور ایک منادی آواز دے گا کہ مومنین کے سردار اور ان کے ساتھ وہ لوگ جو حضرت محمد صلعم کی بعثت کے بعد ایمان لائے ہیں کھڑے ہو جائیں۔ تو علیؑ بن ابی طالب کھڑے ہوں گے اور وہ نور کا علم آپ کے ہاتھ میں دیا جائے گا جس کے نیچے وہ مہاجرین اور انصار ہوں گے جو سابقین اور اولین میں سے ہیں۔ دوسرے لوگ نہ ہوں گے پھر آپ (حضرت علیؑ) رب العزت (کے بنائے ہوئے) نورانی منبر پر جلوہ افروز ہوں گے اور لوگ ایک ایک کر کے آپ کے سامنے لائے جائیں گے اور آپ ہر ایک کو اجر وثواب عطا فرمائیں گے پھر جب آخری شخص آئے گا تو ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ تم لوگوں نے جنت میں اپنی اپنی جگہیں پہچان لی ہیں۔ تمھارا خدا کہتا ہے کہ میرے پاس تمھارے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ یعنی جنت ہے پھر حضرت علیؑ اٹھیں گے اور ان کے جھنڈے کے نیچے پوری قوم ہوگی اور سب جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر حضرت علیؑ پلٹ کر (اسی) منبر پر آئیں گے۔ اور اسی طرح تمام لوگ آپ کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور اپنے اپنے حصے (مقامات) جنت میں پائیں گے اور بہت سے لوگوں کو جہنم میں بھیجیں گے۔ بس یہی مطلب خدا کی آیت کا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرتے رہے ان کے لئے ان کا اجر وثواب ہے۔ اور وہ مومنین سابقین ہیں۔ جو حضرت علیؑ کی ولایت کا اقرار کر چکے ہیں۔ اور وہ لوگ جو کافر ہیں۔ اور (ولایت علیؑ کو) جھٹلایا ہے۔ وہی لوگ جہنمی ہیں۔

(مناقب فقیہ بن مغازلی بحوالہ امامۃ القرآن ۱۶۸)

سینتیسویں آیت

(قران صامت درتعریف قران ناطق)

قوله تعالیٰ:۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ہ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ہ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ہ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ہ

خدا فرماتا ہے:۔

اس نے دو دریا بہائے جو باہم مل جاتے ہیں دو کے درمیان ایک حد فاصل ہے۔ جس سے تجاوز نہیں کر سکتے تو (اے جن و انس) تم دونوں اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں دریاؤں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں"

(پارہ ۲۷ رحمٰن ایات ۲۲.۱۹)

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ عنه فی قوله تعالی مرج البحرین یلتقیان قال "علی و فاطمه رضی اللّٰہ عنهما .ویخرج منهما اللولوء والمرجان قال "الحسن و الحسین " رواہ صاحب الدر.

انس بن مالک سے روایت ہے کہ خدا کے قول میں دو سمندر سے مراد حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ ہیں۔ اور موتی مونگے سے مراد حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ ہیں۔" اس کو صاحب کتاب در نے نقل کیا ہے۔ (نور الابصار ۱۱۲)

کان ابوذر یقول ان هذه الایة مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ لایبغیان یخرج منهما اللولوء والمرجان نزلت فی النبی (ص) وعلیؑ و فاطمةؑ والحسنؑ والحسینؑ علیهم السلام فلا یحبهم الامومن ولا یبغضهم الا کافر فکونوا مومنین تجهم ولا تکونوا کفارا ببغضهم فتلقون فی النار"

حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت نبیؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ جو ان حضرات سے محبت کرے گا وہ مومن ہے اور جو دشمنی کرے گا وہ کافر ہے۔ اس لئے مسلمانو! تم ان کی ذوات مقدسہ سے محبت کرو اور مومن بن جاؤ اور ان سے دشمنی کر کے کافر نہ بنو ورنہ جہنم میں ڈالدیے جاؤ گے"

(ینابیع المودة ۱٦۰)

اڑتیسویں آیت

(دشمن علیؑ کا انجام)

قولہ تعالیٰ:۔

سَاَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْکَافِرِیْنَ لَیْسَ لَہٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ ہ

خدا فرماتا ہے:۔

ایک مانگنے والے نے کافروں کے لئے ہو کر رہنے والے عذاب کو مانگا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ جو (بلند) درجے والے خدا کی طرف سے (ہونے والا) تھا۔"

(پارہ ۲۹ معارج آیت ۱۔۲)

نقل الا مام ابو اسحق الثعلبی رحمہ اللّٰہ فی تفسیرہ ان سفیان بن عینیۃ رحمہ اللّٰہ تعالیٰ سئل عن قولہ تعالیٰ سأل سائل بعذاب واقع "فیمن نزلت فقال للسائل لقد سألتنی عن مسئلۃ لم یسئلنی عنھا احد قبلک حدثنی ابی عن جعفر بن محمد عن اٰبائہ رضی اللّٰہ عنھم ان رسول اللّٰہ (ص) لما کان بغد یرخم و نادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی رضی اللّٰہ عنہ وقال "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" فشاع ذلک فطار فی البلاد و بلغ ذلک الحارث بن النعمان الفھری فاتی رسول اللّٰہ (ص) ناقتہ فاناخ راحلتہ و نزل عنھا و قال "یا محمد امرتنا عن اللّٰہ عزوجل ان نشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و انک رسول اللّٰہ فقبلنا منک و امرتنا ان نصلی خمسا فقبلنا و امرتنا بالزکوۃ و امرتنا ان نصوم رمضان فقبلنا و امرتنا بالحج فقبلنا ثم لم ترض بھذا حتی رفعت بضبعی ابن عمک تفضلہ علینا فقلت "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" فھذا شئی منک ام من اللّٰہ عزوجل فقال النبی

(ص) "والذی لا الہ الا ھو ان ھذا من اللہ عزوجل. فولی الحارث ابن نعمان یریدر احلتہ وھو یقول "اللّٰھم ان کان محمدٌ حقا فامطر علینا حجارۃ من السّماء وائتنا بعذاب الیم" فماوصل الیٰ راحلت حتی رماہ اللّٰہُ عزوجل بحجر سقط علی ھامتہ فخرج من دبرہ فقتلہ فانزل عزوجل سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج"

امام ابواسحٰق ثعلبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ سفیان بن عینیہ نے اس آیت کے سلسلہ میں پوچھا کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی تو آپ نے کہا کہ تم نے ایسا سوال کیا جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا مجھ سے۔ میرے باپ نے اور ان سے جعفر بن محمد نے اپنے آباء سے نقل کی ہوئی حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے غدیر خم (کے میدان) میں حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں کے مجمع میں فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ بھی مولا ہیں" یہ خبر تمام شہروں میں پھیل گئی اور حارث بن نعمان فہری کو بھی معلوم ہوا۔ تو وہ آنحضرت صلعم کے پاس ناقہ پر بیٹھ کر آیا اور ناقہ بٹھا کر رسول کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا "اے محمدؐ آپ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم لا الہ الا اللہ کہیں اور آپ کو اللہ کا رسول مانیں ہم نے اس کو تسلیم کیا۔ آپ نے پانچ وقت کی نماز پڑھنے کے لئے کہا ہم نے قبول کیا۔ آپ نے زکوٰۃ دینے اور رمضان میں روزے رکھنے کا حکم دیا۔ ہم نے مان لیا۔ آپ نے حج کرنے کو کہا۔ ہم نے قبول کیا۔ آپ اس پر بھی راضی نہ ہوئے اور اپنے چچازاد بھائی کو ہمارے اوپر فضیلت دیدی اور کہا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ بھی مولا ہیں" تو آپ کا یہ کہنا آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے؟" رسول کریمؐ نے فرمایا خدائے واحد کی قسم یہ خدا ہی کی طرف سے ہے۔ پھر حارث بن نعمان اپنے ناقہ کی طرف یہ کہتا ہوا مڑا "اے خدا اگر محمدؐ سچ کہتے ہیں تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر گرا دے یا ہم کو کسی دردناک عذاب میں مبتلا کر دے" ابھی وہ سواری تک نہ پہونچا تھا کہ خدا کی طرف سے اس کے سر پر ایک پتھر گرا اور اس کے نیچے سے نکل گیا اور وہ مر گیا۔ پھر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "ایک مانگنے والے نے کافروں کے لئے ہو کر رہنے والے عذاب کو مانگا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا جو بلند خدا کی طرف سے ہونے والا تھا" (نور الابصار ۷۸)

انتالیسویں آیت

(سخاوت اہلبیت کا ایک منظر)

قولہ تعالیٰ:۔

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا ہ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ہ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَانُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَاءً وَّلَا شُکُوْرًا ہ

خدا فرماتا ہے:۔

''یہ وہ لوگ ہیں جو نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی ڈرتے ہیں۔ اور اس کی محبت میں محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو تم کو بس خالص خدا کی راہ میں کھلاتے ہیں۔ ہم نہ تم سے بدلے کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گذاری کے'' (پارہ ۲۹ ۔ دھر آیت ۷۔۹)

الشیخ الا کبران عبد اللّٰہ بن عباس قال فی قولہ تعالیٰ یو فون بالنذر و یخافون یوما کان شرہ مستطیرا. مرض الحسنؑ و الحسینؑ رضی اللّٰہ عنہما وھما صبیان فعا ھما رسول اللّٰہ (ص)(الیٰ ان قال) واقبل علیؑ والحسنؑ والحسینؑ نحو رسول اللّٰہ (ص) وھما یرتعشان کالفرخین من شدّ الجوع فلما ابصرھما رسول اللّٰہ (ص) قال یا اباالحسن اشد مائیسونی ما ادرککم ا نطلقو بنا الیٰ ابنتی فاطمۃؑ فانطلقوا الیھا وھی فی محرابھا ولصق بطنھا بظھرھا من شدۃ الجوع وغارت عینا ھا فلمارأ ھا رسول اللّٰہ صلعم ضمھا الیہ وقال واغو ثاہ فھبط جبریل علیہ السلام و قال ''یا محمد خذ ضیا فۃ اھل بیتک'' قال ''وما اخذیا جبرئیل'' قال ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا و یتیما واسیراً الیٰ قولہ سعیکم

مشکور''

شیخ اکبر نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر کے سلسلہ میں روایت کی ہے کہ ''امام حسنؑ اور امام حسینؑ بچپنے کے زمانہ میں بیمار ہوئے تو رسول کریم صلعم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے (آپ کے کہنے کے مطابق حضرت علیؑ حضرت فاطمہؓ، دونوں شہزادوں اور گھر کی کنیز فضہ نے تین روز مسلسل روزے رکھے اور ہر روز وقت افطار سب نے سائل کو روٹیاں دے دیں اور پانی سے افطار کر لیا۔ تین روز کے بعد بھوک سے ان سب کی حالتیں تباہ ہو گئیں اور) حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ رسولؐ کے پاس آئے۔ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ بھوک سے تڑپ رہے تھے۔ جب رسول صلعم نے ان کو دیکھا تو کہا ''اے ابوالحسن تم لوگوں کی حالت دیکھ کر مجھے بہت رنج ہوا۔ تم لوگ میرے ساتھ میری بیٹی فاطمہؓ کے پاس چلو'' جب وہاں آئے تو دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ محراب عبادت میں ہیں اور بھوک سے ان کا پیٹ پیٹھ سے مل گیا ہے اور آنکھیں دھنس گئی ہیں۔ رسول کریمؐ نے یہ دیکھ کر حضرت فاطمہؓ کو سینہ سے لگایا اور فریاد کی۔ فوراً جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا ''اے محمدؐ آپ اپنے اہلبیت کی مہمانداری کا انعام لیجئے'' رسول کریم صلعم نے فرمایا ''میں وہ کونسا انعام لوں؟'' جبرئیل نے یہ آیت پیش کی ''یہ لوگ خدا کی راہ میں مسکین اور یتیم اور اسیر کو کھلاتے ہیں۔ بے شک خدا کے نزدیک ان کی کوششیں مشکور اور قابل تعریف ہیں۔'' (نور الابصار ۱۱۳۔۱۱۲)

چالیسویں آیت

(بہترین لوگ)

قولہ تعالیٰ:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ اُولٰئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃ

خدا فرماتا ہے:۔

''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے وہی لوگ تمام مخلوق میں سب سے بہترین ہیں۔''

(پارہ ۳۰ بینہ آیت ۷)

اخرج الحافظ جمال الدین الذرندی عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما ان ھذہ الایۃ لما نزلت قال علیہ السّلام لعلیؑ ھو انت و شیعتک تاتی انت و شیعتک یوم القیامۃ راضین مرضین و تاتی عدوک غضبانًا مقمرحین'' قال ''ومن عدوی ؟'' قال ''مَن تبرء منک ولعنک''

حافظ جمال الدین ذرندی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اس سے مراد تم اور تمھارے شیعہ ہیں۔ (یا علیؑ) تم اور تمھارے شیعہ قیامت میں اس طرح آئیں گے کہ تم سب خدا سے راضی ہو گے اور خدا تم سے راضی ہوگا۔ اور تمھارے دشمن اس طرح آئیں گے کہ وہ خدا کے غضب (اور عذاب میں) مبتلا ہوں گے'' حضرت علیؑ نے پوچھا (یا رسولؐ اللہ میرا دشمن کون ہے؟'' فرمایا ''جو تم سے اظہار بیزاری کرے اور تم پر سب و شتم کرے''

(صواعق محرقہ ۱۵۹)

باب دوم

(احادیث)

”حضرت علی علیہ السّلام کی شخصیّت رسولؐ عالم کی نگاہ میں“

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم ”لوان الاشجار اقلام والبحر مداد و الجن حساب والانس کتاب ما احصوا فضائل علی بن ابی طالب “

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا ”اگر تمام درخت بمنزلہ قلم ہو جائیں اور تمام سمندر روشنائی ہو جائیں اور تمام جن حساب کرنے والے اور تمام انسان لکھنے والے ہو جائیں (پھر بھی) حضرت علیؑ کے فضائل کا شمار نہیں کر سکتے“

(ینابیع المودۃ ۱۲۱)

(۴۱)

"حضرت محمد صلعم اور حضرت علیؑ کے فضائل میں مساوات"

(حدیث اتحاد نورین)

قال (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم) " انا و علیٌ من نور واحد "

رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ "میں اور علیؑ ایک ہی نور سے پیدا ہوئے"

(صواعق محرقہ ۱۲۱)

اخرج الترمذی والحاکم عن عمران بن حصین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال "ماتریدون من علیٌ ماتریدون من علیٌ ماتریدون من علیٌ ان علیًا منی و انامنہ وھو ولی کل مومن بعدی"

ترمذی اور حاکم نے عمران بن حصین سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے (لوگوں سے) فرمایا "تم لوگ علیؑ سے کیا چاہتے ہو؟ تم لوگ علیؑ سے کیا چاہتے ہو؟ تم لوگ علیؑ سے کیا چاہتے ہو؟ یقین کرو علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔ اور وہ (علیؑ) میرے بعد ہر مومن کے ولی (حاکم) ہیں۔"

(صواعق محرقہ ۱۲۲)

قال رسول اللہ (ص) " مابال اقوام ینتقصون علیًا من البغض علیًا فقد ابغضنی و من فارق علیًا فقد فارقنی ان علیا منی و انا منہ خلق من طینتی و خلقت من طینۃ ابراھیمؑ و اناافضل من ابراھیمؑ "

حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا "لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ علیؑ کی منقصت بیان کرتے ہیں (یاد رکھو) جس نے علیؑ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے علیؑ کو چھوڑا اس نے مجھ کو چھوڑا۔ یقیناً علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔ وہ میری طینت (نور) سے پیدا کئے گئے اور میں ابراہیمؑ کی طینت سے پیدا کیا گیا اور میں ابراہیمؑ سے افضل ہوں"

(صواعق محرقہ ۱۷۱)

(۴۲)

(حدیث مواخات)

عبد اللّٰہ بن احمد عن مخدوج بن زید الھذلی ان رسول اللہ (ص) اخابین اصحابہ ثم قال " یا علیؑ انت اخی وانت منی بمنزلۃ ھارونؑ من موسیٰؑ غیر انہ لا نبی بعدی و یدفع الیک لوائی وھو لواء الحمد البشر یا علیؑ اناوانت اول من یدعٰی انک تکسی اذاکسیت و تدعی اذادعیت وتحییٰ اذاحییت والحُسن والحسینؑ معک حتی تقفوا بینی و بین ابراھیم فی ظل العرش ثم یناد مناد نعم الاب ابوک ابراھیم ونعم الاخ اخوک علیؑ"

عبداللہ بن احمد، مخدوج بن زید ہذلی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے اصحاب کے درمیان مواخات قائم کی، پھر حضرت علیؑ سے فرمایا" اے علیؑ تم میرے بھائی ہو اور تمہاری نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ (اے علیؑ قیامت کے دن) میرا لوائے حمد تم ہی کو دیا جائے گا۔ اے علیؑ تم کو خوشخبری (دی جاتی) ہے کہ (قیامت کے دن) میں اور تم سب سے پہلے بلائے جائیں گے۔ اور جب مجھے لباس (جنت) سے آراستہ کیا جائے گا تو تمہیں بھی لباس (جنت) سے سنوارا جائے گا اور جب میں (بارگاہِ الٰہی میں) بلایا جاؤں گا تو تم بھی بلائے جاؤ گے۔ اور جب میں زندہ کیا جاؤں گا تو تم بھی زندہ کئے جاؤ گے اور حسنؑ اور حسینؑ تمہارے ساتھ ہوں گے۔ یہاں تک کہ تم سب میرے اور حضرت ابراہیمؑ کے درمیان عرش کے سایہ میں بیٹھو گے۔ پھر ایک منادی آواز دے گا کہ (اے محمدؐ) بہترین باپ آپ کے باپ ابراہیمؑ ہیں اور بہترین بھائی آپ کے بھائی علیؑ ہیں"

(ینابیع المودۃ ۵۷)

(۴۳)

(کارِرسالت یا نبیؐ انجام دیں یا علیؑ)

حدثنا اسمعیل بن موسیٰ و شریک عن ابی اسحق عن حبشی بن جنادہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم "علیؑ منی و انا من علیؑ ولا یودی عنی الا انا او علیؑ"

اسماعیل، شریک، ابی اسحق اور حبشی بن جنادہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں اور کوئی شخص میری طرف سے (سورہ برأت کفار قریش تک) نہیں پہونچا سکتا۔ سوائے میرے یا علیؑ کے"

(ترمذی جلد دوم ۲۳۴)

(اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب سورہ برأت نازل ہوا تو آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا کہ وہ مکہ جا کر اس سورہ کو کفار قریش کو سنائیں۔ حضرت ابوبکر روانہ ہو گئے ابھی وہ راستہ ہی میں تھے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ خدا فرماتا ہے کہ اس سورہ کو کفار قریش تک یا آپ پہونچائیں یا وہ جو آپ جیسا ہو (یعنی حضرت علیؑ) آنحضرتؐ نے فوراً حضرت علیؑ کو روانہ کیا آپ نے حضرت ابوبکر سے سورہ واپس لے لیا اور مکہ جا کر کفار قریش کو سنایا۔ حضرت ابوبکر مدینہ واپس آئے۔ مولف)

(۴۴)

(حدیث غدیر)

حدثنا محمد بن بشارو محمد بن جعفر و شعبة عن سلمة بن کھیل قال سمعت ابالطفیل یحدث عن ابی سریحة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال "من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ"

محمد، محمد بن جعفر، شعبہ، سلمہ، ابوالطفیل، ابی سریحہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا

''جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علیؑ بھی مولا ہیں'' (ترمذی جلد دوم ۲۳۳)

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم یوم غدیر خم ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعادمن عاداہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ و ادرالحق معہ حیث دار'' رواہ عن النبی (ص) ثلاثون صحابیا و کثیر من طرقہ صحیح اوحسن.

رسول اللہ صلعم نے غدیر خم کے دن فرمایا ''جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ بھی مولا ہیں۔اے خدا جو علیؑ کو دوست رکھے تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو علیؑ کو دشمن رکھے تو بھی اس سے دشمنی کر۔جو علیؑ سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت کر اور جو علیؑ سے بغض رکھے تو بھی اس سے بغض رکھ۔جو علیؑ کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر اور جو علیؑ کو چھوڑ دے تو بھی اس کو چھوڑ دے۔اور حق کو ادھر ادھر لے جا جدھر جدھر علیؑ جائیں''
اس حدیث کی پیغمبرؐ سے تیس صحابیوں نے روایت کی ہے۔اور اس کی اکثر اسناد صحیح یا حسن ہیں'' (نور الابصار ۱۵۲)

(۴۵)

(حضرت رسولؐ اور تمام ائمہ اثنا عشر طاہر اور معصوم تھے)

عن ابن نباتہ عن عبداللّٰہ بن عباس قال سمعت رسول اللّٰہ (ص) یقول اناو علیؑ والحسنؑ والحسینؑ و تسعۃ من ولدالحسینؑ مطھرون و معصومون''

''ابن نباتہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے۔حضرت ابن عباس کہتے ہیں ''میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور نو (ائمہ) اولاد حسین علیہم السلام میں سے سب کے سب طاہر اور معصوم ہیں'' (امامۃ القرآن ۸۵)

عن سعد قال کنا مع رسول اللّٰہ (ص) بطریق مکۃ وھو متوجہ

الیھا فلما بلغ غدیر خم و قف الناس ثم ردمن تبعه و لحقه من تخلف فلما اجتمع الناس الیه قال "ایھا الناس من ولیکم قالوا اللّٰہ ورسوله ثلاثاثم اخذ بید علیؑ فاقامه ثم قال من کان اللّٰہ ورسوله ولیّه فھذا ولیّه اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ"

حضرت سعد بن وقاص کہتے ہیں کہ ہم سب رسول اللہؐ کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھے۔ جب آنحضرت صلعم غدیر خم پر پہونچے تو لوگوں کا انتظار کیا یہاں تک کہ جو آگے بڑھ گئے تھے ان کو واپس بلا لیا گیا اور جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی آ گئے۔ جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا "اے لوگو! تمہارا ولی (حاکم) کون ہے؟" سب نے کہا "خدا اور اس کا رسولؐ" اور یہ تین مرتبہ کہا۔ پھر آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ کو اٹھایا اور فرمایا "جس کا والی (حاکم) اللہ اور اس کا رسولؐ ہے۔ اس کے والی (حاکم) یہ علیؑ بھی ہیں" (پھر آپ نے دعا فرمائی) اے خدا جو علیؑ کو دوست رکھے اس کو تو بھی دوست رکھ اور جو علیؑ کو دشمن رکھے اس کو تو بھی دشمن رکھ"

(حضائص نسائی ۱۸ وامامة القرآن ۱۵)

(۴۶)

علم باب مدینۃ العلم
(علم علیؑ علم نبیؐ کا مظہر ہے)

اخرج البزاز والطبرانی فی الاوسط عن جابر بن عبد اللّٰہ والطبرانی والحاکم و ابن عدی عن ابن عمر والترمذی والحاکم عن علیؑ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم "انامدینة العلم وعلی بابھا" وفی روایة فمن اراد العلم فلیات الباب"

بزاز اور طبرانی نے (اوسط میں) جابر بن عبد اللہ سے اور طبرانی، حاکم اور ابن عدی نے ابن عمر سے اور ترمذی اور حاکم نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول صلعم نے فرمایا "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کے دروازہ ہیں" اور ایک روایت میں ہے کہ (آنحضرتؐ نے یہ بھی

فرمایا) جو شخص علم (حاصل کرنے) کا ارادہ رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ دروازے سے ہو کر آئے" (یعنی جو شخص علم حاصل کرنا چاہتا ہو وہ پہلے حضرت علیؑ کے در پر جائے)

(صواعق محرقه ۱۲۰)

وفی اخری عندالترمذی من علیؑ "انا دارالحکمة و علیؑ بابها"

وفی اخری عند ابن عدی "علیؑ باب علمی"

ایک دوسری روایت میں ترمذی نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے (کہ آنحضرتؐ نے فرمایا) "میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کے دروازہ ہیں" اور ایک دوسری روایت میں ابن عدی کہتے ہیں (کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا) "علیؑ میرے علم کا دروازہ ہیں"

(صواعق محرقه ۱۲۰)

(۴۷)

(وسعتِ علم علیؑ)

عن ابن مسعود قال کنت عند النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فسئل عن علم علیؑ فقال "قسمت الحکمة عشرة اجزاء فاعطی علیؑ تسعة اجزاء والناس جزأ واحدا وهو اعلم بالعشر الباقی ایضا.

ابن مسعود کا بیان ہے کہ میں حضرت نبی صلعم کی خدمت میں موجود تھا کہ آنحضرت صلعم سے حضرت علیؑ کی علمی حالت پوچھی گئی۔ آپ نے فرمایا "حکمت کے دس حصے کیے گئے (جن میں سے) نو حصے حضرت علیؑ کو دیے گئے اور (دنیا کے) تمام لوگوں کو صرف ایک حصہ دیا گیا اور دسویں حصہ کا علم بھی سب سے زیادہ حضرت علیؑ ہی کو ہے"

(اس حدیث کو موفق بن احمد نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے) (ینابیع المودة ۷۰)

عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم "اعلم امتی بعدی علیؑ بن ابی طالب، (اخرجه الدیلمی) عن ابن عباس

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم "نحن اهل البیت مفاتیح الرحمة و موضع الرسالة و معدن العلم" (اخرجه الدیلمی)

حضرت سلمان فارسی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "میرے بعد میری امت میں سب سے زیادہ علم والے حضرت علیؑ ہیں" (اس روایت کو دیلمی نے نقل کیا ہے) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کے رسول اللہ صلعم نے فرمایا "ہم اہلبیت رحمت کی کنجیاں، رسالت کا مقام، اور علم کی کان ہیں"

(اس حدیث کو دیلمی نے نقل کیا ہے)

(ارحج المطالب ۳۲۸)

(۴۸)

(حضرت علیؑ سرچشمۂ علم وجامع صفات حسنہ تھے)

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم قال لعلیؑ "انک اول المومنین معی ایمانا و اعلمهم بایات اللہ واوفاهم بعهد اللہ وارؤفهم بالرعیة واقسمهم بالسویه واعظمهم عند اللہ منزلت (اخرجه احمد بن حنبل فی مسنده)

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا "تم تمام مومنین میں ایمان کے اعتبار سے اول ہو، ان سب سے زیادہ آیتوں کا علم رکھتے ہو، ان سب سے زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے ہو، ان سب سے زیادہ رعیت کے ساتھ مہربانی کرنے والے ہو، ان سب سے زیادہ (حصّوں کو ان میں) مساوی تقسیم کرنے والے ہو اور ان سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والے ہو" (احمد بن حنبل نے اس روایت کو اپنی مسند میں لکھا ہے)

(ارحج المطالب ۱۱۰)۔

عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم "نحن اهل البیت لایقاس بنا احد" (اخرجه الدیلمی فرفردوس الاخبار والملائی سیرته)

انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "ہم اہلبیت کے ساتھ (تم لوگوں میں سے) کسی کا بھی قیاس نہیں کیا جا سکتا" (اس حدیث کو دیلمی نے کتاب فردوس الاخبار میں اور ملا نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے)

عن علیؑ قال علی المنبر "نحن اهل بیت رسول اللّٰہ لایقاس بنا احد" (اخرجه ابوبکر بن مردویه)

(اسی حدیث کے مطابق) حضرت علیؑ نے منبر پر فرمایا "ہم رسولؐ خدا کے اہلبیت ہیں۔ (امت میں سے) کسی کا بھی ہم پر قیاس نہیں کیا جا سکتا"

(اس روایت کو ابوبکر بن مردویہ نے نقل کیا ہے)

(ارحج المطالب ۳۳۱)

(۴۹)

(علم قرانِ ناطق محیط براسرارِ قرانِ صامت)

وفی الاصابة عن عبدالرحمٰن بن بشیر الانصاری قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم اذقال "لیضر بنکم رجل علی تاویل القران کما ضربتکم علی تنزیله "فقال ابوبکر "اناهو یارسول اللّٰہ ؟" قال "لا" فقال عمر "اناهو یا رسول اللّٰہ؟" قال "لا" ولکن خاصف النعل "فانطلقنا فاذا علیؑ یخصف نعل رسول اللّٰہ فی حجرة عائشة فبشر ناه"

اصابہ میں عبدالرحمٰن بن بشیر انصاری سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں "ہم لوگ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ حضرتؐ نے فرمایا "(عنقریب) ایک شخص تم لوگوں کو قران

کا مطلب سمجھانے کے لئے اسی طرح مارے گا جس طرح میں نے تم لوگوں کو اس کے احکام پہونچانے کے وقت مارا ہے" حضرت ابوبکر نے پوچھا "اے خدا کے رسول کیا وہ میں ہوں گا؟" فرمایا "نہیں" حضرت عمر نے پوچھا "تو کیا میں وہ شخص ہوں گا اے خدا کے رسولؐ؟" فرمایا "تم بھی نہیں، بلکہ وہ ہوگا جو (میری) نعلین ٹانک رہا ہے" پھر ہم لوگ (وہاں سے چلے تو حضرت علیؑ کو (رسولؐ کی) نعلین ٹانکتے ہوئے حضرت عائشہ کے حجرہ میں دیکھا۔ ہم لوگوں نے ان کو یہ خوشخبری سنائی"

(ینابیع المودة ۵۹)

(۵۰)

(قرآنِ ناطق اور قرآنِ صامت ساتھ ساتھ)

وفی روایة انه صلی اللّٰہ علیه وسلم قال فی مرض موته "الا انی مخلف فیکم کتاب ربی عزوجل و عترتی اهل بیتی ثم اخذ بید علیؑ فرفعها فقال هذا علیؑ مع القران والقران مع علیؑ لا یفترقان حتی یردا علَی الحوض فاسئلهما ماخلفت فیهما"

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے مرض الموت کی حالت میں ارشاد فرمایا "آگاہ ہو جاؤ میں تم لوگوں میں (دو چیزیں) اپنے پروردگار کی کتاب (قرآن مجید) اور اپنی عترت (یعنی) اپنے اہلبیت کو چھوڑتا ہوں۔ پھر آپ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا "(دیکھو) یہ علیؑ قران کے ساتھ ہیں اور قران علیؑ کے ساتھ ہے" یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے میں (تم لوگوں سے) ان دونوں کے بارے میں سوال کروں گا۔" (صواعق محرقه ۱۲۴)

(قرآن مجید اور اہلبیت رسولؐ قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے کیونکہ علوم و اسرار آیات قرآنی بعد رسول کریمؐ سوائے حضرت علیؑ اور آئمہ طاہرین علیہم السّلام کے کوئی

جاننے والا نہیں اور قرآن وشریعت اسلام قیامت تک کے لئے ہے۔اس لئے رموز قرآنی کو سمجھنے کے لئے اہلبیت کی طرف رُخ کرنا ہوگا۔آنحضرت صلعم نے اس لئے فرمایا کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔دنیا میں عزت اور آخرت میں نجات پانے کے لئے ان دونوں کے دامن سے متمسک ہونا ضروری ہے۔مولف)

(۵۱)

"شجاعت اسداللہ الغالب"

(شب ہجرت شجاعت واطمینان نفس کا مظاہرہ)

اور دالغزالی فی کتابه احیاء العلوم ان لیلة بات علیؑ رضی اللہ عنه علی فراش رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه و سلم اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ جبرئیل و میکائیل "انی اخیت بینکما و جعلت عمر احد کما اطول من عمرا لا خرفایکما یوثر صاحب بالحیاۃ" فاختار کلاھما الحیاۃ و احباھا فاوحی اللّٰہ الیھما "افلا کنتما مثل علیؑ بن ابی طالب اخیت بینه و بین محمدؐ فبات علی فراشه یفدیه بنفسه و یوثره بالحیاۃ اھبطا الیٰ الارض فاحفظاہ من عدوہ "فکان جبرئیل عندر اسه و میکائیل عندر جلیه ویقول "بخ بخ من مثلک یا بن ابی طالب یباھی اللّٰہ بک الملائکة "فانزل عزوجل "ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات لِلّٰہ واللّٰہ روف بالعباد "

امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں نقل کیا ہے کہ (ہجرت کی) اس رات کو جب حضرت علیؑ بستر رسولؐ پر آرام فرماتے تھے تو خدا نے جبرئیل اور میکائیل کی طرف وحی فرمائی "(اے میرے ملائکہ مقربین) میں نے تم دونوں کے درمیان مواخاۃ قائم کی اور تم دونوں میں سے ایک کی عمر کو دوسرے کی عمر سے زیادہ قرار دیا تم میں سے کون ہے جو اپنے ساتھی کے ساتھ ایثار کرے اور

اپنی زندگی دوسرے کو بخش دے۔لیکن ان دونوں فرشتوں میں سے ہر ایک نے اپنی زندگی کو (باقی رکھنا) پسند کیا۔پھر خدا نے ان دونوں فرشتوں کی طرف وحی فرمائی "کیوں نہیں تم دونوں علیؑ بن ابیطالب کی طرح ہو جاتے میں نے ان کے اور (اپنے رسولؐ) محمدؐ کے درمیان بھائی چارگی قائم کی تو وہ (علیؑ) ان (محمدؐ) کے بستر پر (نہایت اطمینان سے) سو گئے اور اپنے کو نبی کا فدیہ قرار دیا اور ان کی زندگی کو اپنی زندگی پر ترجیح دی تم (دونوں فوراً) زمین پر جاؤ اور ان (علیؑ) کی ان کے دشمنوں سے حفاظت کرو۔تو جبرئیل آپ کے سر کی طرف اور میکائیل آپ کے پیر کی طرف کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے "مبارک ہو آپ کو اے ابو طالب کے فرزند۔آپ کا مثل کون ہو سکتا ہے۔خدا ملائکہ کے گروہ میں آپ پر فخر کر رہا ہے" پھر خدا نے (رسول پر) یہ آیت نازل فرمائی "لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنے نفس کو خدا کی مرضی (خریدنے) کے لئے فروخت کرتے ہیں۔اور بے شک خدا اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے۔"

(نور الابصار ۸۶)

(۵۲)

(شیر خدا کے جہاد کا ایک منظر احد میں)

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال خرج طلحة بن ابی طلحة یوم اُحد فکان صاحب لواء المشرکین "فقال یا اصحاب محمدؐ تزعمون ان اللّٰہ یعجلنا با سیافکم الی النار و یعجلکم با سیا فنا الیٰ الجنة فایکم یبرز الیّ" فبرز الیه علیؑ بن ابی طالب و قال و اللّٰہ لا افار قک حتیٰ اعجلک بسیفی الیٰ النار فاختلفا بضر بتین فضربه علیؑ رضی اللّٰہ عنه علیٰ رجله فقطعها و سقط الی الارض فارا دان یجهز علیه فقال "انشدک اللّٰہ والرحم یا بن عم" فانصرف عنه الیٰ موقفه فقال المسلمون "هلا جهزت علیه؟" فقال "ناشدنی اللّٰہ ولن یعیش فمات من ساعته و بشر النبی (ص)

بذلک فسر وسرّ المسلمون "

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ جنگ احد میں طلحہ جو مشرکین (مکہ کی فوج) کا علمبردار تھا۔ میدان جنگ میں نکلا اور آواز دی "اے محمدؐ کے ساتھیو! تمہارا خیال ہے کہ اگر ہم تمہاری تلواروں سے قتل ہو گئے تو خدا ہم کو فوراً جہنم میں بھیجدیتا ہے اور اگر تم ہماری تلواروں سے قتل ہو گئے تو خدا تم کو فوراً جنت میں بھیج دیتا ہے تو تم میں سے کون ہے جو لڑنے کے لئے میرے سامنے آئے" (یہ سن کر) حضرت علیؑ میدان جنگ میں نکلے اور فرمایا خدا کی قسم میں تجھ کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک تجھ کو بہت جلد اپنی تلوار کے ذریعہ جہنم میں نہ پہونچادوں" پھر دونوں کے درمیان تلوار کے دو دو ہاتھ چلے کہ حضرت علیؑ نے اس کے پیر پر تلوار ماری۔ اس کا پیر کٹا اور وہ زمین پر گر گیا۔ آپ نے اس کو قتل کرنا چاہا مگر اس نے آپ کو خدا کا واسطہ دیا اور رحم کی درخواست کی۔ حضرت علیؑ اس کی طرف سے ہٹ گئے اور اپنے جائے قیام پر تشریف لائے، مسلمانوں نے کہا "آپ نے طلحہ کو کیوں نہ قتل کر دیا؟" آپ نے فرمایا "اس نے مجھے خدا کا واسطہ دیا تھا" لیکن وہ زندہ نہ رہا اور اسی وقت مر گیا۔ اس کے مرنے کی خوشخبری رسول اللہ صلعم نے سنائی جس پر آپ اور تمام مسلمان بہت خوش ہوئے" (نور الابصار ۸۷)

(حضرت علی علیہ السلام چونکہ فرما چکے تھے کہ آپ بہت جلد طلحہ کو اپنی تلوار سے جہنم میں پہونچادیں گے اس لئے اس کا فوراً جہنم میں جانا ضروری تھا۔ آپ نے اگرچہ اس کے سر کو قلم نہیں کیا لیکن آپ ہی کی تلوار کے زخم سے وہ فوراً مر گیا اور جہنم میں پہونچا۔ اور رسول صلعم نے اس کے مرنے کی خوشخبری سنائی تاکہ ثابت ہو جائے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ہر قول سچا اور ہر فعل خدا اور رسول کی مرضی کے مطابق تھا۔ مولف)

(۵۳)

(اُحد کی فتح کا سہرا حضرت علیؑ کے سر ہے)

قال ابن اسحاق "کان الفتح یوم احد بصبر علی رضی اللّٰہ عنہ"

قیس ابن سعد عن ابیہ انہ سمع علیا رضی اللّٰہ عنہ یقول "اصابتنی یوم احدست عشرۃ ضربۃ سقطت الیٰ الارض فی اربع منھن فجاء رجل حسن الوجہ طیب الرّیح واخذ بضبعی فاقا منی ثم قال اقبل علیھم فانک فی طاعۃ اللّٰہ ورسولہ وھما عنک راضیان "قال علیؑ فاتیت النبّی صلی اللّٰہ علیہ و سلم فاخبر تہ فقال یا علی اقر اللّٰہ عینیک ذٰلک جبرئیل علیہ السّلام"

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ جنگ احد کی فتح (صرف) حضرت علیؑ کے حملہ کی وجہ سے ہوئی" اور یہ بالکل ظاہر ہے کیونکہ میدان احد سے تقریباً تمام مسلمان بھاگ چکے تھے صرف چند مجاہدین باقی رہ گئے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام ایک طرف مشرکین سے جہاد میں مشغول تھے اور ایک طرف رسول اللہ صلعم کی حفاظت کر رہے تھے یہاں تک کہ بھاگے ہوئے مسلمان پھر آنحضرت کی آواز پر جمع ہوئے

قیس نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ سعد بن وقاص نے حضرت علیؑ کو کہتے ہوئے سنا (حضرت علیؑ نے فرمایا) جنگ احد کے دن مجھے سولہ زخم پہونچے جن میں سے چار ایسے (کاری) تھے کہ میں زمین پر گر گیا۔ ناگاہ ایک نہایت خوبصورت مرد آیا جس (کے بدن) سے خوشبو آرہی تھی" اس نے مجھے پکڑ کر اٹھایا اور کہا" ان (دشمنوں) پر حملہ کرو۔ بے شک تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر رہے ہو۔ اور خدا اور رسولؐ دونوں تم سے راضی ہیں" حضرت علیؑ فرماتے ہیں" جب میں رسولؐ کی خدمت میں آیا تو آپ سے اس واقعہ کو

بیان کیا'' آنحضرت صلعم نے فرمایا ''یا علیؑ خدا تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کرے۔ وہ جبرئیل تھے (جو انسان کی شکل میں تمہارے پاس آئے تھے)'' (نور الابصار ۸۷)

(۵۴)

(شجاعت اور ہمدردی اس کو کہتے ہیں)

لمّا قتل علیؑ یوم احد اصحاب الالویة قال جبرئیلؑ "یا رسول اللّٰہ ان ھذہ لھی المواساة" فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم "انہ منی و انا منہ" قال جبرئیل وانا منکما یا رسول اللّٰہ "

جنگ احد میں جب حضرت علیؑ نے کافروں کے جھنڈے اٹھانے والوں کو قتل کر دیا تو جبرئیلؑ نے کہا ''یا رسول اللہ بے شک اسی کا نام ہمدردی ہے'' (جو علیؑ دکھا رہے ہیں) آنحضرت صلعم نے فرمایا ''یقیناً علیؑ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں'' تو جبرئیلؑ نے کہا ''یا رسولؐ اللہ میں بھی تو آپ ہی دونوں سے ہوں'' (کنز العمال جلد ششم ۴)

(۵۵)

(شجاعتِ اسد اللہ کی ایک مثال خیبر میں)

عن سلمة قال کان علیؑ قد تخلف عن النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم فی خیبر و کان بہ رمد فلما کان مساء اللیة التی فتح اللّٰہ فی صبا حھا قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم "لا عطین الریة غدًا رجلا یحبہ اللّٰہ ورسولہ ویحب اللّٰہ ورسولہ یفتح اللّٰہ علیہ فاذانحن بعلیؑ و ما نرحوہ فقالو ھذا علیؑ فاعطاہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم الریة ففتح اللّٰہ علیہ"

سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ خیبر میں آنکھوں کے پُر آشوب ہو جانے کی وجہ سے آنحضرت صلعم کے (ساتھ نہ تھے بلکہ) پیچھے رہ گئے تھے۔ جب شام ہوئی جس (کے دوسرے

روز) صبح کو خدا نے فتح دی تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا ''کل میں ایسے بہادر شخص کو (جنگ کا) علم دوں گا جس کو خدا اور اس کا رسولؐ دوست رکھتے ہیں اور جو خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اسی کے ہاتھوں پر فتح دے گا'' اچانک ہم نے خلافِ امید حضرت علیؑ کو دیکھا۔ لوگوں نے کہا ''یہ علیؑ ہیں'' رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو جھنڈا عنایت فرمایا اور خدا نے (آپ ہی کے ہاتھوں پر) فتح دی''

(صحیح بخاری حدیث نمبر ۸۹۹)

(۵۶)

''محبّتِ محبوبِ خدا و رسولؐ''

(محبت علیؑ جہنم سے بچنے کا پروانہ ہے)

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم "حب علی براء ۃ من النار وحب علیؑ یا کل الذنوب کما تا کل النار الحطب "

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ''حضرت علیؑ کی محبت جہنم سے بچنے کی سند ہے۔ اور حضرت علیؑ کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔''

(کنوز الحقائق ۱۵۴)

عن انس بن مالک قال کان عندالنبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم طیر فقال "اللّٰھم أتنی باحب خلقک الیک یا کل معی ھذاا لطیر فجاء علیؑ فاکل معہ"

انس بن مالک سے روایت ہے کہ پیغمبر صلعم کے پاس ایک (بھنا ہوا) پرندہ (کسی نے تحفہ بھیجا) تھا۔ آنحضرتؐ نے دعا فرمائی ''اے خدا جو شخص تیرے نزدیک تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے اس کو بھیج تا کہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کو کھائے'' حضرت علیؑ آئے اور انہوں نے رسولؐ کے ساتھ اس بھنے ہوئے پرندہ کو نوش فرمایا۔''

(ترمذی جلد دوم ۴۶۱) (نسائی ۲۱)

(۵۷)

(محبتِ علیؑ معیارِ ایمان ہے)

اخرج الترمذی عن ابی سعید الخدری قال "کنانعرف المنافقین ببغضهم علیًا"

ترمذی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے (ابوسعید خدری صحابی رسولؐ کہتے ہیں) ہم لوگ منافقین کو حضرت علیؑ کی دشمنی سے پہچانا کرتے تھے۔" (جو حضرت علیؑ کا دشمن ہوتا اس کو منافق سمجھتے تھے)

اخرج مسلم عن علیؑ "والذی فلق الحبة و برء النسمة انه لعهد النبی الامی الی انه لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق"

مسلم نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے۔آپ نے فرمایا "قسم ہے اس خدا کی جس نے دانہ کو چاک کیا اور انسان کو پیدا کیا۔ نبیؐ امی نے مجھ سے وصیت فرمائی ہے کہ مومن مجھ سے محبت کرے گا۔اور منافق مجھ سے کینہ رکھے گا"

اخرج الطبرانی بسند حسن عن ام سلمة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم قال "من احب علیًا فقد احبنی و من احبنی فقد احب اللّٰه و من ابغض علیًا فقد ابغضنی و من ابغضنی فقد ابغض اللّٰه"

طبرانی نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "جس نے علیؑ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا اور جس نے علیؑ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا سے بغض رکھا" **(صواعق محرقه ۱۲۱)**

(۵۸)

(محبتِ علیؑ سرنامۂ ایمان ہے)

اخرج الخطیب عن انس ان النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم قال "عنوان صحیفة المومن حب علیؑ بن ابیطالب"

خطیب نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "کتابِ مومن کا عنوان علیؑ ابن ابی طالب کی محبت ہے"

عن بن عباس ان النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم قال "علیؑ منی بمنزلة راسی من بدنی"

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نبی صلعم نے فرمایا "علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو میرے سر کو میرے بدن سے ہے"

اخرج الحاکم عن جابران النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم قال "علی امام البررة قاتل الفجرة،منصور من نصره مخذول من خذله"

حاکم نے حضرت جابر سے نقل کیا ہے کہ حضرت نبی صلعم نے فرمایا "علیؑ نیکوکاروں کے امام ہیں اور فاجروں کے قاتل ہیں جس نے علیؑ کی مدد کی اس کی (خدا اور رسولؐ کی طرف سے) مدد کی جائے گی اور جس نے علیؑ کو چھوڑا، اس کو خدا اور رسولؐ نے چھوڑا۔"

(صواعق محرقه ۱۲۳)

(۵۹)

(محبتِ علیؑ ایمان اور بغض علیؑ نفاق ہے)

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم لعلی رضی اللّٰہ عنه "حبک ایمان و بغضک نفاق و اول من ید خل الجنة محبک و اول من ید خل النار مبغضک"

ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا ''(اے علیؑ) تمہاری محبت ایمان ہے اور تم سے بغض رکھنا نفاق ہے۔ (اے علیؑ) جنت میں جو سب سے پہلے داخل ہوگا تمہارا دوست ہوگا۔ اور جہنم میں جو سب سے پہلے جائے گا تمہارا دشمن ہوگا''

عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال لعلی "طوبیٰ لمن احبک وصدق فیک و ویل لمن ابغضک و کذب فیک "

حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ حضرت نبی صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا ''(یا علیؑ) قابل مبارکبادی ہے وہ شخص جو تم کو دوست رکھتا ہے اور تمہارے (فضائل کے) بارے میں تصدیق کرتا ہے اور وائے ہو اس شخص پر جو تم سے دشمنی رکھتا ہے اور تمہارے (فضائل کے) بارے میں تکذیب کرتا ہے''

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم نظر الی علیؑ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فقال "انت سیّد فی الدنیا و سیّد فی الاٰخرۃ من احبک فقد احبنی و من ابغضک فقد ابغضنی و بغیضک بغیض اللہ فالویل کل الویل لمن ابغضک "

حضرت ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ حضرت نبی صلعم نے حضرت علیؑ بن ابی طالب کی طرف دیکھا اور فرمایا ''(اے علیؑ) تم دنیا اور آخرت (دونوں) میں سردار ہو۔ جس نے تم کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے تم کو دشمن رکھا اس نے مجھ کو دشمن رکھا۔ تمہارا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اس لئے وائے اور افسوس ہے اس پر جو تم کو دشمن رکھے''

(نورالابصار ۸۰)

(۶۰)

(محبّتِ علیؑ میں مرنے والے کا انجام بخیر ہے)

اخرج احمد فی المناقب عن علیؑ قال جلس النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم فی حائط فضر بنی برجله و قال "قم فو اللّٰہ لا رضینک انت اخی و ابوک والدی فقاتل علیٰ سنتی من مات علیٰ عهدی فهوٰ فی کنز الجنة و من مات علیٰ عهدک فقد قضی نحبه و من مات بحبک بعد موتک ختم اللّٰہ له با لا من و الایمان ما طلعت شمس او غربت "

احمد نے کتاب مناقب میں حضرت علیؑ سے روایت کی ہے حضرت علیؑ فرماتے ہیں ''(ایک مرتبہ) حضرت نبی صلعم ایک دیوار کے پاس تشریف فرما ہوئے اور مجھ کو پیر کے اشارہ سے اٹھایا اور فرمایا'' خدا کی قسم میں تم سے راضی ہوں۔ تم میرے بھائی ہو اور تمہارے باپ میرے باپ ہیں (اے علیؑ) جو میری سنت کے خلاف چلے اس سے جنگ کرو۔ جو میرے طریقہ پر (چل کر) مرا وہ جنت میں ہے۔ اور جو تمہارے طریقہ پر چلا وہ (بھی) اپنے (سیدھے) راستہ پر سے گذر گیا (اور جنت میں گیا) اور جو تمہارے بعد تمہاری محبت میں مرے گا خداوند عالم اس کا خاتمہ امن وایمان پر کرے گا (اور یہ صحیح ہے) جب تک کہ سورج نکلتا یا ڈوبتا رہے گا'' (یعنی نبیؐ اور علیؑ کے طریقوں پر چلنے والوں کا انجام قیامت تک بخیر ہے)

(صواعق محرقه ۱۲۴)

(ورسالت الصبان ۱۵۵)

(٦١)

”حلال مشکلات کے فیصلے“

(علیؑ کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہے)

عن ابن عباس ان النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم اشتریٰ من اعرٰبی ناقة باربعة مائة دراهم فلما قبض الاعرابی المال صاح الدراهم و الناقة لی فاقبل ابوبکر فقال ”اقض فیما بینی و بین الاعرٰبی “ فقال ”القضیة واضحة الاعرابی یطلب البینة “ فاقبل عمر فقال کا لاول فاقبل علی علیه السلام فقال ”اتقبل بالشاب المقبل؟“ قال ”نعم “ فقال الاعرابی ”الناقة ناقتی والدراهم دراهمی فان کان محمدٌ یدعی شئیا فلیقم البینة علی ذلک “ فقال علیه السلام ”خل عن الناقة و عن رسول اللّٰہ . ثلاث مرات“ فاندفع فضربه ضربة (فاجتمع اهل الحجاز انه رمی براسه و قال بعض اهل العراق بل قطع منه عضوا) فقال ”یا رسول اللّٰہ نصدقک علی الوحی ولا نصدقک علی اربعة مائة دراهم “فالتفت النّبی صلی اللّٰہ علیه و سلم الیهما فقال ”هذا حکم اللّٰہ لا ما حکمتما به“

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نبی صلعم نے ایک اعرابی سے چار سو درہم پر ایک ناقہ خریدا۔ جب اعرابی مال (درہم) لے چکا تو چلانے لگا کہ ”درہم اور ناقہ میرے ہیں“ اتنے میں حضرت ابوبکر آ گئے رسولؐ نے ان سے فرمایا کہ ”میرے اور اس مرد اعرابی کے درمیان فیصلہ کرو“ حضرت ابوبکر نے کہا ”معاملہ ظاہر ہے۔ یہ اعرابی دلیل مانگتا ہے (لہٰذا آپ کو دلیل پیش کرنی چاہیئے کہ آپ نے اس کو چار سو درہم دیئے) پھر حضرت عمر آ گئے اور انہوں نے بھی وہی کہا جو اول (ابوبکر) نے کہا تھا۔ اتنے میں حضرت علیؑ علیہ السّلام آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ رسولؐ نے (اس اعرابی سے) پوچھا ”کیا تو اس آنے والے جوان کا فیصلہ مانے گا؟“ اس

نے کہا" ہاں" پھر اس اعرابی نے کہا" ناقہ بھی میرا ہے اور درہم بھی میرے ہیں" اگر حضرت محمدؐ کچھ دعویٰ کرتے ہیں تو ان کو اپنے دعویٰ پر دلیل لانی چاہیئے" حضرت علیؑ نے تین مرتبہ (مسلسل) فرمایا" (اے اعرابی) ناقہ کو چھوڑ دے اور رسول اللہؐ کے معاملہ سے باز آ" لیکن اعرابی نہ مانا تو آپ نے اس کو ایک ضرب لگائی (اہل حجاز کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو قتل کر دیا اور بعض اہل عراق کا خیال ہے کہ آپ نے اس کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ دیا) پھر کہا" یا رسولؐ اللہ ہم آپ پر وحی (نازل ہونے) کی تصدیق کرتے ہیں (اور دلیل نہیں طلب کرتے) تو کیا چار سو درہم پر آپ کی تصدیق نہ کریں گے؟" (اس فیصلہ پر) حضرت نبی صلعم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا" یہ ہے خدا کا فیصلہ نہ کہ وہ جس کو تم لوگوں نے کہا تھا"

(صواعق محرقہ ۱۲۱ ونور الابصار ۷۹) (قضاء ۱۷۴)

(۶۲)

(علیؑ کا فیصلہ رسولؐ کا فیصلہ ہے)

ان رسول الله صلی الله علیه و سلم کان جا لسا مع جماعة من اصحابه فجاء ه خصمان فقال احد هما "یا رسول الله ان لی حمارا و ان لهذا بقرة وان البقر ة قتلت حماری. فبدأر جل من الحاضرین فقال لاضمان علی البهائم فقال صلی الله علیه و سلم "اقض بینهما یا علیؑ" فقال علی لهما "الانا مرسلین ام مشدو دین ام احد هما مشدو دا و الأخر مرسلاً؟" فقال "کانا الحمار مشدوذا و البقرة مرسلت وصاحبها معها" فقال علیؑ "علی صاحب البقرة ضمان الحمار" فاقر رسول الله صلی الله علیه و سلم حکمه و امضی قضائه"

حضرت رسول صلعم اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ دو شخص آپس میں لڑتے جھگڑتے آئے اور ان میں سے ایک نے کہا" یا رسولؐ اللہ میرا ایک گدھا تھا اور

اس شخص کی ایک گائے تھی۔اس کی گائے نے میرے گدھے کو مار ڈالا (اب آپ ہم دونوں کے درمیان فیصلہ کریں (اتنے میں حاضرین میں سے ایک شخص بول اٹھا کہ چوپایوں پر کوئی ذمہ داری نہیں (چونکہ یہ فیصلہ غلط تھا اس لئے) آنحضرتؐ نے فرمایا ''یا علیؑ تم ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو'' حضرت علیؑ نے ان دونوں سے پوچھا'' کیا وہ گدھا اور گائے کھلے ہوئے تھے یا بندھے ہوئے یا ایک ان میں سے بندھا ہوا تھا اور دوسرا کھلا ہوا؟'' اس نے کہا'' گدھا بندھا ہوا تھا اور گائے کھلی ہوئی اور گائے کا مالک اسی گائے کے پاس ہی تھا'' حضرت علیؑ نے فرمایا'' گائے کا مالک گدھے کی (موت) کا ذمہ دار ہے'' حضرت رسولؐ نے اسی حکم کو صحیح مانا اور یہی فیصلہ کر دیا''

(صواعق محرقه ۱۲۱ ونور الابصار ۷۹)

(۶۳)

(علیؑ کے فیصلہ پر رسولؐ کا فخر)

اخرج احمد فی المناقب عن حمید بن عبداللّٰہ بن زید ان النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم ذکر عنده قضاء قضی به علیؑ بن ابی طالب فاعجبه وقال "الحمد لِلّٰه الذی جعل فینا الحکمة اهل البیت "

احمد نے مناقب میں حمید ابن عبداللہ ابن زید سے روایت کی ہے کہ حضرت نبیؐ سے حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے ایک فیصلہ کا تذکرہ کیا گیا تو آپ پھڑک اٹھے اور فرمایا'' اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلبیت میں علم وحکمت کو قرار دیا ہے''

(مرقاة شرح مشکوة جلد ۵ ص ۶۰۰)

(۶۴)

(حضرت علیؑ کے فیصلہ کا ایک منظر)

(اتی عمر بن الخطاب رجلان سالاه عن طلاق الامة فقام معها حتی اتی حلقة فی المسجد فیها رجل اصلع فقال "ماتریٰ فی طلاق

الامة" فرفع راسه اليه ثم اومئی اليه بالسبابة والوسطی فقال لهما عمر "تطليقتان " فقال احدهما سبحان الله جئناک و انت امير المومنين فمشيت معناحتی وقفت علیٰ هذاالرجل فسالته فرضيت منه ان اومئی اليک فقال لهما "اتد ريان من هذاقالا "لا" قال "هذا علیؑ بن ابی طالب "اشهد علی رسول اللہ (ص) لسمعته و هو يقول "ان السموات السبع و الارضين لو وضعتا فی كفة ثم و ضع ايما ن علیؑ فی كفة لرجح ايمان علیؑ بن ابی طالب "

حضرت عمر کے پاس دو شخص آئے اور ایک کنیز کے طلاق کے متعلق سوال کیا۔ حضرت عمران دونوں کو ساتھ لے کر مسجد میں ایک شخص (حضرت علیؑ) کے پاس آئے جہاں وہ (حضرت علیؑ) اپنے اصحاب کے حلقہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اور پوچھا ''کنیز کے طلاق کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟'' حضرت علیؑ نے اپنا سر اٹھایا اور کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ حضرت عمر نے ان دونوں آدمیوں سے کہا ''دو طلاقیں'' تو ان دونوں میں سے ایک نے کہا ''واہ واہ ہم تو آپ کے پاس اس لئے آئے تھے کہ آپ امیر المومنین ہیں (اور فیصلہ کریں گے) لیکن آپ ہم کو اس شخص کے پاس لائے جس نے صرف اشارہ سے جواب دے دیا اور آپ اس فیصلہ سے راضی بھی ہو گئے'' حضرت عمر نے کہا ''کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کون ہیں؟'' انہوں نے کہا ''نہیں'' حضرت عمر نے کہا ''یہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں جن کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسولؐ اللہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ''اگر ساتوں آسمان اور زمین ایک پلہ پر اور علیؑ کا ایمان دوسرے پلہ پر رکھ دیا جائے (اور تولا جائے) تو علیؑ کے ایمان کا پلہ جھک جائے گا''

(ذخائر عقبی ۱۰۰)

(۶۵)

(جاثلیقِ نصرانی دربارِ علیؑ میں)

روی باسناده عن سلمان الفارسی فی حدیث طویل یذکر فیه قدوم الجاثلیق المدینة مع مائة من النصاریٰ بعد وفات النبی (ص) و سواله ابا بکر من مسائل لم یجبه عنها ثم ارشد الٰی امیرالمومنین علیه السلام فسأله عنها فاجابه فکان فیما سأله ان قال "اخبرنی عن وجه الرب تبارک و تعالیٰ" فدعا علیؑ بنار و حطب واضرمه فلما اشتعلت قال علیه السلام "این وجه النار ؟" قال النصرانی "هی وجه من جمیع حدودها "قال "هٰذه النار مدبرة مصنوعه لایعرف وجهها وخالقها لایشبهها وللّٰه المشرق و المغرب فاینما تولوا فثم وجه اللّٰه لایخفیٰ علیٰ ربنا خافیة"

حضرت سلمان فارسی سے ایک طویل حدیث مروی ہے، جس میں رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد جاثلیق کے ایک سو نصاریٰ کے ساتھ مدینہ میں آنے کا تذکرہ ہے اور یہ کہ اس نے حضرت ابوبکر سے کچھ مسائل دریافت کئے لیکن وہ جواب نہ دے سکے۔ پھر جاثلیق کو حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی ہدایت کی گئی چنانچہ اس نے حضرت علیؑ سے مسائل پوچھے اور آپ نے اس کا جواب دیا۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی تھا "(یا علیؑ) آپ مجھے بتایئے خدا کا چہرہ کدھر ہے؟" حضرت علیؑ نے آگ اور جلائی جانے والی لکڑی منگوائی اور اس کو جلایا جب شعلے بھڑک اٹھے تو (جاثلیق) سے پوچھا "بتاؤ اس آگ کا چہرہ کس طرف ہے؟" نصرانی (جاثلیق) نے جواب دیا "اس کا چہرہ اس کے چاروں طرف ہے" آپ نے فرمایا "یہ آگ جو بنائی ہوئی اور مصنوعی ہے اس کا چہرہ تو پہچانا نہیں جا سکتا تو پھر اس آگ کا خالق جو اس سے مشابہ بھی نہیں ہے (کیسے اس کا چہرہ پہچانا جا سکتا ہے یاد رکھو) اللہ مشرق اور مغرب میں ہر طرف ہے: جدھر مڑ کر دیکھو گے اسی طرف خدا کا چہرہ (جلوہ) ہے (یقین کرلو) کوئی پوشیدہ چیز ہمارے پالنے والے (خدا) پر پوشیدہ نہیں"

(قضاء ۷۰)

(۶۶)

”خلیفۂ رسولؐ کی خلافت“

(جب سے محمدؐ نبیؐ ہیں اسوقت سے علیؑ ان کے خلیفہ ہیں)

عن سلمان الفارسی قال سمعت رسول اللّٰہ (ص) یقول ”خلقت اناو علیٌ بن ابی طالب من نور یمین العرش نسبّح اللّٰہ ونقد سہ من قبل ان یخلق اللّٰہ عزو جل اٰدمؑ بار بعۃ الاف سنۃ فلما خلق اللّٰہ اٰدمؑ نقلنا الٰی صلب عبدالمطلب و قسمنا بنصفین فجعل النصف فی صلب عبداللّٰہ و جعل النصف فی صلب ابی طالب فخلقت من ذلک النصف و خلق علیٌ من النصف الاخر واشتق اللّٰہ لنا من اسمائہ اسماء فاللّٰہ محمود و انا محمدٌ و اللّٰہ علی واخی علیٌ و اللّٰہ فاطر وابنتی فاطمۃؑ و اللّٰہ محسن و ابنائی الحسنؑ والحسینؑ فکان اسمی فی الرّ سالۃ و النبوّۃ و کان اسمہٗ فی الخلافہ و الشجاعۃ“

حضرت سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسولؐ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آنحضرت صلعم فرما رہے تھے کہ ”حضرت آدمؑ کی پیدائش سے چار ہزار برس پہلے میں اور علیؑ ایک ہی نور سے یمین عرش سے پیدا ہوئے۔ ہم اللہ کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے تھے۔ پھر جب خدا نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو ہم حضرت عبدالمطلب کی صلب میں منتقل کر دیے گئے اور ہمارے نور کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک نصف کو صلب حضرت عبداللہ میں رکھا گیا۔ اور دوسرے نصف کو حضرت ابو طالب کے صلب میں رکھا گیا پس پہلے نصف سے میں پیدا کیا گیا اور دوسرے نصف سے حضرت علیؑ پیدا کیے گئے۔ اور خدا نے اپنے ہی ناموں میں سے کچھ نام ہمارے لئے منتخب فرمائے۔ پس اللہ محمود ہے اور میں محمد ہوں۔ اللہ اعلیٰ (بلند) ہے اور میرے بھائی علیؑ ہیں۔ اللہ فاطر (پیدا کرنے والا ہے) اور میری بیٹی فاطمہؑ ہے۔ اور اللہ محسن (احسان کرنے والا) ہے اور

میرے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ پس میرا نام (سلسلہ) رسالت و نبوت میں ہے (اور قیامت تک رہے گا) اور علیؑ کا نام (سلسلہ) خلافت و شجاعت میں ہے (اور قیامت تک رہے گا)"
(حضائص علویه و فرائد السمطین)

(٦٧)

(آنحضرتؐ کی نبوت اور حضرت علیؑ کی خلافت کا ساتھ ساتھ اعلان)

اِنی و اللّٰه ما اعلم شا بافی العرب جاء قومه بافضل مماقد جئتکم بخیر الدنیا والا خرة و قد امرنی اللّٰه ان ادعو کم الیه فایکم یوازرنی علیٰ هذا لا مر علیٰ ان یکون اخی و وصیی و خلیفتی فیکم قال فا حجم القوم عنها جمیعا و قلت و انی لاحدثکم سناوار مصهم عینا واعظمهم بطنا واحمشهم ساقا انی یا نبی اللّٰه اکون وزیرک علیه فاخذ برقبتی ثم قال ان هذا اخی ووصیی و خلیفتی فیکم فاسمعوا له وا طیعوا قال فقام القوم یضحکون و یقولون لا بی طالب قد امرک ان تسمع لابنک و تطیع'

(بعثت کے تین سال گذر جانے کے بعد خدا کا حکم ہوا کہ اب نبوت کا کھلم کھلا اعلان کیا جائے۔ چنانچہ پیغمبرؐ نے سرداران قریش کی دعوت کی اور جب سب کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ نے سب سے خطاب کر کے فرمایا (اے سرداران قریش) "خدا کی قسم میں عرب میں کسی جوان کو نہیں جانتا جو اپنی قوم کے پاس وہ چیز لایا ہو جو میری لائی ہوئی چیز (دین اسلام) سے جو میں تمہارے پاس لایا ہوں۔ افضل و بہتر ہو۔ میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی لایا ہوں۔ اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کو اس (دین) کی طرف دعوت دوں (بتاؤ) تم میں سے کون سا ایسا شخص ہے جو اس کام میں میرا ہاتھ بٹائے تا کہ وہی تم لوگوں میں میرا بھائی، میرا وصی، (قائم مقام) اور میرا خلیفہ ہو۔" آنحضرتؐ کی اس تقریر کا کسی نے جواب نہ دیا) تمام لوگ خاموش رہے یہاں تک کہ حضرت علیؑ نے فرمایا (یارسولؐ اللہ) "باوجودیکہ میرا سن ان سب

لوگوں میں سب سے کم ہے۔ میری آنکھیں (ظاہری حیثیت سے) کمزور ہیں۔ جسم بھاری اور پنڈلیاں (عمر کے اعتبار سے) پتلی ہیں۔ پھر بھی میں (اس بوجھ کے اٹھانے کو تیار ہوں اور) آپ کا وزیر ہوں گا" حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ پھر پیغمبرؐ نے میری گردن پر ہاتھ رکھا اور فرمایا (دیکھو) "یہ میرے بھائی، میرے وصی، اور تم لوگوں میں میرے خلیفہ ہیں" "تم سب ان کا حکم ماننا اور ان کی اطاعت کرنا" (یہ سن کر) تمام سرداران قریش ہنستے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور جناب ابوطالب سے کہا (تمہارا بھتیجا) تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنے بیٹے (علیؑ) کی باتیں سنا کرو اور ان کی اطاعت کیا کرو" (طبرانی جلد ۲ کامل جلد ۲ ص ۲۲)

(۲۸)

(خلافت علیؑ کے متعدد ثبوت)

(قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم) "ان تولّوا علیا تجدوہ ھادیا مھدیا یسلک بکم الطریق المستقیم"

رسول اللہؐ نے فرمایا "اگر تم لوگ علیؑ کو والی (اور میرا خلیفہ بلا فصل) بناؤ گے تو تم لوگ ان کو (اسی حال میں) پاؤ گے کہ وہ تم لوگوں کی ہدایت بھی کریں گے خود بھی ہدایت پر باقی رہیں گے اور تم لوگوں کو صراط مستقیم (خدا کے سیدھے راستہ) پر بھی لے چلیں گے"

(کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵)

(قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم) یا عمار ان رأیت علیًا قد سلک وادیاو سلک الناس وادیًا غیرہ فاسلک مع علیٍّ ودع الناس . انہ لن یدلک علی ردیٰ ولن یخرجک من الھدیٰ"

آنحضرتؐ نے عمار بن یاسر سے فرمایا "اے عمار اگر تم حضرت علیؑ کو ایک راستہ پر چلتا ہوا دیکھو اور لوگوں (باقی صحابہ) کو حضرت علیؑ کے راستہ کے علاوہ دوسرے راستہ پر چلتا ہوا دیکھو تو (یاد رکھو) تم حضرت علیؑ ہی کے راستہ پر چلنا اور تمام لوگوں کو چھوڑ دینا۔ کیونکہ علیؑ کبھی تم کو

ہلاکت کے راستہ پر نہ لے جائیں گے۔ اور نہ ہی ہدایت (کے راستے) سے علیحدہ ہونے دیں گے"۔ **(کنز العمال جلد ٦ ص ١٥٦)**

(قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم) "یا معشر الانصار الا ادلکم علی ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا ابدا بعدہ ابدا ھذا علیؑ"

آنحضرتؐ نے گروہ انصار سے خطاب کر کے فرمایا "اے گروہِ انصار آگاہ ہو جاؤ میں تم کو اس شخص کا پتہ بتاتا ہوں کہ اگر تم اس کی پیروی کرتے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ شخص یہ علیؑ ہیں" **(کنز العمال جلد ٦ ص ١٥٦)**

(مذکورہ بالا احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ نے انفرادی اور اجتماعی ہر حیثیت سے خلافت حضرت علیؑ کا اعلان فرمادیا تھا۔ موئف)

(٦٩)

(حضرت علیؑ ہی خلیفہ رسولؐ ہیں)

فی المناقب عن سعید بن جبیز عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم "یا علیؑ انت صاحب حوضی و صاحب لوائی و حبیب قلبی و وصیی و وارث علمی وانت مستودع مواریث الانبیاء من قبلی و انت امین اللّٰہ فی ارضہ و حجۃ اللّٰہ علیٰ بیتہٖ و انت رکن الایمان و عمود الاسلام و انت مصباح الدجیٰ و منار الھدیٰ و العلم المرفوع لاھل الدنیا یا علی من اتبعک نجیٰ و من تخلف عنک ھلک و انت الطریق الواضح والصراط المستقیم و انت مولا من انا مولاہ وانا مولیٰ کل مومن و مومنۃ لایحبک الاطاھر الولادۃ ولا یبغضک الاخبیث الولادۃ"

کتاب مناقب میں سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ

آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا "اے علیؑ تم ہی (روز قیامت) میرے حوض کوثر کے ساقی، میرے لوائے حمد کے حامل (دنیا میں) میرے قلبی دوست، میرے وصی اور میرے علم کے وارث ہو۔ اور مجھ سے پہلے جتنے انبیاء کرام گذر چکے ہیں ان سب کی میراث بھی تم ہی کو سپرد کی گئی ہے۔ تم خدا کی زمین پر خدا کے امین، اور خدا کی مخلوق پر اس کی حجت ہو، تم ایمان کے رکن، اسلام کے ستون، تاریکی کے چراغ، ہدایت کے منارہ اور دنیا والوں کے لئے بلند نشان ہو۔ اے علیؑ جو شخص تمہاری پیروی کرے گا وہ (دین و دنیا میں) نجات پائے گا اور جو تم کو چھوڑ دے گا وہ ہلاک ہوگا (اور جہنم میں جائے گا) تم ہی واضح اور سیدھا راستہ ہو، اور میں جس کا مولا ہوں تم بھی اس کے مولا ہو۔ اور میں ہر مومن اور ہر مومنہ کا مولا ہوں (اس لئے تم بھی ہر مومن و مومنہ کے مولا ہو) حلال زادہ تم کو دوست رکھے گا اور حرامزادہ تم کو دشمن رکھے گا" (ینابیع المودة ۱۳۳)

(۷۰)

(ابوہریرہ اور خلافت علیؑ کا اعلان)

عن ابی هریرة عن سلمان انه قال "قلت یا رسولؐ اللّٰه ان اللّٰه لم یبعث نبیا الا بین له من یلی بعده فهل بین لک " قال "نعم " علیؑ ابن ابی طالب "

(شرح بخاری علامه ابن حجر عسقلانی پاره ۱۸ ص ۱۰۵)

ابوہریرہ نے حضرت سلمان فارسی سے روایت کی ہے حضرت سلمان نے عرض کیا "یارسول اللہ خدا نے جس نبی کو بھیجا اس کو بتا دیا کہ اس کے بعد اس کا ولی (اور خلیفہ) کون ہوگا تو کیا آپ سے بھی خدا نے فرمایا ہے کہ آپ کا ولی (خلیفہ) کون ہوگا" (آنحضرتؐ نے) فرمایا "ہاں میرے ولی (اور خلیفہ) علیؑ بن ابی طالب ہوں گے"

(شرح بخاری علامه ابن حجر عسقلانی پاره ۱۸ ص ۱۰۵)

عن النبی صلی اللّٰه علیه و سلم قال "اذا جمع اللّٰه الاولین

والاخرین یوم القیامة نصب الصّراط علیٰ جھنم لم یجزعنھا احد الامن کانت معه براءۃ بولایة علیؑ ابن ابی طالب (ایضا اخرج ھذ الحدیث موفق بن احمد بسنده عن الحسن البصری عن ابن مسعود ایضا اخرجه موفق بسنده عن مجاھد عن ابن عباس رضی اللّٰه عنھما)

حضرت نبی صلعم نے فرمایا ''جب قیامت کے دن خدا اگلے اور پچھلے لوگوں کو جمع کرے گا تو جہنم پر پل صراط نصب کرے گا اور اس پر سے کوئی گذر نہ سکے گا سوائے اس کے جس کے پاس حضرت علیؑ کی ولایت کی سند ہوگی (یعنی اس پل پر سے وہی گذر سکے گا جو حضرت علیؑ کو خلیفہ مانتا ہو اور آپ کی محبت اور پیروی کرتا ہو) اس حدیث کو موفق ابن احمد نے حسن بصری سے اور ابن مسعود سے اور مجاہد اور ابن عباس سے بھی نقل کیا ہے۔ (ینابیع المودة ۱۱۲)

(۷۱)

''فضائل علیؑ سے متعلق رسولؐ کے متعدد ارشادات''

(سابق الایمان تین ہیں)

اخرج الدیلمی ایضا عن عائشة والطبرانی و ابن مردویه عن ابن عباس ان النبی صلی اللّٰه علیه و سلم قال ''السبق ثلاثة فالسابق الیٰ موسیٰ یوشع بن نون والسابق الیٰ عیسیٰ صاحب یسٓ والسابق الیٰ محمدؐ علیؑ ابن ابی طالب .

(اس حدیث کو) دیلمی نے بھی حضرت عائشہ سے اور طبرانی وابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ''(ایمان میں) سبقت لے جانے والے تین ہیں (۱) یوشع بن نون نے سب سے پہلے حضرت موسیٰ (کی نبوت) کی تصدیق کی (۲) صاحب یٰس نے سب سے پہلے حضرت عیسیٰ کی (نبوت کی) تصدیق کی (۳) اور حضرت علیؑ ابن ابی طالب نے سب سے پہلے حضرت محمدؐ (کی نبوت) کی تصدیق فرمائی''

(صواعق محرقه ۱۲۳)

عن جابر بن عبد اللّٰه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم "الناس من شجر شتی و انا و علیٌ من شجرة واحدة"

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "لوگ مختلف درختہائے صلب سے ہیں۔ لیکن میں اور علی ایک ہی شجرۂ طیبہ کی شاخیں ہیں"

(صواعق محرقه ۱۲۱)

(۷۲)

(صدّیق تین ہیں)

اخرج ابو نعیم و ابن عساکر عن ابی لیلة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم قال "الصدیقون ثلاثة حبیب النجار مومن ال یاسین قال یا قوم اتبعوا المرسلین و حزقیل مومن ال فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللّٰه وعلیٌ ابن ابی طالب وهوا فضلهم"

ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابو لیلیٰ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "صدیق تین ہیں۔

(۱) حبیب نجار مومنِ آلِ یاسین جنہوں نے کہا تھا "اے قوم والو مرسلین کی پیروی کرو۔

(۲) حزقیل مومنِ آلِ فرعون جنہوں نے کہا تھا "کیا تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ اللہ میرا پروردگار ہے؟"

(۳) علی بن ابی طالب اور وہ ان دونوں (حبیب نجار اور حزقیل) سے افضل ہیں"

(صواعق محرقه ۱۲۳)

اخرج البیهقی و الدیلمی عن انس ان النبی صلی اللّٰه علیه و سلم قال "علیٌ یزهو فی الجنة ککوکب الصبح لاهل الدنیا"

بیہقی اور دیلمی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلعم نے فرمایا"
علیؑ کا نور جنت میں اس طرح روشن ہوگا جس طرح دنیا والوں کے لئے صبح کا چمکتا ہوا ستارہ"

(صواعق محرقہ ۱۲۳)

(۷۳)

(نبیؐ کی ایک اہم وصیت)

اخرج ابن ابی شیبة عن عبدالرحمن بن عوف قال لما فتح رسول اللّٰہ مکة انصرف الیٰ الطائف فحصر ھا سبع عشرۃ لیلة اوتسع عشرۃ لیلةثم قام خطیبا فحمد اللّٰہ واثنی علیه ثم قال "اوصیکم بعترتی خیرا وان موعد کم الحوض والذی نفسی بیدہ لیقمن الصلوٰۃ ولتوتن الزکوٰۃ ولا بعثن "الیکم رجلا منی او کنفسی یضرب اعنا قکم ثم اخذ بید علیؑ رضی اللّٰہ عنه ثم قال ھو ھذا"

ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم فتح مکہ کے بعد طائف تشریف لائے، اور طائف کا سترہ یا انیس رات محاصرہ کیے رہے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطاب کر کے اللہ کی تعریف وثنا کی اور پھر فرمایا (اے لوگو) میں اپنی عترت کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تم سب کو وصیت کرتا ہوں اور حوضِ کوثر تم سب کی وعدہ گاہ ہے (یعنی میں حوضِ کوثر پر تم سب سے ملوں گا) اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور نماز کو ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور یقیناً میں تم میں ایک ایسے بہادر مرد کو بھیجوں گا جو مجھ سے ہوگا یا میرے ہی ایسا ہوگا۔ جو (اگر تم شریعت کے راستہ سے ہٹ گئے تو) تمہاری گردنیں اڑا دے گا" پھر آپ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "وہ مرد یہ ہے" (یعنی یہ علیؑ ہی میرے قائم مقام ہوں گے اور تم کو دین کا راستہ بتائیں گے اور اگر تم شریعتِ اسلام سے ہٹ گئے تو تم سے جہاد کریں گے) (صواعق محرقہ ۱۲۴)

(۷۴)

(فرشتے حضرت علیؑ کے گھر کے خادم تھے)

اخرج الملأفی سیرته انه صلی اللّٰه علیه و سلم ارسل اباذرینادی علیا فرأی رحی تطجن فی بیته ولیس معها احد فاخبر النبی صلی اللّٰه علیه و سلم بذلک فقال "یا اباذر اما علمت ان للّٰه ملائکة سیاحین فی الارض قد وکلوا بمعونة اٰل محمد صلی اللّٰه علیه و سلم"

ملأ نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے کہ (ایک مرتبہ) آنحضرتؐ نے حضرت ابوذر کو حضرت علیؑ کے بلانے کے لئے بھیجا۔ حضرت ابوذر نے حضرت علیؑ کے گھر میں ایک چکی دیکھی جو (خود بخود) چل رہی تھی اور وہاں کوئی نہ تھا۔ حضرت ابوذر نے اس چیز کی حضرت رسول صلعم کو خبر کی۔ آپ نے فرمایا "اے ابوذر کیا تمہیں نہیں معلوم کہ خداوند عالم کے کچھ فرشتے زمین پر گھوما کرتے ہیں جن کو خدا نے آل محمدؐ کی خدمت کے لئے مقرر فرمایا ہے (لہٰذا حضرت علیؑ کے گھر میں کسی کا نہ ہونا اور چکی کا خود بخود چلنا باعث تعجب نہیں کیونکہ اس کا چلانے والا فرشتہ تھا)

(صواعق محرقہ ۱۷۴)

عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم ان الملائکة صلت علیّ و علی علیؑ سبع سنین قبل ان یسلم بشر"

حضرت ابوایوب انصاری نے حضرت رسول صلعم سے روایت کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا "جب کوئی بھی اسلام نہ لایا تھا اس سے سات برس پہلے خدا کے فرشتوں نے مجھ پر اور حضرت علیؑ پر درود پڑھا"

(ینابیع المودة ۶۲)

(۷۵)

(شبِ معراج)

عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه و بلال ابن الحارث و ابی حمراء قالو اقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم "لما اسریٰ بی الی السّماء رایت علٰے ساق العرش مکتوبا لااله الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ وایدته و نصرته بعلیؑ .

(ارجح المطالب ۳۵)

حضرت ابن عباس، بلال اور ابی حمراء سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ''جب مجھے (خدا نے) شبِ معراج بلایا تو میں نے ساقِ عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔ لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ اور یہ کہ میں نے ان (محمدؐ) کی تائید اور نصرت حضرت علیؑ کے ذریعہ کی''

(ارجح المطالب ۲۵)

(قال النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم) رایت لیلة اسریٰ بی مثبتا علی ساق العرش انی انا اللّٰہ لا اله غیری خلقت جنة عدن بیدی محمدؐ صفوتی من خلقی ایدته بعلیؑ نصرته بعلیؑ "

حضرت نبی صلعم نے فرمایا ''معراج کی رات ساق عرش پر میں نے یہ لکھا ہوا دیکھا ''میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ میں نے عدن کی جنت کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ حضرت محمدؐ میری مخلوق میں برگزیدہ ہیں۔ میں نے ان کی تائید اور نصرت علیؑ سے کی ہے''

(کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۸)

(۷۶)

(حضرت علیؑ تمام صفات انبیا کے حامل تھے)

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم "من اراد ان ینظر الیٰ ادم فی علمہ والی نوح فی فھمہ والیٰ ابراھیم فی حلمہ والیٰ یحیٰ بن زکریا فی زھدہ والیٰ موسیٰ بن عمران فی بطشہ فلینظر الیٰ علیؑ بن ابی طالب"

حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا "جو شخص چاہے کہ حضرت آدمؑ کو ان کے علم میں۔ حضرت نوحؑ کو ان کے فہم میں۔ حضرت ابراہیمؑ کو ان کے حلم میں۔ حضرت یحییٰ بن زکریا کو ان کے زہد میں اور حضرت موسیٰ بن عمران کو ان کی طاقت میں دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالب کو دیکھ لے" (ریاض نضرہ جلد دوم ۲۱۸)

عن انس ابن مالک قال قال رسول اللّٰہ (ص) "مامن نبیالاولہ نظیر فی امتہ فعلیؑ نظیری (اخرجہ الخلعی والدیلمی)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہر نبی کی کوئی مثال اس کی امت میں ضرور ہوتی ہے (اس امت میں) حضرت علیؑ میری مثال ہیں" (اس روایت کو خلعی اور دیلمی نے نقل کیا ہے) (ارجح المطالب ۴۵۴)

(۷۷)

(نبیؐ نے علیؑ کے تمام صفات کیوں نہ ظاہر کئے)

فی مسند احمد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم والذی نفسی بیدہ لولا ان تقول خوائف من امتی فیک ماقالت النصاریٰ فی عیسیٰ ابن مریم لقلت فیک مقالاً لاتمر بملاء من المسلمین الااخذوا التراب من تحت قدمک للبرکۃ"

ایضا

اخرج احمد فی مسنده هذالحدیث بلفظه عن ابن مسعود.

ایضا

"اخرج هذالحدیث موفق ابن احمد الخوارزمی"

حضرت رسولِ خدا صلعم نے فرمایا "قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہوتا کہ (اے علی) میری امت کے بہت سے گروہ تمہارے بارے میں وہی اعتقاد رکھنے لگیں گے جو عیسائی حضرت عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں رکھتے ہیں تو میں تمہارے متعلق ایسی چند باتیں کہتا کہ تم مسلمانوں کی جس جماعت کے پاس سے گذرتے وہ لوگ برکت کے لئے تمہارے پاؤں کے نیچے کی مٹی اٹھا کر لے جانے لگتے۔

(اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں ابن مسعود سے نقل کیا ہے۔ اور موفق ابن احمد خوارزمی نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے) (ینابیع المودة ۱۳۱)

(۷۸)

(عملِ علیؑ بعدِ نبیؐ)

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم "یا علیؑ کیف انت اذاز هد الناس من الاخرة ورغبوافی الدنیا واکلو التراث اکلالمّا واحبّو المال حبًّا جمًّا واتخذوا دین اللّٰه وغلا ومال اللّٰه دولا "فقلت اترکهم و ما اختاروا واختار اللّٰه ورسوله والدار الاخرة واصبر علی مصیبات الدنیا و بلواها حتی الحق بک ان شاء اللّٰه تعالیٰ" قال " صدقت اللهم افعل ذلک به"

(اخرجه الحافظ الثقفی فی الاربعین)

حضرت رسول صلعم نے فرمایا "یا علیؑ تمہارا کیا حال ہوگا جب لوگ آخرت سے نفرت کرنے لگیں گے اور دنیا کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ میراث کے مال کو پیٹ بھر کر کھائیں گے اور مال کے ساتھ بہت محبت کریں گے۔ (وہ لوگ) دین خدا کو مکروفریب (کا ذریعہ) اور مال

خدا کو (اپنی ملکیت) قرار دے لیں گے (حضرت علیؑ کہتے ہیں) میں نے کہا "میں ان لوگوں کا بھی ساتھ چھوڑ دوں گا۔ اور جو کچھ وہ لوگ اختیار کریں گے اس کو بھی چھوڑ دوں گا اور خدا اور رسولؐ اور آخرت کو اختیار کروں گا۔ اور دنیا کی مصیبتوں اور آزمائشوں پر صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ انشاء اللہ آپ کی خدمت میں پہونچ جاؤں" آنحضرت صلعم نے فرمایا "اے علیؑ تم نے سچ کہا (یعنی ضرور تم ان لوگوں سے علیحدہ ہو جاؤ گے اور صبر کرو گے) "اے خدا تو علیؑ کو اسی طرح (صبر کرنے اور میرا اور تیرا ساتھ دینے پر) رکھ" (اس روایت کو حافظ ثقفی نے اربعین میں بیان کیا ہے)

(ریاض نضرہ، کنز العمال جلد ٦ ص ٦٩)

(٧٩)

(رسولؐ کی ایک اہم پیشین گوئی)

(قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم) "یا علیؑ ان الامۃ ستغدرُبک من بعدی و انت تعیش علیٰ ملتی و تقتل علیٰ سنتی من احبک احبنی و من ابغضک ابغضنی و ان ھذا سیخضب من ھذا"

حضرت رسول کریم نے فرمایا "یا علیؑ عنقریب میرے بعد یہ امت تم سے بے وفائی کرے گی۔ اور تم میرے مذہب پر باقی رہو گے۔ اور (چونکہ) تم میری سنت کو جاری کرو گے اس لئے شہید کر دیئے جاؤ گے (اے علیؑ) جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تم سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا (پھر سر اور ریش مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) اور یہ (ریش مقدس) اس (سر کے خون) سے رنگین کر دی جائے گی"

(کنز العمال جلد ٦ ص ١٥٧)

(قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و سلم) "یا علیؑ انت بمنزلۃ الکعبۃ تؤتی ولا تاتی فان اتاک ھولاء القوم فسلموھا الیک الخلافۃ فاقبل منھم و ان لم یاتوک فلا تاتھم حتیٰ یاتوک"

آنحضرت صلعم نے فرمایا ''اے علیؑ تم بمنزلہ کعبہ ہو۔لوگ خانۂ کعبہ کے پاس جاتے ہیں خود خانہ کعبہ کسی کے پاس نہیں جاتا۔پس (میرے وصال کے بعد) اگر یہ لوگ تمھارے پاس آئیں اور خلافت تمھارے حوالہ کریں تو قبول کرنا اور اگر نہ آئیں تو تم ان کے پاس نہ جانا جب تک وہ خود تمھارے پاس نہ آئیں''

(اسد الغابہ جلد ۴ ص ۳۱)

(۸۰)

(حبیبِ رسولؐ)

قالت عائشة رضی اللّٰه عنها ان رسول اللّٰه صلے اللّٰه علیه وسلم لماحضرته الوفاة قال ''ادعوا لی حبیبی فدعوا له ابابکر فنظر الیه ثم وضع رأسه ثم قال ادعوا لی حبیبی فدعوا له عمر فلما نظر الیه وضع رأسه ثم قال ادعوا لی حبیبی فدعوا له علیاً فلماراه ادخله معه فی الثوب الذی کان علیه فلم یزل یحتضنه حتی قبض ویده علیه''

(اخرجه الرازی)

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب آنحضرت صلعم کا وقتِ آخر آیا تو آپ نے فرمایا ''میرے حبیب کو بلاؤ'' لوگوں نے حضرت ابوبکر کو بلایا آپ نے دیکھا اور سرنیچے (تکیہ پر) رکھ لیا۔پھر آپ نے فرمایا ''میرے حبیب کو بلاؤ۔لوگ حضرت عمر کو بلا لائے۔آپ نے ان کو دیکھا اور سرنیچے (تکیہ پر) رکھ لیا۔(تیسری مرتبہ) پھر آپ نے فرمایا ''میرے حبیب کو بلاؤ'' اب لوگ حضرت علیؑ کو بلا لائے۔جب آپ نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو انہیں اپنی چادر میں جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے لے لیا اور برابر اسی طرح لئے رہے۔یہاں تک کہ حضرت کی روح مبارک جسم اقدس سے پرواز کرگئی تو آپ کا ہاتھ حضرت علیؑ کے اوپر تھا'' (اس حدیث کو امام رازی نے نقل کیا ہے)

(ریاض نضرہ ۱۸۰)

(گویا آنحضرت کا لوگوں کی طرف اشارہ تھا کہ میں خدا کی بارگاہ میں جا رہا ہوں اور اپنی جگہ تم لوگوں میں حضرت علیؑ کو چھوڑ کر جاتا ہوں یہی میرے خلیفہ اور جانشین ہیں'' مئولف)

باب سوم

(احادیث واقوال)

حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت وصی رسولؐ عالم (خود حضرت علیؑ) علیہ السلام کی نگاہ میں

عن عامر بن واثلة قال سمعت عليًا قام فقال "سلونی قبل ان تفقدونی ولن تسئلو ابعدی مثلی"

عامر بن واثلہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو (ایک خطبہ میں) کھڑے ہو کر کہتے ہوئے سنا (آپ نے فرمایا) اے لوگو! قبل اس کے کہ تم مجھے کھو بیٹھو، جو پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لو (کیونکہ) میرے اُٹھ جانے کے بعد میرے ایسا کوئی نہ ملے گا جس سے تم سوال کر سکو"

(مستدرک جلد دوم ۳۵۲)

(۸۱)

(رسول کریمؐ نے میری پرورش کس طرح کی)

انا وضعت فی الصغر بکلا کل العرب و کسرت نواجم قرون ربیعة و مضر وقد علمتم موضعی من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم بالقرابة القریبة و المنزلة الخصیصة وضعنی فی حجره و انا ولید یضمنی الی صدره ویکنفنی فی فراشه ویمسنی جسده ویشمنی عرفه و کان یمضغ الشئی ثم یلقمنیه و ما وجدلی کذبة فی قول ولا خطلة فی فعل و قد قرن اللّٰه به صلی اللّٰه علیه و اله من لدن ان کان فطیما اعظم ملک من ملائکته یسلک طریق المکارم و محاسن اخلاق العالم لیله ونهاره ولقد کنت اتبعه اتباع الفضیل اثر امه یرفع لی فی کل یوم من اخلاقه علما و یا مرنی بالاقتداء به "

میں نے کمسنی ہی کے زمانہ میں بڑے بڑے بہادران عرب کے سینے زمین پر ٹکوا دیے اور شجاعان قبیلہ ربیعہ ومضر کے سر توڑ ڈالے (ان کو شکست فاش دی) اور بے شک تم میری اس قدر و منزلت اور قرابت قریبہ سے واقف ہو جو مجھے رسول اللہ صلعم سے مخصوص طور سے حاصل تھی۔ جب میں بچہ تھا تو آنحضرتؐ نے میری پرورش اپنی گود میں کی۔ آپ مجھے اپنے سینے سے لپٹاتے تھے اور اپنے بستر مبارک پر اپنے پہلو میں مجھے لٹاتے تھے اور اپنے پاک جسم کو مجھ سے مس کرتے تھے اور اپنی بوئے خوش مجھے سونگھاتے تھے۔ اور آپ کوئی چیز (غذا) چباتے تھے اور میرے منہ میں ڈالتے تھے۔ آپ نے میرے قول میں کبھی جھوٹ اور میرے فعل میں کبھی غلطی نہیں پائی اور جس وقت سے آنحضرت کا .... بڑھایا گیا خداوند عالم نے اپنے فرشتوں میں سے ایک بزرگ ترین فرشتہ (روح الامین) کو آپ کا ہم نشین قرار دیا جو ہر رات و دن آپ کے ساتھ دنیا کے اخلاق کریمہ کے راستہ پر چلتا اور میں آپ کے پیچھے پیچھے اس طرح چلتا جیسے

اونٹ کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ آپ ہر روز اپنے اخلاق کی کوئی چیز مجھ پر ظاہر فرماتے تھے اور اس کی پیروی کا مجھے حکم دیتے تھے"

(نهج البلاغة خطبه ۲۳۴)

(۸۲)

(میں ہی قسیم الجنتہ والنار ہوں)

اخرج الدار قطنی ان علیًا قال للستة الذین جعل عمر الامر شوریٰ بینهم کلاما طویلا منا جملته "انشد کم باللّٰه هل فیکم احد قال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم "یا علی انت قسیم الجنة والنار یوم القیامة غیری " قالوا "اللّٰهم لا" (ومعناه ماروٰاه عنتره عن علی الرضا انه صلی اللّٰه علیه و سلم قال له انت قسیم الجنة و النار فیوم القیامة تقول النار هذا لی و هذالک)

دار قطنی کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے ان چھ اشخاص سے جن کو حضرت عمر نے شوریٰ کمیٹی کا ممبر قرار دیا تھا (اور خلافت کو انہیں ممبران کمیٹی کے فیصلہ پر چھوڑا تھا) ایک طویل گفتگو فرمائی۔ اس گفتگو کا ایک جزو یہ ہے "اے لوگو! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں بتاؤ! میرے علاوہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہو کہ "اے علیؑ قیامت کے دن تم ہی جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ہو؟" سب نے مل کر کہا "خدا کی قسم نہیں" (اس حدیث کے معنی اُس حدیث کے مطابق ہیں جس کو عنترہ نے امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا "اے علیؑ تم جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ہو، اور قیامت کے دن جہنم سے کہو گے یہ میرا ہے (یعنی جنت میں جائے گا) اور یہ تیرا ہے (یعنی جہنم میں رہے گا)"

(صواعق محرقه ۱۲۴)

(۸۳)

(میں ہی رسول کریم کا وارث ہوں)

کان علیؑ یقول فی حیاۃ رسول اللّٰہ (ص) ان اللّٰہ یقول افان مات او قتل انقلبتم علٰی اعقابکم واللّٰہ لاتنقلب علٰی اعقابنا بعد اذ ھدانا اللّٰہ واللّٰہ لئن مات او قتل لاقاتلن علٰی ماقاتل علیہ حتی اموت۔ واللّٰہ انی لاخوہ و ولیہ وابن عمہ و وارث علمہ فمن احق بہ منی"

حضرت علیؑ آنحضرت صلعم کی زندگی ہی میں فرمایا کرتے تھے" خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ کیا اگر رسول کا وصال ہو جائے یا وہ شہید کر دیے جائیں تو تم اے مسلمانو! اپنے پچھلے پیروں پلٹ جاؤ گے؟ خدا کی قسم جب خدا ہماری ہدایت کر چکا تو اب ہم پچھلے پاؤں ہرگز نہ پلٹیں گے خدا کی قسم اگر (پیغمبرؐ) انتقال فرما گئے۔ یا شہید کر دیے گئے تو میں بھی انہیں باتوں پر دشمنوں سے جنگ کروں گا جن باتوں پر پیغمبرؐ نے جنگ کی۔ یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔ خدا کی قسم میں آنحضرت کا بھائی ہوں۔ آپ کا ولی ہوں۔ آپ کے چچا کا بیٹا ہوں اور آپ کے علوم کا وارث ہوں۔ لہذا مجھ سے بڑھ کر رسول کا کون حق دار ہو گا"

(مستدرک جلد سوم ۱۲۶)

عن علیؑ قال "کانت لی من رسول اللّٰہ منزلۃ لم تکن لاحد من الخلق"

حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ "پیغمبر سے مجھے وہ قربت و منزلت حاصل تھی جو تمام مخلوق میں کسی کو بھی حاصل نہ ہوئی"

(منتخب کنز العمال جلد ۲ ص ۲۱۸)

(۸۴)

(میں نے جمل، صفین، اور نہروان کی لڑائیاں رسول کریم کے حکم سے لڑیں)

روی ابن عساکر عن علیؑ قال امرنی رسول اللّٰہ (ص) نقتال الناکثین والمارقین والقاسطین (والمراد بالنا کثین طلحة والزبیرو اصحاب الجمل و بالمار قین الخوارج و بالقاسطین معویه)

ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا "مجھے رسول صلعم نے ناکثین، مارقین اور قاسطین سے جہاد کرنے کا حکم دیا تھا۔ (ناکثین سے مراد طلحہ و زبیر اور جنگ جمل والے، مارقین سے مراد خوارج، اور قاسطین سے مراد جنگ صفین میں لڑنے والے امیر معاویہ ہیں)

(مستدرک جلد ۳ ص ۱۳۹)

عن الشعبی عن علیؑ انه قال الحمد اللّٰہ الذی جعل عدونا لیسئا لنا عما نزل به من امردیة ان معاویة کتب الی یسئا لنی عن الخنثیٰ فکتبت الیه ان ورثه من قبل مباله"

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا" خدا کا شکر ہے کہ (اس نے ہم کو اتنا بلند مرتبہ عطا فرمایا کہ) ہمارے دشمن بھی دینی امور میں ہم سے سوال کرتے ہیں۔ معاویہ نے ہمارے پاس لکھ کر سوال کیا کہ خنثیٰ کو کس طرح میراث دی جائے گی۔ میں نے (جواب) لکھا کہ وہ خنثیٰ کو اس کے پیشاب کرنے کے مقام کے اعتبار سے میراث دے"

(منتخب کنز العمال ۲۳۵)

(۸۵)

(میں ہی صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہوں)

ابن ماجه و احمد فی مسنده وابو نعیم والثعلبی والحموینی اخرجوا جمیعا عن عباد بن عبد اللّٰه قال قال علیؑ " انا عبداللّٰه و اخو رسول اللّٰه وانا الصدیق الا کبر لا یقولها بعدی الا کذاب و لقد صلیت قبل الناس بسبع سنین"

ابن ماجہ، احمد، ابو نعیم، ثعلبی، حموینی نے عباد بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ فرمایا کرتے تھے۔ میں بندۂ خدا ہوں اور رسولِ خدا کا بھائی ہوں، اور میں صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد جو (اپنے کو یا میرے علاوہ کسی دوسرے کو) صدیق اکبر کہے گا وہ پکا جھوٹا ہے۔ اور بے شک میں نے (رسولؐ اللہ کے ساتھ) تمام لوگوں سے پہلے سات برس تک نماز پڑھی" (ینابیع المودة ٦٠)

عن ابیذر قال سمعت رسول اللّٰه (ص) یقول لعلیؑ انت اول من امن و انت اول من یصافحنی یوم القیامة وانت الصدیق الا کبر وانت الفاروق الّذی یفرق بین الحق و الباطل وانت یعسوب المسلمین و المال یعسوب الکفار"

حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو حضرت علیؑ سے کہتے ہوئے سنا "(اے علیؑ) تم سب سے پہلے میرے اوپر ایمان لائے اور تم سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کرو گے (اے علیؑ) تم ہی صدیق اکبر ہو اور تم ہی وہ فاروق ہو جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرتا ہے۔ تم مسلمانوں کے سردار ہو اور مال کافروں کا سردار ہے۔"

(ینابیع المودة ٦٢)

(۸۶)

(ہم کون ہیں)

بنا اهتديتم فى الظلماء و تسنّمتم العليا وبنا انفجر تم عن السرّار و قر سمع لم يفقه الواعية و كيف يراعى النباء ة من اصمته الصيحة ربط جنان لم يفار قه الخفقان،مازلت انتظر بكم عواقب الغدر واتو سمكم بحلية المغترين،سترنى عنكم جلباب الدين وبصرنيكم صدق النية،اقمت لكم على سنن الحق فى جواد المضلة حيث تلتقون ولا دليل وتحتفر ون ولا تميهون"

"(اے لوگو!) ہمارے ہی ذریعہ سے تم نے تاریکیوں میں ہدایت پائی اور بلندیوں کے ناقہ پر سوار ہوئے اور ہمارے ہی سبب تم سب نے رات کے اندھیرے میں صبح کا اجالا پایا۔وہ کان بہرے ہو جائیں جو (میری) سننے والی بات کو نہ سنیں۔وہ کان ہلکی آواز کیا سن سکتا ہے جو چیخ سے بہرہ ہو چکا ہو (جو نبی کی تیز آواز کو نہ سنتا تھا وہ میری ہلکی آواز کیا سن سکتا ہے) وہ دل مضبوط رہیں جن میں خدا کا خوف ہے۔میں ہمیشہ تم لوگوں کی طرف سے بے وفائی کے انجام کا منتظر رہا اور تم کو دھوکہ دینے والوں کے لباس میں دیکھتا رہا (لیکن) میرے لباسِ دین نے مجھے تم سے پنہاں رکھا اور میری نیت کی صداقت نے تمہارا حال مجھ پر ظاہر کر دیا۔میں بھٹکنے والے راستوں میں تمہارے لئے حق کے راستہ پر کھڑا ہو گیا (تاکہ تم کو حق کا راستہ دکھاؤں اور گمراہی کے راستہ سے بچاؤں وہ ایسا وقت تھا کہ) تم رہبر ڈھونڈھتے تھے مگر کوئی رہنما نہ تھا اور تم کنوئیں کھودتے تھے مگر پانی نہیں نکلتا تھا (میں نے ہی تم سب کو گمراہی اور ہلاکت سے نجات دی ورنہ تم سب گمراہ ہو کر عذابِ خدا کے مستحق ہو جاتے)"

(نهج البلاغه خطبه ۴)

(۸۷)

(مجھے میرے حق سے ہمیشہ محروم کیا گیا)

"و اللّٰہ لااکون کالضبع تنام علی طول اللدم حتی یصل الیها طالبها و یختلها راصدها و لکنی اضرب بالمقبل الی الحق المد بر عنه و لسامع المطیع العاصی المریب ابداحتی یاتی علّی یومی فو اللّٰہ ما زلت مدفوعًا عن حقی مستاثرا علّی منذ قبض اللّٰہ نبیّه (صلی اللّٰہ علیه و اله) حتی یوم الناس هذا"

''خدا کی قسم میں اس بجو کی طرح نہیں رہ سکتا جو دیر تک تھپکی دینے سے سو جائے یہاں تک کہ شکاری اس کے پاس پہونچے اور اسے دھوکہ دے کر پکڑ لے بلکہ میں حق والوں کو ساتھ لے کر ان لوگوں سے جنگ کروں گا جو حق کی طرف سے منحرف ہو گئے ہیں اور جو لوگ حق کی باتیں سنتے ہیں اور اس کی پیروی کرتے ہیں ان کو ساتھ لے کر ان لوگوں سے ہمیشہ لڑتا رہوں گا۔ جو نافرمان ہیں اور حق کی باتوں میں شک کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ میری زندگی ختم ہو جائے۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلعم کے وصال کے بعد سے میں برابر اپنے حق سے محروم کیا جا رہا ہوں یہاں تک کہ آج (جنگ جمل) کا دن آ گیا اور لوگ آج مجھ سے لڑنے آئے ہیں۔''

(نهج البلاغه خطبه ٦)

(حضرت علی علیہ السلام نے تمام ادوار خلافت کی تصویر کشی مختصر الفاظ میں کر دی اور ظاہر کر دیا کہ ہر دور میں آپ اپنے حق خلافت سے محروم کیے جاتے رہے۔ مؤلف)

(۸۸)

(میرے دینی خدمات اور مسئلہ خلافت میں خاموشی)

"فقمت بالا مر حین فشلوا و تطلعت حین تقبعوا و نطقت حین تعتعوا و مضیت بنور اللّٰہ حین و قفوا و کنت اخفضهم صوتا واعلاهم

فوقا فطرت بعنانها و استبدت برهانها کالجبل لاتحرکه القواصف و لا تزیله العواصف لم یکن لاحدفی مهمز و لا لقائل فی مغمز. الذلیل عندی عزیز حتی اخذالحق له والقوی عندی ضعیف حتی اخذ الحق منه رضینا عن اللّٰه قضاءه و سلمنا للّٰه امره اترانی اکذب علیٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه واله؟ واللّٰه لا ناأول من صدقه فلا اکون اول من کذب علیه. فنظرت فی امری فاذا طاعتی قد سبقت بیعتی واذالمیثاق فی عنقی لغیری"

"میں (دین اسلام کی مدد کے لئے کھڑا ہوا جب کہ مسلمان کمزور نظر آئے میں نے اپنے کو ظاہر کیا جب کہ وہ عاجز نظر آئے۔ میں (حق کی باتیں) بولتا رہا جبکہ وہ پریشان وحیران تھے، میں نورحق کی (روشنی) سے گذرا جبکہ وہ، (گمراہی کی تاریکی ہی میں) کھڑے تھے۔ میں ان میں (حلم کے اعتبار سے) سب سے زیادہ نرم آواز اور (علم وشجاعت کے اعتبار سے) سب سے زیادہ بلند تھا۔ پس میں عنان فضائل کو لے کر اڑا اور فضائل کی دوڑ میں سب سے آگے بڑھ گیا۔ میں اس پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہا جسے تیز وتند ہوا حرکت نہ دے سکے۔ اور آندھیاں اسے اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکیں نہ میرے عیب ونقص پر کسی کے لئے گنجائش تھی اور نہ ہی کسی عیب تلاش کرنے والے کے لئے عیوب نکالنے کا موقع تھا، ذلیل (مظلوم) میرے نزدیک بزرگ ہے۔ یہاں تک کہ اس کا حق (ظالم سے) واپس لے لوں، اور قوی میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ (کمزور کا) حق اس سے چھین لوں، قضاء الٰہی سے خوش ہوں اور اس کے حکم کے سامنے سر جھکاتا ہوں۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہ صلعم پر جھوٹ بولوں گا حالانکہ خدا کی قسم میں ہی وہ ہوں جس نے سب سے پہلے ان کی تصدیق کی تھی تو پھر میں پہلا وہ شخص نہیں ہوسکتا جو ان کی تکذیب کرے۔ میں نے اپنے معاملہ کو دیکھا (تو یہی پایا) کہ مجھ پر حکم رسول کی اطاعت اپنی بیعت سے پہلے ضروری ہو چکی تھی اور میری گردن میں دوسرے کے ساتھ امن وامان سے رہنے کا عہد پڑا ہوا ہے" (نہج البلاغہ خطبہ ۳۷)

(۸۹)

(کہیں میری مخالفت تم لوگوں کو ہلاک نہ کردے)

"ایھا الناس لا یجر منکم شقاقی ولا یستھو ینکم عصیانی ولا تترامو ا بالابصار عند ما تسمعو نه منی فو الّذی فلق الحبّة و برأ النسمة ان الذی انبئکم به عن النبی الامی (ص) ماکذب المبلغ ولا جھل السامع.

"اے لوگو! کہیں میری دشمنی اور مخالفت تمہیں گنہگار (ہلاک) نہ کردے اور میری نافرمانی تمہیں حیران و پریشان نہ کردے۔ اور جب (علم وحکمت اور غیب) کی کوئی بات مجھ سے سنو تو ایک دوسرے کی طرف اشارہ نہ کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو چاک کیا اور انسان کو پیدا کیا۔ میں تمہیں جو کچھ بھی خبر دیتا ہوں (وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ) پیغمبر کی طرف سے ہوتی ہے (یاد رکھو) نہ مبلّغ (آنحضرت صلعم) جھوٹے تھے نہ سننے والا (خود حضرت علیؑ) نادان ہے" (اس لئے جو کچھ میں کہوں اس کا یقین کرو کیونکہ میرا ہر قول و فعل آنحضرتؐ کے قول و فعل کے مطابق ہے) (نہج البلاغہ خطبہ ۹۹)

"الا ان مثل ال محمد (ص) کمثل نجوم السّماء اذا خویٰ نجم طلع نجم فکا نکم قد تکاملت من اللّٰه فیکم الصنائع و ارا کم ماکنتم تاملون"

"اے لوگو! یقین کرو کہ آلِ محمدؐ کی مثال آسمان کے ستاروں جیسی ہے، جب ایک ستارہ ڈوبتا ہے تو دوسرا ابھر آتا ہے (اسی طرح آلِ محمدؐ میں سے جب ایک جاتا ہے تو دوسرا اس کا قائم مقام ہو کر ظاہر ہو جاتا ہے) پس اس طرح خدا کی نعمت تم لوگوں پر کامل ہو چکی اور جس چیز کی تم آرزو کر رہے تھے وہ میں نے تمہیں دکھادی" (نہج البلاغہ خطبہ ۹۸)

(۹۰)

(ہم اہلبیت حاملِ علومِ الٰہی ہیں)

"نحن شجرة النبّوة و محط الرّسالة و مختلف الملئکة و معادن العلم و ینابیع الحکم، ناصر ناو محبنا ینتظرا لرحمة و عدونا و مبغضنا ینتظر السطوة"

''ہم (اہلبیت ہی) درخت نبوت (سے) ہیں۔ ہم ہی میں رسالت نے جگہ پائی اور ہمارے ہی گھر میں فرشتوں کی آمدورفت رہی۔ ہم ہی عقل کی کانیں اور حکمت کے سرچشمے ہیں۔ ہمارے مددگار اور دوست رحمتِ الٰہی کے منتظر ہیں اور ہمارے دشمن اور ہم سے بغض رکھنے والے اللہ کے غضب کے منتظر رہیں''

(نہج البلاغہ خطبہ ۱۰۸)

" تاللّٰہ لقد علمت تبلیغ الرسالات و اتمام العدات و تمام الکلمات و عند نااھل البیت ابو اب الحکم وضیأ الامر، الا وان شرائع الدین واحدة و سبله قاصدة من اخذبھا لحق و غنم و من وقف عنھاضل و ندم "

''خدا کی قسم میں احکام رسالت کی تبلیغ سے اور خدائی وعدوں کو پورا کرنے سے اور کلمات (علم وحکمت) سے (خوب اچھی طرح) واقف ہوں۔ ہم اہلبیت کے پاس حکمت کے دروازے اور خدائی امر کی روشنی موجود ہے۔ آگاہ ہو جاؤ دین کی شریعتیں ایک ہیں اور اس کے راستے سیدھے ہیں جو اسے پالے گا وہ حق سے جا ملے گا اور فائدہ میں رہے گا اور جو اسے نہ پاسکا وہ گمراہ ہوا اور شرمندہ ہوا''

(اس کلام سے اشارہ ہے کہ حق حضرت علیؑ ہی کی طرف ہے، اسلئے ان کی اتباع کرو تا کہ حق سے جاملو ورنہ انجام کار گمراہی اور پشیمانی ہے۔ مولف) (نہج الباغہ خطبہ ۱۱۸)

(۹۱)

(مجھ میں اور تم لوگوں میں فرق)

"لم تکن بیعتکم ایای فلتة ولیس امری و امرکم واحدا،انی ارید کم للہ و انتم تریدو ننی لانفسکم،ایھا الناس اعینونی علی انفسکم و ایم اللہ لانصفن المظلوم من ظالمه و لا قودن الظالم بخزامته حتی اور ده منهل الحق وان کان کار ھا."

"(اے لوگو!) تم نے میری بیعت بے سوچے سمجھے نہیں کی تھی (بلکہ) تم لوگوں ہی نے مجھے خلافت قبول کرنے پر مجبور کیا تھا اور خوب سمجھ کر میری بیعت کی تھی۔اس لئے اب تم میری بیعت توڑ نہیں سکتے تمہارا اور میرا معاملہ ایک سا نہیں۔کیونکہ میں تمہیں خدا کے لئے چاہتا ہوں اور تم مجھ سے اپنے ذاتی فائدہ کی چیزیں چاہتے ہو (یعنی میں چاہتا ہوں کہ تم دین خدا پر قائم رہو اور اپنے حدود میں رہ کر اپنے استحقاق کے مطابق مجھ سے حصہ لو اور تم مجھ سے اپنے لئے دنیا،امارت اور ریاست و دولت چاہتے ہو) اے لوگو!اپنے نفسوں (خواہشات) پر میری مدد کرو (اپنے نفس کی پیروری نہ کرو بلکہ میری پیروی کرو) اور خدا کی قسم میں مظلوم اور ظالم کے درمیان ضرور فیصلہ کرتا رہوں گا۔اور ظالم کو اس کی نکیل پکڑ کر کھینچوں گا یہاں تک کہ میں اس کو حق کے گھاٹ پر لاؤں۔اگر چہ یہ بات اسے ناگوار کیوں نہ گذرے"

(نہج البلاغة خطبہ ۱۳۴)

(۹۲)

(میری باتیں غور سے سنو)

"لم یسرع احد قبلی الی دعوة حق و صلة رحم وعائدة کرم فاسمعوا قولی و دعوا منطقی عسی ان تروا ھذا لامر من بعد ھذ الیوم تنتضی فیه السیوف و تخان فیه العهود حتی یکون بعضکم ائمة الاھل

الضلالة و شیعة لاھل الجھالة"

"(اے لوگو! یادرکھو) مجھ سے پہلے نہ تو کسی نے دعوتِ حق پر لبیک کہنے میں جلدی کی، نہ صلہ رحم میں پیش قدمی کی اور نہ ہی بخشش وکرم میں آگے بڑھا۔ پس میری باتیں سنو اور میرے قول کو اچھی طرح یادرکھو بہت ممکن ہے کہ آج کے بعد تم لوگ اس امر خلافت کو اس طرح دیکھو کہ اس کے لئے تلواریں کھینچ لی جائیں۔ اور جو عہد و پیمان ہو چکے ہیں وہ اس (خلافت) کو حاصل کرنے کے لئے توڑ دیے جائیں یہاں تک کہ تم میں سے کچھ لوگ تو گمراہوں کے امام بن جائیں اور کچھ لوگ جاہلوں کے فرمانبردار بن جائیں" (نھج البلاغة خطبه ۱۳۷)

(حقیقت یہ ہے کہ امر خلافت میں جو کچھ ہونے والا تھا حضرت علی علیہ السلام نے پہلے ہی سے سب کچھ بتادیا تھا۔ اگر آپ کو مسلمان شروع ہی سے خلیفہ مان لئے ہوتے تو اختلافات ہی رونما نہ ہوتے۔ مولف)

(۹۳)

(رسولِ کریمؐ نے مجھے سب کچھ بتادیا تھا)

" واللّٰه لوشئت ان اخبر کل رجل منکم بمخرجه و مولجه و جمیع شان لفعلت ولکن اخاف ان تکفر وافی برسول اللّٰه صلی اللّٰه واله الا وانی مفضیه الی الخاصة ممن یومن ذلک منه والذی بعثه بالحق واصطفاه علیٰ الحق مانطق الا صادقا ولقد عهد الی بذلک کله و بمهلک من یهلک و منجی من ینجو و مال هذاالامر وما ابقی شئیا یمرّعلی راسی الا افرغه فی اذنی وافضی به الیّ.

ایهاالناس انی و اللّٰه ما احثکم علی طاعة الاواسبقکم الیها ولاانهاکم عن معصیة الا واتناهی قبلکم عنها "

"خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو تم میں سے ہر ایک کو اس کی ابتدا اور انتہا کی خبر دے دوں

اوراس کے تمام حالات بیان کردوں مگر ڈرتا ہوں کہ کہیں میرے بارے میں تم رسول اللہ صلعم سے نہ انکار کرنے لگو۔ (لیکن) میں اپنے خاص لوگوں کو جن پر مجھے اطمینان ہے ضرور ان خبروں سے باخبر کروں گا اور اس خدا کی قسم جس نے انحضرت صلعم کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان کو تمام مخلوق میں سب سے بلند منتخب کیا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے اور رسولؐ خدا ہی نے مجھے ہلاک ہونے والے کی جائے ہلاکت (جہنم) اور نجات پانے والے کی جائے پناہ (جنت) کے متعلق خبر دی تھی اور اس امر (خلافت) کے انجام کے بارے میں اور جتنے واقعات مجھ پر گذرنے والے ہیں ان سب سے (رسولؐ نے) مجھے باخبر کر دیا تھا۔

اے لوگو! میں کسی اطاعت کی طرف تمہیں متوجہ نہ کروں گا جب تک کہ تم سے پہلے میں خود اس پر عمل نہ کرلوں اور کسی گناہ کے ارتکاب سے تمہیں نہ روکوں گا جب تک کہ خود اس سے باز نہ رہوں" (نہج البلاغۃ خطبہ ۱۷۴)

(۹۴)

(میں حق پر ہوں اور میرے دشمن باطل پر)

"لقد علمتم المستحفظون من اصحاب محمد صلی اللّٰہ علیه واله انی لم ارد علی اللّٰہ ولا علی رسوله ساعة قط ولقد و اسیته نفسی فی المواطن التی تنکص فیها الابطال وتتاخر فیها الاقدام نجدة اکرمنی اللّٰہ بهار لقد قبض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه واله .وان راسه لعلی صدری ولقد سالت نفسه فی کفی فامررتها علی وجهی ولقد ولیت غسله صلی اللّٰہ علیه واله. والملئکة اعوانی نضجت الدار والا فنیة ملاء یهبط وملا یعرج ومافارقت سمعی هینمة منهم یصلون علیه حتی دار یناه فی ضریحه. فمن ذااحق منی حیا ومیتا؟ فانفذ واعلی بصائر کم ولتصدق نیاتکم فی جهاذ عدو کم. فو اللّٰہ لا اله الاهو انی لعلی جادة الحق وانهم

لعلی مزلة الباطل اقول ماتسمعون واستغفر واللّٰہ لی ولکم“

”یقیناً اصحاب محمد صلعم نے جو (قرآن واحادیث کے) حافظ ہیں جان لیا تھا کہ میں ہرگز (کبھی بھی) خدااوراس کے رسولؐ کے حکم سے دور نہیں ہوااور پیغمبرؐ کے لئے اپنی جان کی ایسی نازک جگہوں پر بھی پرواہ نہ کی جہاں سے بڑے بڑے بہادر بھاگ کھڑے ہوئے اور بڑے بڑے پہلوان پیچھے ہٹ آئے (میں رسولؐ کی مدد کرتا رہا) اس بہادری اور شجاعت کے ساتھ۔ جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے اور رسولؐ کی روح اس حالت میں قبض ہوئی کہ آپ کا سر مبارک میرے سینہ پر تھا اور میرے ہی ہاتھوں پر آپ کی جان آپ کے جسم مبارک سے جدا ہوئی۔ پس میں نے اپنے ہاتھ اپنے چہرہ پر ملے۔ اور میں نے ہی رسول اللہ صلعم کو غسل دیا اور فرشتوں نے میری مدد کی۔ پیغمبرؐ کے گھر اور صحن خانہ سے گریہ وبکا کی آواز بلند ہوئی (میں نے دیکھا) فرشتوں کا ایک گروہ آتا تھا اور ایک گروہ جاتا تھا اور ان کی نماز جنازہ کا ہمہمہ میرے کانوں سے جدا نہیں ہوا یہاں تک کہ آپ کو آرامگاہ (قبر) میں رکھدیا گیا۔ تو پھر آنحضرت کی زندگی میں اور موت کے بعد مجھ سے زیادہ ان کا حق دار کون ہے۔ اس لئے تم لوگ صفائی قلب اور صدق نیت سے میرے ساتھ رہ کر اپنے دشمنوں سے جہاد کرتے رہو۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں میں ہی حق پر ہوں اور میرے دشمن باطل پر ہیں۔ میں وہ کہہ رہا ہوں جسے تم سن رہے ہو۔ میں خدا سے اپنے لئے اور تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں“ (نہج البلاغة خطبه ۱۸۸)

(۹۵)

(رموزِ قرآنی مجھ سے پوچھو)

اخرج ابن سعد عنه قال ”واللّٰہ مانزلت اٰية الا وقد علمت فيم نزلت واين نزلت وعلى من نزلت ان ربی وهب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا“

ابن سعد نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا ”خدا کی قسم کوئی بھی آیت ایسی نہیں

جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی، کہاں نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی بے شک میرے خدا نے مجھے سمجھنے والا دل اور بولنے والی زبان (فصاحت) عطا فرمائی ہے۔"

(صواعق محرقه ۱۲۵)

اخرج ابن سعد و غیره عن ابی الطفیل قال قال علیؑ "سلونی من کتاب اللّٰه فانه لیس من اية الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنهار ام فی سهل ام جبل"

ابن سعد وغیرہ نے ابوطفیل سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا "اے لوگو! کتابِ خدا کے متعلق جو چاہے مجھ سے پوچھ لو کیونکہ کوئی بھی ایسی آیت نہیں جس کے متعلق میں نہ جانتا ہوں خواہ وہ رات میں نازل ہوئی ہو یا دن میں یا نرم زمین پر یا پہاڑ پر"

(صواعق محرقه ۱۲۶)

" ایها الناس سلونی قبل ان تفقدونی فلانا بطرق السّمآ اعلم بطرق الارض قبل ان تقشعر برجلها فتنة تطاء فی خطامها و تذهب باحلام قومها "

"اے لوگو قبل اس کے کہ تم مجھے کھو بیٹھو۔ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو کیونکہ میں زمین کے راستوں سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں (مجھ سے پوچھو) اس سے پہلے کہ انقلابات اور فتنے اپنے قدم اٹھائیں اور (بے نکیل اونٹ کی طرح) جدھر چاہیں چلے جائیں اور قوم کی عقلوں کو بھی لے جائیں"

(نهج البلاغة خطبه ۲۳۱)

باب چہارم

(روایات)

''حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت اصحاب وازواج رسولؐ عالم کی نگاہ میں''

قال الامام احمد بن حنبل و القاضی اسماعیل بن اسحق و ابو علی النیسا بوری والنسائی " لم تروی فضائل احد من الصحابة بالاسانید الحسان ما روی فی فضل علیؑ بن ابی طالب "

امام احمد بن حنبل، قاضی اسماعیل بن اسحاق، ابوعلی نیشاپوری اور نسائی کا فیصلہ ہے کہ ''صحابہ میں کسی کے متعلق نہایت معتبر اسناد سے اتنے فضائل مروی نہیں جتنے حضرت علی علیہ السلام کی شان میں مروی ہیں'' (نور الابصار ۸۱)

(۹۶)

''حضرت علیؑ حضرت ابوبکر کی نگاہ میں''

(پل صراط سے گذرنے کا پروانہ حضرت علیؑ سے حاصل کرو)

روی ابن السماک ان ابابکر قال رضی اللّٰہ عنہ سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ''لایجوز احدالصراط الامن کتب لہٗ علیؑ الجواز''

ابن سماک روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلعم سے سنا۔ آنحضرتؐ فرمارہے تھے ''کہ کوئی شخص پل صراط سے نہیں گذر سکے گا جب تک کہ اس کے پاس حضرت علیؑ کا لکھا ہوا (پل صراط سے گذرنے کا) اجازت نامہ نہ ہوگا''

(صواعق محرقہ ۱۲۴)

عن قیس بن خازم قال التقی ابوبکر و علی بن ابی طالب فتبسم ابوبکر فی وجہ علیؑ فقال لہ ما لک تبسّمت؟ قال سمعت رسول اللّٰہ (ص) یقول ''لا یجوز احد علی الصراط الا من کتب لہ علیؑ ن الجواز''

(اسی روایت سے ملتی جلتی حسب ذیل روایت بھی ہے)

قیس ابن ابی خازم کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت ابوبکر کی حضرت علیؑ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت ابوبکر حضرت علیؑ کے چہرہ کو دیکھ کر مسکرائے۔ حضرت علیؑ نے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں مسکرائے؟ حضرت ابوبکر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''کوئی شخص (قیامت میں) پل صراط سے نہ گذر سکے گا جب تک کہ اس کے پاس حضرت علیؑ کا لکھا ہوا (گذرنے کا) اجازت نامہ نہ ہوگا''

(ذخائر عقبیٰ ۷۱)

(۹۷)

(حضرت علیؑ کی زیارت کرنا عبادت ہے)

کان ابوبکر یکثر النظر الیٰ وجه علیؑ فسألته عائشة فقال سمعت رسول اللّٰه (ص) یقول "النظر الیٰ وجه علیؑ عبادة"

حضرت ابوبکر اکثر حضرت علیؑ کے چہرہ کو دیکھا کرتے تھے تو حضرت عائشہ نے ان سے پوچھا (کہ آپ اکثر حضرت علیؑ کے چہرہ کو کیوں دیکھا کرتے ہیں) حضرت ابوبکر نے جواب دیا "میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت علیؑ کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے"

(صواعق محرقه ۱۷۵)

قال ابوبکر "علیؑ عترة رسول اللّٰه (ص) ای الذین حث علی التمسک بهم"

حضرت ابوبکر کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؑ رسول اللہ صلعم کی عترت ہیں یعنی ان لوگوں میں ہیں جن کے ساتھ وابستہ رہنے کا اور جن کی پیروی کرنے کا رسول اللہ صلعم نے حکم دیا ہے"

(صواعق محرقه ۱۴۹)

(۹۸)

(حضرت علی ہر حیثیت سے رسول کریمؐ سے قریب ترین تھے)

اخرج الدار قطنی عن الشعبی قال بینما ابوبکر جالس اذطلع علیؑ فلماراه قال "من سره ان ینظر الیٰ اعظم الناس منزلة و اقربهم قرابة وافضلهم حالت واعظم حقاعند رسول اللّٰه (ص) فلینظر الی هذالطالع"

دار قطنی نے شعبی سے نقل کیا ہے۔ شعبی کہتے ہیں کہ ہم سب حضرت ابوبکر کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت علیؑ تشریف لاتے ہوئے دیکھائی دیئے۔ حضرت ابوبکر نے حضرت علیؑ کو دیکھ کر کہا "جو شخص ایسے انسان کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے جو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ

رسولؐ اللہ کے نزدیک منزلت میں بلند، قرابت میں قریب، (علمی اور عملی) حالت میں افضل اور حقوق (میراث وخلافت) کے اعتبار سے بڑھ کر تھا۔ اس کو چاہیئے کہ اس آنے والے (حضرت علیؑ) کو دیکھے"۔ (صواعق محرقہ ۱۷۵)

(۹۹)

(حضرت علیؑ کی ولایت کا زبردست ثبوت)

قال ابوبکر و عمر لعلیؑ بن ابی طالب یوم غدیر خم " امسیت یا بن ابی طالب مولیٰ کل مومن و مومنة "(اخرجه الدارقطنی)

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے غدیر خم کے دن حضرت علیؑ بن ابی طالب سے کہا "اے ابوطالب کے فرزند آپ (دنیا کے) تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہو گئے" (اس روایت کو دار قطنی نے نقل کیا ہے)

(مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ ولایت حضرت علی علیہ السلام سے انکار کرنا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے اقوال اور سیرت شیخین سے انکار کرنا ہے۔ مولف)

عن ابی بکر قال قال رسول اللّٰہ (ص) " یا ابابکر کفی و کف علیؑ فی العدل سواء "

حضرت ابوبکر سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا اے ابوبکر "عدالت اور انصاف میں میرا اور علیؑ کا ہاتھ برابر ہے" (اس حدیث کو صاحب فردوس نے نقل کیا ہے) (ینابیع المودة ۲۳۴)

(۱۰۰)

(اہل بیتِ رسولؐ کی عزت کرو)

اخبرنی عبداللّٰہ بن عبدالوھاب حدثنا خالد حدثنا شعبة عن واقد قال سمعت ابی عن ابن عمر عن ابی بکر قال " ارقبوا محمداً ا فی اهل بیته"

عبداللہ ابن عبدالوہاب ،خالد،شعبہ،واقدی،واقدی کے باپ نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر نے کہا" (مسلمانو!) حضرت محمدؐ کی خوشنودی کا خیال رکھو،ان کے اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک کر کے" (حضرت محمدؐ اسی وقت خوش ہوں گے جب تم ان کے اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک کرو گے احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ اہل بیت محمدؐ سے مراد حضرت علیؑ ،حضرت فاطمہؑ ،حضرت حسنؑ ،اور حضرت حسینؑ علیہم السلام ہیں)۔

(بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۹۰۸)

(۱۰۱)

"حضرت علیؑ حضرت عمر کی نگاہ میں"

(حلّالِ مشکلات)

اخرج ابن سعد عن ابی هریرة قال قال عمر بن الخطاب " علیٌ اقضانا "

ابن سعد نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب کہا کرتے تھے کہ" حضرت علیؑ (ہی) ہم سب میں ہم سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں"

(صواعق محرقه ۱۲۴)

عن سعید بن المسیب قال قال عمر بن الخطاب " نتعوذ باللّٰه من معضلة لیس لها ابو الحسن یعنی علیًا "

سعید ابن میتب کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب کہا کرتے تھے ''ہم خدا سے پناہ مانگتے ہیں ایسی مشکل میں جس (سے بچانے) کے لئے ابوالحسن یعنی حضرت علیؑ موجود نہ ہو''

(صواعق محرقہ ۱۲۴)

ان عمر سأل عليًا عن شئی فاجابه فقال له عمر ''اعوذ بالله ان اعيش في قوم لست فيهم يا اباالحسن''

(ایک مرتبہ) حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے کچھ پوچھا۔ حضرت علیؑ نے اس کا جواب دے دیا تو حضرت عمر نے کہا ''میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں اے ابوالحسن کہ میں کسی قوم میں باقی رہوں اور آپ اس میں نہ ہوں'' (کیونکہ مشکلوں کو حل کرنے والے اور آفتوں سے بچانے والے آپ ہی ہیں)''

(صواعق محرقہ ۱۷۷)

(۱۰۲)

(اگر لوگ حضرت علیؑ کی محبت پر اتفاق کر لیتے)

عن عمر بن الخطاب رفعه الٰی النبی(ص) قال ''لو اجتمع الناس علی حب عليؑ بن ابی طالب لماخلق اللّٰه النار''

حضرت عمر بن خطاب روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبیؐ نے فرمایا ''اگر تمام لوگ حضرت علیؑ کی محبت پر اتفاق کر لیتے تو خداوند عالم آتش جہنم کو نہ پیدا کرتا''

(ینابیع المودة ۷۵)

اخرج ایضا عن ابن المسيب قال قال عمر رضی اللّٰه عنهما ''تحببوا الی الاشراف و تودوا واتقوا علی اعراضكم من السفلت واعلموا انه لايتم شرف الا بولاية علی رضی اللّٰه عنه''

ابن میتب سے یہ بھی روایت منقول ہے کہ حضرت عمر نے کہا ''(اے لوگو!) شریفوں سے محبت کرو اور کمینوں سے اپنی عزت بچاؤ اور یقین کر لو کہ شرافت کامل نہیں ہوسکتی جب تک کہ

حضرت علیؑ کی ولایت نہ حاصل ہو" (صواعق محرقہ ۱۷۶)

(۱۰۳)

(مومن کی شناخت)

واخرج ایضا انه جاء اعرابیان یختصمان فاذن لعلی فی القضاء بینهما فقضی فقال احدهما هذا یقضی بیننا؟ فوثب الیه عمر واخذ بتلبیبه وقال ویحک ما تدری من هذا؟ هذا مولاک و مولی کل مومن و من لم یکن مولاه فلیس بمومن "

یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ دو اعرابی (کسی معاملہ میں) آپس میں لڑتے جھگڑتے آئے۔ حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے کہا کہ "آپ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیجئے۔" تو ان دونوں (اعرابی) میں سے ایک نے کہا "کیا یہ (علیؑ) ہمارے درمیان فیصلہ کریں گے؟" (یہ سن کر) حضرت نے اس پر حملہ کیا اور اس کا گریبان پکڑ کر کہا "اے بدتمیز تو کیا جانے کہ یہ (علیؑ) کون ہیں؟ (سن) یہ تیرے بھی مولا ہیں اور ہر مومن کے مولا ہیں اور جس کے یہ مولا نہیں وہ مومن ہی نہیں ہے" (صواعق محرقہ ۱۷۷)

(۱۰۴)

(حضرت علیؑ کی تین فضیلتیں)

قال عمر بن الخطاب "لقد اعطی علیؑ بن ابی طالب ثلاث خصال لان تکون لی خصلة منها احب الی من ان اعطی حمر النعم" قیل "وماهن" قال "تزوجه فاطمہؑ بنت رسولؐ اللّٰہ وسکناه المسجد مع رسولؐ اللّٰہ یحل له فیه مایحل له والرایة یوم خیبر"

حضرت عمر بن خطاب کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؑ بن ابی طالب کی تین فضیلتیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھ میں ہوتی تو وہ مجھے اس سے زیادہ پسند تھی کہ مجھے سرخ اونٹ

دیئے جاتے ان سے پوچھا گیا "وہ فضیلتیں کیا ہیں؟" کہا "(۱) ان کی حضرت فاطمہؑ دختر رسولؐ سے شادی (۲) ان کی رسولؐ کے ساتھ مسجد میں سکونت اور مسجد میں جو چیز رسولؐ کے لئے حلال تھی اس کا ان کے لئے بھی حلال ہونا (۳) خیبر کے دن علم کا پانا"۔

(صواعق محرقہ ۱۲۵ و مستدرک جلد ۳ ص ۱۲۵)

(۱۰۵)

(حضرت علیؑ اپنے فضائل میں منفرد تھے)

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللّٰہ (ص) " ما اکتسب مکتسب مثل فضل علیؑ یھدی صاحبہ الیٰ الھدیٰ ویردہ عن الردیٰ. "(اخرجہ الطبرانی)

حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا "کسی شخص نے حضرت علیؑ کی طرح فضائل حاصل نہیں کئے۔ وہ اپنے دوست کو ہدایت کا راستہ دکھاتے ہیں اور ہلاکت سے بچاتے ہیں (اس حدیث کو طبرانی نے ذکر کیا ہے) (ذخائر عقبی ۶۱)

عن یحییٰ بن عقیل قال کان عمر یقول لعلیؑ اذاساله ففرح عنه "لاابقانی اللّٰہ بعدک یا علیؑ". (اخرجہ الخجندی)

یحییٰ بن عقیل کہتے ہیں کہ حضرت عمر حضرت علیؑ سے جب کچھ پوچھتے تھے اور ان کے جواب سے خوش ہوتے تھے تو کہتے تھے "یا علیؑ خدا مجھے آپ کے بعد زندہ نہ رکھے۔" (اس روایت کو خجندی نے نقل کیا ہے)

(۱۰۶)

(حضرت علیؑ کے فضائل شمار میں نہیں آسکتے)

عن عمر بن الخطاب رفعه (عن النبیؐ) " لو ان البحر مدادو الریاض اقلام والانس کتاب والجن حساب ما احصوافضائلک یا ابالحسن "

حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ حضرت پیغمبر صلعم نے فرمایا "اگر سمندر روشنائی ہو جائیں اور باغات قلم بنا دیے جائیں، اور انسان لکھنے والے اور جنات حساب کرنے والے ہو جائیں، (پھر بھی) اے ابوالحسن آپ کے فضائل کا شمار نہیں کر سکتے"

(ینابیع المودة ۷۴)

قال عمر " اللهم لاتنزلن شدة الا و ابو السحن الیٰ جنبی "

(منتخب کنزالعمال جلد ٦ ٣٤٦)

حضرت عمر کہا کرتے تھے "خدایا میرے اوپر کوئی مصیبت نہ نازل کر مگر اس وقت جبکہ ابوالحسن میرے پاس موجود ہوں (تاکہ وہ مجھے اس مصیبت سے نجات دلاسکیں)"

(منتخبات کنزالعمال جلد ٣ ص ٣٤٦)

(۱۰۷)

(حضرت علیؑ کی اٹھارہ فضیلتیں)

عن عمر ابن الخطاب کانت لاصحاب محمدؐ ثمانیة عشرة منابقة فخص عنها علیؑ ثلاث عشرة و شرکنا فی الخمس "

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ اصحاب محمدؐ کی اٹھارہ فضیلتیں تھیں جن میں سے تیرہ فضیلتیں صرف حضرت علیؑ سے مخصوص تھیں اور (باقی) پانچ فضیلتوں میں ہم سب شریک تھے"

(درر السمطین ۱۲۹)

(اخرج الطبرانی عنہ قال "کانت لعلیؑ ثمانیة عشرة منقبة ماکانت لاحد من ھذہٖ الامة)"

(لیکن طبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ کی اٹھارہ فضیلتیں ایسی تھیں جو اس امت میں کسی کو بھی نصیب نہ ہوئیں)

(صواعق محرقہ ۱۲۵)

(۱۰۸)

(رسول کریمؐ کی محبت حضرت علیؑ کی محبت پر موقوف ہے)

قال عمر رضی اللّٰہ عنہ کنت اناوابو عبیدہ و ابوبکر و جماعةمن الصحابة اذضرب النبی (ص) بیدہ علی منکب علیؑ فقال "یا علیؑ انت اول المومنین ایما ناواول المسلمین اسلامًا وانت منی بمنزلة ھٰرون من موسٰی اکذب من زعم انہ والانیو یبغضک"

حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں، ابوعبیدہ، حضرت ابوبکر اور اصحاب کی ایک جماعت سب (نبیؐ کے پاس بیٹھے) تھے کہ نبیؐ نے اپنا ہاتھ حضرت علیؑ کے شانے پر مارا اور فرمایا "یا علیؑ ایمان اور اسلام دونوں اعتبار سے تم تمام مومنین اور تمام مسلمین میں سب سے اول ہو۔ اور تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی۔ وہ جھوٹا ہے جو خیال کرے کہ وہ مجھ سے تو محبت رکھتا ہے اور تم سے بغض ودشمنی" (یعنی کسی کو میری کامل محبت ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ وہ تم سے بھی محبت نہ کرے)

(ذخائر عقبیٰ ۵۸)

(۱۰۹)

(جنگ خیبر کا ایک منظر)

روی مسلم عن ابی هریرة ان رسول اللّٰه (ص) قال یوم خیبر "لاعطین هذهٖ الرایة رجلا یحب اللّٰه ورسوله ویحبه اللّٰه ورسوله یفتح اللّٰه علی یدیه "قال عمر بن الخطاب رضی اللّٰه ما احببت الامارة الایومئذ قال فتطاولت لهار جاء ان ادعی لها قال فدعی رسول اللّٰه (ص) علیؑ بن ابی طالب فاعطاه ایاها وقال " امش ولا تلتفت حتی یفتح اللّٰه علیک " قال فسار علیؑ ماشیًا ثم وقف فصرخ علیؑ یا رسول اللّٰه علیٰ ماذا اقاتل الناس؟ قال " قاتلهم حتی یشهدون ان لا اله الا اللّٰه وان محمد ارسول اللّٰه فاذافعلوا ذٰلک فقد منعوا منک دماء هم و اموالهم ا لابحقها وحسابهم علی اللّٰه. ففتح اللّٰه بیده "

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے خیبر کے دن فرمایا ''کل میں یہ علم ایسے بہادر شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسولؐ (بھی) اس کو دوست رکھتے ہیں۔ خدا اس کو فتح سے سرفراز فرمائے گا حضرت عمر کہتے ہیں'' میں نے سوائے اس دن کے کبھی امارت (حکومت و سرداری) کی خواہش نہ کی تھی۔ (چنانچہ دوسرے دن) میں نے اس امارت (سرداری) کو حاصل کرنے کے لئے اپنے کو بلند کر کے دکھایا کہ شاید میں ہی پکار لیا جاؤں۔ لیکن رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کو بلایا اور آپ کو علم دے کر کہا'' یا علیؑ جاؤ اور جب تک خدا تمہیں فتح سے سرفراز نہ کرے پلٹ کر نہ آنا'' حضرت علیؑ پیدل روانہ ہوئے پھر کچھ دور جا کر کھڑے ہوئے اور بہ آواز بلند فرمایا'' یا رسولؐ اللہ میں ان لوگوں (دشمنوں) سے کب تک لڑوں؟'' آنحضرتؐ نے فرمایا'' اس وقت تک لڑو جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ نہ کہہ دیں اور جب وہ کلمہ پڑھ دیں تو پھر نہ ان کا خون ناحق بہایا جا سکتا ہے اور نہ ان کا

مال لوٹا جاسکتا ہے اوران کا حساب خدا پر ہے" (حضرت علیؑ گئے، جنگ کی) اور خدا نے ان کے ہاتھ پر فتح دی" (ینابیع المودة ۴۹)

(۱۱۰)

(حضرت علیؑ کا ہاتھ حضرت رسول کا ہاتھ ہے)

عن عمر قال سمعت رسول اللّٰہ (ص) یقول لعلیؑ " یا علیؑ یدک فی یدی تدخل معی یوم القیامة حیث ادخل"

حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا۔ آپ حضرت علیؑ سے فرمار ہے تھے"اے علیؑ تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ قیامت میں تمہارا ہاتھ بھی ادھر ہی جائے گا جدھر میں اپنا ہاتھ لے جاؤں گا" (ذخائر عقبیٰ ۸۹)

قال النبی (ص) لعلیؑ " انت منی و انا منک " وقال عمر "توفی رسول الله (ص) وهوعنه راض "

حضرت نبیؑ نے حضرت علیؑ سے فرمایا" (یا علیؑ) تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔" حضرت عمر کہتے ہیں" جب رسول اللہ صلعم کا وصال ہوا تو آنحضرت صلعم حضرت علیؑ سے راضی تھے" (صواعق محرقه و بخاری پاره ۱۴ ص ۳۸۶)

(۱۱۱)

(مسائل شریعیہ حضرت علیؑ ہی سے پوچھو)

عن اذینة العبدی قال " اتیت عمر فسألته من این اعتمر قال "ائت علیا فسئله "

اذینہ عبدی کہتے ہیں کہ" میں حضرت عمر کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ میں عمرہ کہاں سے باندھوں؟" (حضرت عمر نے) کہا" حضرت علیؑ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو"

(اس روایت کو ابو عمر اور ابن سمان نے موافقت میں نقل کیا ہے)

(ریاض نضرہ جلد ۲ ص ۲۵۷)

قال عمر بن الخطاب "لا یفتین احدفی المسجد و علیؑ حاضر"

حضرت عمر بن خطاب کہا کرتے تھے (خبردار) "اگر حضرت علیؑ مسجد میں موجود ہوں تو ہرگز کوئی دوسرا شخص فتویٰ نہ دے" (ارجح المطالب ۱۲۲)

(۱۱۴)

(حضرت عمر اور حضرت ابن عباس کی ایک اہم گفتگو)

عن ابن عباس قال " مشیت و عمر بن الخطاب فی بعض اذقة المدینة فقال " یا بن عباس استصغر واصاحبکم اذلم یولوا امور کم فقلت واللّٰہ مااستصغرہ رسول اللّٰہ (ص) اذاختارہ لسورة براء ة یقروھا علیٰ اھل مکة فقال لی عمر الصواب تقول و اللّٰہ لسمعت رسول اللّٰہ یقول لعلیؑ بن ابی طالب " من احبک احبنی و من احبنی احب اللّٰہ ادخلہ الجنة"

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور حضرت عمر بن خطاب مدینہ کی ایک گلی میں جا رہے تھے۔ حضرت عمر نے کہا "اے ابن عباس لوگوں نے تمہارے ساتھی (حضرت علیؑ) کو (عمر میں) چھوٹا سمجھا اور اسی لئے ان کو تم لوگوں کا والی (خلیفہ) نہیں بنایا" تو میں نے جواب دیا "خدا کی قسم رسول اللہ صلعم نے ان کو کبھی (عمر میں) چھوٹا نہ سمجھا بلکہ سورہ برأت اہل مکہ کو سنانے کے لئے انہیں کو منتخب کیا" تب حضرت عمر نے کہا "(ابن عباس) آپ صحیح کہتے ہیں میں نے بھی رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ آپ حضرت علیؑ سے فرما رہے تھے (اے علیؑ) جس نے تم کو دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا اور جس نے خدا کو دوست رکھا اس کو خدا جنت میں داخل کرے گا"

(کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۱)

(۱۱۳)

(اگر حضرت علیؑ نہ ہوتے تو کیا ہوتا؟)

فی کشف الغمة عن مناقب الخوارزمی لما کان فی ولایة عمراتی بامرلة حامل فسألها عمر فاعترفت بالفجور فامربهاان ترجم فلقیها علیؑ ابن ابی طالب علیه السلام فقال مالهذه فقالوا امر عمر بها ان ترجم فردها علیؑ و قال لعمر امرت بها ان ترجم؟ فقال نعم اعترفت عندی بالفجور فقال هذا سلطانک علیها فما سلطانها علی مافی بطنها؟ ثم قال له علیؑ فلعلک انتهر تها و اخفتها فقال قد کان کذلک قال اوما سمعت رسول اللّٰه (ص) یقول "لاحد علی معترف بعد بلاء انه من قیدت اوحبست اوتهددت فلا اقرار له. فخلی عمر سبیلها ثم قال ''عنجرت النساء ان یلدن مثل علیؑ ابن ابی طالب لو لا علیؑ لهلک عمر''

کشف الغمہ میں مناقب خوارزمی سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ حکومت میں ایک عورت لائی گئی جو حاملہ تھی۔ حضرت عمر نے اس سے دریافت کیا۔ اس عورت نے اپنے جرم کا اعتراف کرلیا۔ حضرت عمر نے حکم دیا کہ اس کو سنگسار کردیا جائے۔ اتنے میں حضرت علی علیہ السلام سے اس عورت کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے پوچھا ''اس عورت کا کیا معاملہ ہے؟'' لوگوں نے کہا۔ ''حضرت عمر نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے۔'' حضرت علیؑ نے اس عورت کو حضرت عمر کے پاس لوٹا دیا اور حضرت عمر سے پوچھا۔ ''کیا آپ نے اس عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے؟'' حضرت عمر نے کہا ''ہاں کیونکہ اس نے میرے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کیا ہے'' حضرت علیؑ نے کہا'' آپ کا حکم اس عورت پر تو چل سکتا ہے لیکن اس بچہ پر آپ کیسے حکم چلا سکتے ہیں جو اس کے پیٹ میں ہے؟'' پھر فرمایا ''آپ کو چاہیئے تھا کہ اس عورت کو دھمکاتے ڈراتے'' حضرت عمر نے کہا ''کیا ایسا بھی تھا؟'' حضرت علیؑ نے جواب دیا'' کیا آپ نے رسولؐ

سے نہیں سنا کہ جرم کے اعتراف کر لینے پر قید کرنے یا ڈرانے دھمکانے کے بعد کوئی حد نہیں لگائی جاتی'' (یہ سن کر) حضرت عمر نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور کہا کہ ''عورتیں حضرت علیؑ کے مثل پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔ اگر (آج) علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک (گمراہ) ہو جاتے''

(قضاء ۳۲)

(۱۱۴)

(غلافِ خانہ کعبہ)

فی المناقب هم عمر ان یاخذ حلی الکعبة فقال علی علیه السلام ''ان القران انزل علی النبی (ص) والاموال اربعة اموال المسلمین فقسمو هابین الورثة فی الفرائض والفی فقسمه علی مستحقه والخمس فوضعه الله حیث وضعه . الصدقات فجعلها الله حیث جعلها و کان حلی الکعبة یومئذ فترکه حاله و لم یترک نسیا نا ولم یخف علیه مکانه فاقره حیث اقره الله ورسوله فقال عمر ''لولاک لافتضحنا،و ترک الحلی بمکانه''

کتاب مناقب میں ہے کہ حضرت عمر نے غلافِ خانہ کعبہ لے لینے کا ارادہ کیا تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ''جب نبی صلعم پر قرآن نازل کیا گیا تو اموال چار قسم کے تھے

(۱) مسلمانوں کا مال۔ تو اس کو فرائض (اور حصوں) کے مطابق وارثوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

(۲) فئی۔ تو اس کو اس شخص کو دیا گیا جو اس کا مستحق تھا۔

(۳) خمس۔ تو اس کو اللہ نے جس حیثیت سے (جس مستحق کے لئے) رکھا ہے ویسا ہی ہے۔

(۴) صدقات۔ تو اس کو بھی خدا نے جس (مستحق) کے لئے قرار دیا ہے ویسا ہی ہے۔ اور غلافِ خانہ کعبہ اس وقت بھی تھا لیکن رسولؐ نے اس کو اسی حال پر چھوڑ دیا اور اس کو آپ نے بھول کر یا اس کے خوف سے نہیں چھوڑا تھا۔ لہٰذا آپ بھی اس کو وہیں چھوڑ دیجئے جہاں اللہ اور اس کے رسولؐ نے چھوڑا ہے'' (یہ سن کر) حضرت عمر نے کہا'' (یا علیؑ) اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ذلیل اور رسوا ہو جاتے'' اور پھر غلافِ کعبہ کو اپنی جگہ پر چھوڑ دیا۔ (قضاء ۱۴۲)

(۱۱۵)

(حجر اسود)

عن الغزالی ان عمر قبل الحجر ثم قال " انی لا علم انک حجر لاتضر ولا تنفع ولولا انی رأیت رسول اللّٰہ (ص) یقبلک لما قبلتک فقال علیؑ علیہ السلام "بل ھو یضروینفع" قال " وکیف" قال " ان اللّٰہ تعالیٰ لما اخذ المیثاق علی الذریۃ کتب علیھم کتا باثم القمہ ھذا الحجر فھو یشھد للمومن بالوفاء وعلی الکافر بالحجود فذلک قول الناس عند الاستلام اللّٰھم ایمانابک وتصدیقا بکتابک وو فاء بعھدک ثم قال لہ لا تقل ذلک فان رسول اللّٰہ (ص) مافعل ولاسن سنۃ الاعن امر اللّٰہ نزل علی حکمہ "

امام غزالی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے حجر اسود کا بوسہ دیا اور کہا (اے حجر اسود) ''میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نقصان پہونچا سکتا ہے نہ نفع۔ اور اگر میں رسول اللہ صلعم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا'' حضرت علیؑ نے کہا ''یہ (حجر اسود) نقصان بھی پہونچائے گا اور نفع بھی'' کہا ''کس طرح؟'' (حضرت علیؑ نے) کہا۔ ''جب خدا نے اولاد حضرت آدم سے عہد لیا تو اُن کے لئے ایک نوشتہ لکھا اور اس پتھر کے منہ میں ڈالا تو یہ پتھر مومن کے لئے وفا کی اور کافر کے لئے انکار کی گواہی دے گا۔ اور یہی معنی ہیں جب لوگ استلام کے وقت کہتے ہیں ''اے خدا تیرے اوپر ایمان لایا، تیری کتاب کی تصدیق کی اور تجھ سے جو عہد کیا تھا اس کو پورا کیا''

پھر آپ نے حضرت عمر کو منع کیا کہ آئندہ ایسا ہرگز نہ کہیں کیونکہ رسول اللہ صلعم نے نہ تو کوئی کام کیا اور نہ ہی کسی سنت کی بنیاد ڈالی جب تک آپ کو خدا کا حکم نہ ہوا۔ (قضاء ۱۴۲)

(۱۱۶)

”حضرت علیؑ حضرت عثمان کی نگاہ میں“

(ایک نور کے دو ٹکڑے)

عن عثمان بن عفان عن رسول اللّٰہ (ص) قال ”خلقت انا و علیؑ من نور واحد قبل ان یخلق اللّٰہ ادم باربعة الاف عام فلما خلق اللّٰہ ادم رکب ذلک النور فی صلبه فلم یزل شیأ واحدا حتی افترقنا فی صلب عبدالمطلب ففی النبوة وفی علیؑ الوصیة“

حضرت عثمان بن عفان حضرت رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ”میں اور علیؑ ایک ہی نور سے حضرت آدمؑ کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے پیدا ہوئے جب خدا نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو اس نور کو ان کی صلب میں قرار دیا۔ یہ نور ایک ہی رہا (اور اصلاب انبیاء میں منتقل ہوتا رہا) یہاں تک کہ ہم حضرت عبدالمطلب کی صلب میں جدا ہو گئے، پس مجھ میں نبوت آئی اور علیؑ میں وصیت (خلافت)“ (ینابیع المودة ۸۰)

(۱۱۷)

(حضرت علیؑ کے چہرۂ مبارک سے فرشتوں کی خِلقت)

عن عثمان بن عفان قال ”سمعت عن عمر بن الخطاب قال ”سمعت ابابکر بن ابی قحافه قال سمعت رسول اللّٰہ (ص) یقول ”ان اللّٰہ خلق من نور وجه علی بن ابی طالب ملائکة یسبحون ویقدسون ویکتبون ثواب ذلک لمحبه و محبی اولاده“

حضرت عثمان بن عفان حضرت عمر بن خطاب سے اور وہ حضرت ابوبکر بن ابوقحافہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا

''خداوندعالم نے حضرت علیؑ کے چہرۂ مبارک کے نور سے کچھ فرشتے پیدا کیے ہیں جو (خدا کی) تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں اوراس کا ثواب حضرت علیؑ اوران کی اولاد کے دوستوں کے نامۂ اعمال میں لکھتے جاتے ہیں'' (مقتل الحسین الخوارزمی جلد ۱ ص ۹۷)

(۱۱۸)

''حضرت علیؑ ام المومنین حضرت عائشہ کی نگاہ میں''

(حضرت رسولؐ سب سے زیادہ حضرت علیؑ کو دوست رکھتے تھے)

اخرج الترمذی عن عائشة رضی اللّٰه عنها '' کانت فاطمة احب الناس الی رسول اللّٰه (ص) وزوجها علیٌ احب الرجال الیه ''

ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حضرت فاطمہؑ کو اور تمام مردوں میں سب سے زیادہ ان کے شوہر حضرت علیؑ کو دوست رکھتے تھے'' (صواعق محرقه ۱۱۹)

عن جمیع بن عمیر التیمی قال ''دخلت مع عمتی علیٰ عائشة فسئلت ای الناس کان احب الی رسول اللّٰه (ص) قالت فاطمةُ فقیل من الرجال قالت زوجها ان کان ماعلمت صواماقواما''

جمیع ابن عمیر کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلعم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ کس کو دوست رکھتے تھے۔ حضرت عائشہ نے کہا ''حضرت فاطمہؑ کو'' پھر ان سے پوچھا گیا کہ ''اور مردوں میں؟'' کہا ''ان کے شوہر (حضرت علیؑ) کو اور تم جانتے ہی ہو کہ وہ (حضرت علیؑ) بہت روزہ رکھنے والے اور بڑی نمازیں پڑھنے والے تھے'' (ترمذی ۴۷۶)

(۱۱۹)

(جو فضائل علیؑ میں شک کرے وہ کافر ہے)

وذکر عند عائشة فقالت "انه اعلم من بقی بالسنة"

حضرت عائشہ سے (حضرت علیؑ کا) تذکرہ کیا گیا تو آپ نے کہا" (حضرت علیؑ تمام لوگوں میں) سب سے زیادہ سنت (رسول) کے جاننے والے ہیں"

(صواعق محرقه ۱۲۵)

عن عطاء قال سألت عائشة عن علیٌ قالت "ذلک خیر البشر لایشک (فیه) الا کافر"

عطاء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے حضرت علیؑ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا" وہ (حضرت علیؑ) تمام انسانوں میں بہتر ہیں۔ جوان (کے فضائل) میں شک کرے وہ کافر ہے"

(ینابیع المودة ۲۴۶)

(۱۲۰)

(حضرت علیؑ عرب کے سردار ہیں)

من ام المومنین عائشة قالت "کنت عند النبی (ص) اذدخل علیٌ فقال "هذا سید العرب"

ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں حضرت نبیؐ کے پاس تھی حضرت علیؑ آ گئے تو آنحضرتؐ نے (ان کو دیکھ کر) کہا" یہ عرب کے سردار ہیں"

(ارجح المطالب ۲۰)

عن عائشة قالت "کان اذادخل علینا علیٌ و ابی عند نالایمل ..... من النظر الیه فقلت له "یاابت انک لتدیمن النظر الی علیٌ" فقال "یا بنیة سمعت رسول اللّٰه (ص) یقول "النظر الی علیٌ عبادة"

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب بھی میرے پاس حضرت علیؑ آتے تھے اور میرے باپ (حضرت ابوبکر) میرے پاس موجود ہوتے تھے تو وہ حضرت علیؑ کو برابر دیکھتے ہی رہتے تھے اور تھکتے نہ تھے۔ میں نے ان سے پوچھا "بابا آپ تو برابر حضرت علیؑ ہی کو دیکھتے رہتے ہیں" انہوں نے جواب دیا "اے بیٹی میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے" (ریاض نضرہ جلد ۲ ص ۲۹۱)

(۱۲۱)

(آیۂ تطہیر کس کی شان میں نازل ہوئی)

حدثنا ابوبکر و محمد بن عبد اللّٰہ قالا ثنا محمد بن بشیر عن زکریا عن مصعب عن صفیة قالت قالت عائشة خرج النبی (ص) غداة وعلیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسنؑ بن علیؑ فادخله ثم جاء الحسینؑ فدخل معه ثم جاءت فاطمةؑ فادخلها ثم جاء علیؑ فادخله ثم قال " انما یرید اللّٰہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا "

ابوبکر محمد بن عبداللہ، محمد بن بشیر، زکریا، مصعب، صفیہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں (ایک صبح رسول اللہ صلعم) اس حالت میں نکلے کہ آپ سیاہ بالوں کی ایک منقش چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضرت حسنؑ ابن علیؑ آئے رسولؐ نے ان کو اپنی چادر میں لے لیا۔ پھر حضرت حسینؑ آئے وہ بھی چادر میں داخل ہوگئے۔ پھر حضرت فاطمہؑ آئیں آپ کو بھی رسولؐ نے چادر میں لے لیا۔ پھر حضرت علیؑ آئے اور ان کو بھی رسولؐ نے چادر میں داخل کرلیا (جب یہ پانچوں انوار چادر میں جمع ہوگئے) پھر رسول اللہؐ نے فرمایا "اے اہل بیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے برائیوں کو دور رکھے اور تم کو پاک و پاکیزہ رکھے جو حق ہے پاک و پاکیزہ رکھنے کا" (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۸۳)

(۱۴۲)

(حضرت علیؑ سے پوچھو)

عن شریح بن ھانی قال "سألت عائشة عن المسح علی الخفین" قالت ائت علیًا فانه اعلم بذلک منی " فاتیت علیًا فسالته عن المسح "

(صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۱۵)

شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے دونوں موزوں پر مسح کرنے کے متعلق دریافت کیا انہوں نے کہا "حضرت علیؑ کے پاس جاؤ کیونکہ اس مسئلہ کو وہ مجھ سے بہتر جانتے ہیں" پھر میں حضرت علیؑ کے پاس آیا اوران سے مسح کے متعلق دریافت کیا۔

(صحیح مسلم جلد ۱ ۱۳۵)

حضرت عائشہ نے شریح کو حضرت علیؑ کے علاوہ اورکسی صحابی رسولؐ کے پاس نہیں بھیجا کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ مسائل شرعیہ کا صحیح بتانے والا سوائے حضرت علیؑ کے اورکوئی نہ تھا۔ مولف)

عن عائشه رضی اللّٰہ عنھا لمّا بلغنا موت علیؑ قالت "لتضع العرب ماشاء ت فلیس لھا احد ینھا ھا "

حضرت عائشہ سے روایت ہے (جب ہم لوگوں کے پاس حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر پہونچی تو) حضرت عائشہ نے کہا "اب عرب جو چاہیں کریں کیونکہ (حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد) اب کوئی ایسا نہیں جوان کو (برے کاموں کے کرنے سے) روک سکے"

(ذخائر عقبی ۱۱۵)

(۱۲۳)

''حضرت علیؑ ام المومنین حضرت ام سلمہ کی نگاہ میں''

(حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کیساتھ ہیں)

لمّا سار علیؑ الیٰ البصرة دخل علیٰ ام سلمة زوج النبی (ص) یودعها فقالت ''سرنی حفظ اللّٰه وفی کنفه فواللّٰه انک لعلی الحق و الحق معک ولولا انی اکره ان اعصی اللّٰه ورسوله فانه امرنا ان نقرفی بیوتنا لسرت معک''

جب حضرت علیؑ (مدینہ سے) بصرہ کی طرف (ام المومنین حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر کے خروج کی خبر سن کر) چلے تو ام المومنین حضرت ام سلمہ زوجہ رسولؐ کے پاس تشریف لائے تاکہ ان سے رخصت ہوں تو حضرت ام سلمہ نے فرمایا ''(یا علیؑ) جایئے اللہ آپ کی حفاظت کرے اور آپ کو اپنی پناہ میں رکھے۔ خدا کی قسم آپ حق پر ہیں اور حق آپ کے ساتھ ہے۔ اور اگر مجھے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کا ڈر نہ ہوتا کیونکہ ہم (عورتوں کو) حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنے گھروں میں بیٹھیں تو میں بھی ضرور آپ کے ساتھ (میدان میں) چلتی''

(مستدرک جلد ۳ ص ۱۱۹)

(۱۲۴)

(حضرت علیؑ حضرت رسولؐ سے آخر وقت تک جدا نہیں ہوئے)

عن ام سلمة قالت و الذی احلف به ان کان علیؑ لاقرب الناس عهد ابرسول اللّٰه (ص) عدنا رسول اللّٰه (ص) غداة وهو یقول جاء علیؑ مرارا فقالت فاطمةؑ کانک بعثته فی حاجة قالت فجاء بعد قالت ام سلمة فظننت ان له الیه حاجة فخرجنا من البیت فقعدنا عند البیت و کنت من

ادنا هم الی الباب فاکب علیه رسول الله وجعل یساره وینا جیه ثم قبض رسول اللّٰه (ص) من یومه ذلک فکان علیؑ اقرب الناس عهدا "

حضرت ام سلمہ قسم کھا کر بیان کرتی ہیں کہ زمانہ کے اعتبار سے رسول اللہ صلعم سے سب سے زیادہ قریب حضرت علیؑ تھے (کیونکہ رسولؐ اللہ کی بیماری کے زمانہ میں) ہم لوگ ایک صبح آپ کی عیادت کو گئے، آپ فرما رہے تھے "کیا علیؑ آگئے؟ کیا علیؑ آگئے؟" اور آپ نے یہ جملہ کئی مرتبہ فرمایا۔ حضرت فاطمہؑ نے کہا، "شاید آپ نے ان (علیؑ) کو کسی کام سے بھیجا ہے" اتنے میں حضرت علیؑ آگئے۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں "میں نے خیال کیا کہ آنحضرت صلعم کو حضرت علیؑ سے کوئی کام ہے اس لئے ہم لوگ گھر (کمرہ) سے باہر نکلے اور اس کے قریب ہی بیٹھ گئے اور میں دروازہ سے بالکل قریب ہی بیٹھی تھی (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کو گلے سے لگایا اور چپکے چپکے باتیں کرتے رہے۔ اسی دن آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ اس لئے وقت اور زمانہ کے اعتبار سے رسولؐ سے سب سے زیادہ قریب حضرت علیؑ تھے۔"

(مستدرک جلد ۳ ص ۱۳۹)

(۱۲۵)

(حضرت علیؑ اور قرآن مجید ساتھ ساتھ)

اخرج الطبرانی فی الاوسط عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللّٰه (ص) یقول "علیؑ مع القرآن والقرآن مع علیؑ لا یفترقان حتی یردا علی الحوض"

طبرانی نے اوسط میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ نے فرمایا "میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرما رہے تھے "علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ (قیامت میں) میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے"

(صواعق محرقه ۱۲۱)

عن ام سلمة "ان النبی (ص) کان اذاغضب لم یجترء احد منایکلمه غیر علیؑ ابن ابی طالب "

حضرت ام سلمہ کا بیان ہے کہ جب کبھی پیغمبر صلعم کو غصہ آتا تھا تو ہم میں سے کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ آپ سے گفتگو کرے سوائے حضرت علیؑ بن ابی طالب کے"

(مستدرک جلد ۲ ص ۱۳۰)

(۱۲۶)

(حضرت علیؑ امیر معاویہ کی نگاہ میں)

اخرج احمد ان رجلا سال معاویة عن مسئلة فقال اسال عنها علیًا فهو اعلم فقال یاامیر المومنین جو ابک فیها احب الی من جواب علیؑ قال بئس ماقلت لقد کرهت رجلاکان رسول الله (ص) یغره بالعلم عزا ولقد قال له انت منی بمنزلة هٰرون من موسی الاانه لانبی بعدی وکان عمر اذااشکل علیه شی اخذ منه"

(حضرت عمر ہر مشکل مسئلہ حضرت علیؑ ہی سے پوچھا کرتے تھے)

احمد نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے امیر معاویہ سے ایک مسئلہ پوچھا۔ معاویہ نے کہا "اس مسئلہ کو حضرت علیؑ سے پوچھو، کیونکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں" اس شخص نے کہا "اے امیر المومنین اس مسئلہ میں مجھے آپ کا جواب حضرت علیؑ کے جواب سے زیادہ پسند ہے" امیر معاویہ نے جواب دیا "تو نے بہت بُرا کہا۔ تو نے ایسے شخص کو ناپسند کیا جن کی ان کے علم کی وجہ سے رسول صلعم بہت عزت کیا کرتے تھے اور ان کے متعلق فرمایا کرتے تھے "(اے علیؑ) تمہاری نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبیؑ نہ ہوگا" (اس کے علاوہ) حضرت عمر پر جب بھی کوئی مشکل وقت آتا تھا تو آپ حضرت علیؑ ہی سے پوچھا کرتے تھے"

(صواعق محرقہ ۱۷۷)

(۱۲۷)

(حضرت علیؑ کے تین صفات)

قال معاویة لخالد بن معمر "لما احببت علیًا علینا" قال "علی ثلاث خصال علی حلمه اذا غضب و علی صدقه اذاقال و علی عدله اذاحکم"

امیر معاویہ نے خالد بن معمر سے پوچھا "تم حضرت علیؑ کو ہم سب سے زیادہ کیوں دوست رکھتے ہو؟" خالد نے جواب دیا "(میں حضرت علیؑ کو ان کے) تین صفات کی وجہ سے (دوست رکھتا ہوں) (۱) جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو دامن حلم کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے (۲) اور جب گفتگو کرتے ہیں تو سچ ہی کہتے ہیں (۳) اور جب فیصلہ کرتے ہیں تو عدالت کے مطابق ہوتا ہے" (صواعق محرقه ۱۳۰)

(۱۲۸)

(فخر ومباہات)

ولما وصل الیه فخر من معاویة قال لغلامه اکتب الیه ثم املاء علیه .:.

" محمد النبیؐ اخی وصهری .:. وحمزة سیّد الشهداء عمی

وجعفرن الذی یمسی ویضحی .:. یطیر مع الملئکة ابن امی

وبنت محمدؐ سکنی و عرسی .:. منوط لحمها بدمی ولحمی

وسبطا احمد ابنائی منها .:. فایکم له سهم کسهمی

سبقتکم الی الاسلام طرًا .:. غلامامابلغت اوان حلمی"

قال البیهقی " ان هذالشعر ممایجب علی کل احد متوان فی علیؑ حفظه لیعلم مفاخره فی الاسلام ومناقب علیؑ و فضائله اکثر من ان تحصیٰ."

جب حضرت علیؑ کے پاس امیر معاویہ کے فخر ومباہات کی خبر (ان کے خط کے ذریعہ) پہونچی تو آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ ''معاویہ کو لکھ'' پھر آپ نے (حسب ذیل اشعار) لکھوائے۔(اے معاویہ اگر چہ تم جانتے ہو مگر پھر بھی سنو) ''محمدؐ نبی خدا میرے بھائی اور میرے خسر ہیں اور حضرت حمزہ سید الشہداء میرے چچا ہیں۔اور حضرت جعفر جو صبح وشام (جنت میں) ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے رہتے ہیں میری ماں کے بیٹے (میرے بھائی) ہیں۔اور حضرت محمدؐ کی صاحبزادی میری بیوی ہیں اور ان کا گوشت میرے خون اور میرے گوشت سے ملا ہوا ہے (یعنی میری قریبی رشتہ دار ہیں) حضرت احمدؐ کے دونوں نواسے میرے بیٹے ہیں لہٰذا پیغمبر کے ساتھ جو میرا حصہ ہے وہ تم لوگوں میں سے کس کا ہو سکتا ہے۔میں تم سب سے پہلے اسلام لایا (جبکہ) عمر میں بہت چھوٹا تھا اور حد بلوغ کو بھی نہ پہونچا تھا'' (بیہقی کہتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو حضرت علیؑ سے محبت رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ ان اشعار کو یاد کرلے تا کہ وہ سمجھ سکے کہ آپ نے اسلام میں کس طرح فخر ومباہات فرمایا ہے اور حضرت علیؑ کے مناقب وفضائل تو اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا شمار ہی نہیں ہو سکتا) (صواعق محرقہ ۱۳۱)

(۱۲۹)

''حضرت علیؑ مختلف اصحابِ رسولؐ کی نگاہ میں''

حضرت عبداللہ بن عباس

(حضرت علیؑ علم کے بحرِ ذخار تھے)

عن ابن عباس قال شرح لنا علی نقطة البأ من بسم الله الرحمن الرحیم لیلة فانفلق عمود الصبح فرایت نفسی فیجنبه کالفواة فی جنب البحر المشعجر''

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک رات حضرت علیؑ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حرف باء کے نقطہ کی تشریح کرنے لگے (ساری رات گذر گئی اور) صبح کے آثار ظاہر ہوگئے (لیکن تفسیر ختم نہ

ہوئی) تو میں نے اپنے (علم کو) حضرت علیؑ کے (علم کے) سامنے ایسا پایا جیسے ایک نو خار سمندر کے سامنے ایک معمولی گڑھا"

اعلم ان جميع اسرار الكتب السّما وية فى القران و جميع مافى القران فى الفاتحة و جميع مافى الفاتحة فى البسملة و جميع مافى البسملة فى باء البسملة و جميع ما فى باء البسملة فى النقطة التى تحت الباء قال الامام على كرم الله وجهه "انا النقطة التى تحت الباء"

(حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا) اے ابن عباس یقین کرو تمام آسمانی کتابوں کے راز قرآن میں ہیں اور جو کچھ تمام قرآن میں ہے سورۂ فاتحہ میں ہے اور تمام جو کچھ سورۂ فاتحہ میں ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے اور تمام جو کچھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے وہ بسم اللہ کے حرف ب میں ہے اور تمام جو کچھ حرف ب میں ہے اس نقطہ میں ہے جو ب کے نیچے ہے (حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا) "میں وہی نقطہ ہوں جو ب کے نیچے ہے"

(ينابيع المودة ٢٩)

(١٣٠)

(پیغمبرؐ وقتِ آخر تحریر کیوں نہ لکھ سکے)

عن ابن عباس قال "لما اشتد بالنبى (ص) وجعه قال "أتونى بكتاب اكتب لكم كتابالا تضلوا بعدى "قال عمر "ان النبى (ص) غلبه الوجع و عند نا كتاب الله حسبنا" فاختلفوا و كثرا للفط قال "قوموا عنى ولا ينبغى عندى التنازع" فخرج ابن عباس يقول "ان الرزية كل الرزية ماحال بين رسول الله (ص) و بين كتابه.

حضرت ابن عباس کہتے ہیں" جب پیغمبر صلعم کو (بستر وفات پر) سخت تکلیف (محسوس) ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا" میرے پاس ایک رقعہ لاؤ تا کہ میں تم کو (ایک ضروری چیز)

لکھ دوں تا کہ تم سب میرے بعد گمراہ نہ ہوسکو" حضرت عمر نے کہا کہ "اس وقت پیغمبرؐ پر درد کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس تو خدا کی کتاب موجود ہی ہے جو ہمارے لئے کافی ہے" (پھر نبی کو کچھ کہنے کی کیا ضرورت) اس پر لوگوں میں اختلاف ہوا اور تمام صحابہ لڑنے جھگڑنے لگے (یہ دیکھ کر پیغمبرؐ نے فرمایا "میرے پاس سے دور ہو جاؤ، میرے پاس لڑنا جھگڑنا مناسب نہیں" ابن عباس یہ کہتے ہوئے نکلے "سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ لوگ رسول اللہ صلعم اور ان کی تحریر کے درمیان حائل ہو گئے" (یعنی رسول کو لکھنے نہ دیا ورنہ بعد میں خلافت کے سلسلہ میں کوئی اختلاف ہی نہ ہوتا) (صحیح بخاری پارہ ۱ ص ۱۰۶)

عن ابن عباس قال " اول من صلی علیؑ "

حضرت ابن عباس کہتے ہیں۔ "سب سے پہلے حضرت علیؑ نے نماز پڑھی"

(ترمذی جلد ۲ ۲۳۵)

(۱۳۱)

"حضرت سعد بن ابی وقاص"

(حضرت علیؑ نفس رسولؐ)

عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیه قال امر معاویة بن ابی سفیانسعدا فقال " مامنعک ان تسب اباتراب؟ " فقال " اما ذکرت ثلاثا قالهن له رسول اللّٰه (ص) فلن اسبه ولما نزلت هذه الایه " ندع ابناء نا وابناء کم ، دعا رسول اللّٰه (ص) علیًا و فاطمةً وحسنًا و حسینًا فقال " اللّٰهم هو لاء اهلبیتی "

عامر نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ) امیر معاویہ نے سعد بن ابی وقاص سے کہا "تم ابوتراب کو کیوں برا نہیں کہتے؟" سعد بن ابی وقاص نے جواب دیا "(اے معاویہ) کیا تم کو وہ تین باتیں یاد نہیں جو رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کے متعلق فرمائی

تھیں ؟میں تو ہرگز ان کو بُرا نہ کہوں گا'' (ان تین باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ) جب (آیہ مباہلہ)''ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ'' نازل ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلایا اور فرمایا'' اے خدا یہی میرے اہلبیت ہیں''
(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۸)

(۱۳۲)

''حضرت زبیر بن العوام''

(حضرت علیؑ ہی حق پر تھے)

اخرج الحاكم و صححه و البيهقي عن الاسود قال شهدت الزبير خرج يريد عليا فقال عليؑ انشدك الله هل سمعت رسول الله (ص) يقول " تقاتله و انت له ظالم " فمضى الزبير منصرفا وفي رواية ابى يعلى و البيهقي فقال الزبير " بلىٰ ولٰكن نسيت "

حکم اور بیہقی نے ابوالاسود سے روایت کی ہے کہ (جنگ جمل میں) میں نے زبیر کو حضرت علیؑ کے خلاف (میدان میں) نکلتے ہوئے دیکھا۔حضرت علیؑ نے ان سے کہا''(اے زبیر) میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں (کیا تم کو یاد نہیں کہ) تم نے رسول کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ تم مجھ سے جنگ کرو گے اور ظالم ہو گے'' (یہ سن کر) زبیر پلٹ گئے (اور جنگ نہ کی)

ابو یعلی اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ زبیر نے حضرت علیؑ سے کہا'' ہاں (رسولؐ نے فرمایا تھا) مگر میں بھول گیا تھا (اب یاد آیا اس لئے آپ سے جنگ نہ کروں گا)''

(صواعق محرقه ۱۱۷)

(۱۴۳)

"حضرت ابوذر"

(حضرت علیؑ کے متعلق رسولؐ کی ایک پیشین گوئی)

عن ابی ذر قال کنت مع رسول اللّٰہ (ص) وھو فی بقیع الغرقد قال " والذی نفسی بیدہ ان فیکم رجلا یقاتل الناس بعدی علی تاویل القران کما قاتلت المشرکین علی تنزیلہ وھم یشھدون لا الہ الا اللّٰہ فیکبر قتلھم علی الناس حتی یطعنوا علی ولی اللّٰہ ویسخط عملہ کما سخط موسی امر السفینۃ وقتل الغلام واقامۃ الجدا رللّٰہ رضی "

(اخرجہ الخوار زمی)

حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں رسولؐ اللہ کے ساتھ بقیع غرقد میں موجود تھا جبکہ آپ نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم لوگوں میں ایک ایسے شخص (علیؑ) ہیں جو میرے بعد تاویل قرآن پر اسی طرح جنگ کریں گے جس طرح میں نے مشرکین سے قرآن کے نازل ہونے کے وقت جنگ کی تھی حالانکہ وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہوں گے (یعنی مسلمان ہوں گے) جب وہ (علیؑ) لوگوں سے جنگ کریں گے تو لوگ برا سمجھیں گے اور خدا کے ولی پر طعن کریں گے۔ اور ان کے اس فعل (جنگ) سے ناراض ہوں گے جس طرح حضرت موسیٰ کشتی کے توڑنے اور لڑکے کے قتل کرنے اور دیوار کے بنانے پر ناراض ہوئے تھے حالانکہ (کشتی کا توڑنا، غلام کا قتل کرنا اور دیوار کا بنانا) اللہ کی مرضی (اور حکم)، کے مطابق تھا"

(ارجح المطالب ۳۱)

(۱۳۴)

''حضرت زید ابن ارقم''

(ازواج رسولؐ اہل بیتِ رسولؐ میں داخل نہیں)

فی مسلم عن زید بن ارقم انه صلی اللّٰه علیه و سلم قال ذلک یوم غدیر خم وهو ماء بالحجفة کما مروزاد " اذکر کم اللّٰه فی اهل بیتی " قلنا لزید " من اهلبیته نسائوه؟" قال " لا .... واللّٰه ان المراء ة تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقها فترجع الیٰ ابیها و قومها، اهل بیته اهله وعصبته الذین حرمو الصدقه بعده "

صحیح مسلم میں زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ غدیر خم کے دن کا واقعہ صحیح ہے اور غدیر مقام جحفہ میں ایک چشمہ کا نام ہے (زید بن ارقم کہتے ہیں کہ حدیث غدیر میں رسول صلعم نے یہ الفاظ بھی فرمائے) ''اے لوگو ! میں تم لوگوں کو اپنے اہلبیت کے متعلق اللہ کو یاد دلاتا ہوں (یعنی اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں) (راوی کہتا ہے) ہم نے زید ابن ارقم سے پوچھا کہ کیا رسولؐ کے اہلبیت میں ان کی بیویاں بھی داخل ہوں؟'' زید نے کہا ''قسم خدا کی ہرگز نہیں ۔ عورت تو اپنے مرد (شوہر) کے ساتھ کچھ زمانہ تک رہتی ہے پھر جب شوہر نے اس کو طلاق دے دی تو وہ اپنے باپ کے پاس اپنے قبیلہ میں چلی جاتی ہے (لہٰذا رسولؐ کی بیویاں اہلبیت میں داخل نہیں ہوسکتیں) رسولؐ کے اہلبیت آپ کے وہ اہل اور رشتہ دار ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے''

(صواعق محرقہ ۱۴۸)

(۱۳۵)

''بزرگ ترین اصحابِ رسولؐ''

(حضرت علیؑ افضل صحابہ تھے)

عن سلمان ، وابی ذروالمقداد و عمار و خباب وجابر و حذیفه و ابی سعید الخدری وزید بن ارقم رضی الله عنهم " ان علیؑ بن ابی طالب اول من اسلم و فضله هو لاء غیره"

حضرت سلمان، ابوذر، مقداد، عمار، خباب بن منذر، جابر بن عبداللہ، حذیفہ، ابوسعید اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم کا فیصلہ ہے کہ ''حضرت علیؑ بن ابی طالب سب سے پہلے اسلام لائے اور آپ تمام صحابہ میں سب سے افضل تھے''

(استیعاب علامه ابن عبدالبر)

باب پنجم

''اقوال''

(الف)

''حضرت علی علیہ السّلام کی شخصیت مفکرین اسلام کی نگاہ میں''

'' یاتی نهج البلاغة فی المرتبة الثالة بعد القران الکریم و الحدیث الشریف و ان الفاظه وتراکیبه و مافیه من اوجه البلاغة وراء کل نقدو فوق کل استدرک ''

عمر فروخ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کو خدا اور رسولؐ خدا کے بعد تمام انسانوں سے افضل تسلیم کرتے ہوئے دراستہ نہج البلاغۃ صفحہ ۱۱ پر اس طرح رقمطراز ہیں''

قرآن کریم اور حدیث شریف کے بعد تیسرے مرتبہ پر نہج البلاغۃ ہے۔ اس کے الفاظ، ترکیبیں اور اس میں بلاغت وروانی ہر تنقید و تبصرہ سے بلند ہے۔

(۱۳۶)

''ابوالاسودالدوئلی''

(قواعد زبان عربی کی بنیاد)

عن ابی الاسود الدوئلی قال دخلت علی علیؑ ابن ابیطالب فرایته مطرقا مفکرا فقلت " فیما تفکرت یا امیرالمومنین ؟" قال " انی سمعت ببلد کم ھذالحنا فاردت ان اصنع کتابا فی اصول العربیة" فقلت " ان فعلت ھذا حییتناو .... بقیت فیناھذہ اللغة " ثم اتیتہ بعد ثلاثة ایام فالقی الی صحیفة فیھا " بسم اللہ الرحمن الرحیم . الکلام کلہ اسم وفعل و حرف فالاسم ما انباء عن المسمیٰ والفعل ما ابناء عن حرکة المسمیٰ والحرف ما ابناء عن معنی لیس باسم ولا فعل " ثم قال لی " تتبعہ و ذر ماوقع لک واعلم یا ابا الاسودان الاشیاء ثلاثة ظاھر و مضمر وشی لیس بظاھر ولا مضمر " قال ابوالاسود " فجمعت عنھا اشیاء وعرفتھا علیہ فکان من ذلک حروف النصب فذکرت منھا انّ وانّ ولیت ولعل ولم اذکر لکن " فقال لی " لم ترکتھا؟" فقلت " لم احسبھا منھا " فقال " بل ھی منھا فزدھافیھا"

ابوالاسوددوئلی کہتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوادیکھا آپ سر جھکائے متفکر بیٹھے ہیں۔میں نے عرض کیا'' یاامیرالمومنین آپ کس مسئلہ میں متفکر ہیں ؟'' آپ نے فرمایا '' میں نے تمہارے اس شہر میں لوگوں کو (زبان کی) غلطیاں کرتے سنا ہے۔اس لئے میں چاہتا ہوں کہ زبان عربی کے اصول پر ایک کتاب لکھ دوں'' میں نے کہا'' اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ نے ہم سب کو زندہ کر دیااور ہماری زبان کو بھی باقی رکھا'' تین روز کے بعد جب میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہواتو آپ نے مجھے ایک صحیفہ عنایت فرمایا' جس میں

لکھا ہوا تھا"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔کلام کی تین قسمیں ہیں۔اسم ۱۔فعل ۲۔حرف ۳۔اسم وہ ہے جو اپنے مسمّیٰ کو بتائے۔فعل وہ ہے جو اپنے مسمّیٰ کی حرکت کو بتائے۔اور حرف وہ ہے جو ایسے معنیٰ کو بتائے جو نہ اسم ہو نہ فعل" پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا"اے ابوالاسود یہ اصول زبان کا سنگ بنیاد ہے۔اسی پر قواعد کی عمارت تیار کرو اور ضروری چیزیں بڑھاتے جاؤ اور یاد رکھنا تمام چیزیں تین قسم کی ہیں ایک ظاہر ایک مضمر (پوشیدہ) اور ایک وہ جو نہ ظاہر ہے نہ مضمر" ابوالاسود کہتے ہیں، میں نے (حضرت کے حکم کے مطابق) بہت سی چیزیں جمع کیں اور حضرت کے سامنے پیش کیں۔ان میں حروف ناصبہ کا بھی بیان تھا۔میں نے اِنَّ، اَنَّ، لیت۔لعل اور کانّ کا ذکر کیا مگر لکنّ کا تذکرہ نہیں کیا۔حضرت نے پوچھا"لکنّ کو کیوں چھوڑ دیا؟" میں نے کہا کہ"میرے خیال میں لکنّ حرف نصب نہیں ہے" فرمایا"ہاں یہ بھی حرف نصب ہے۔اس کو بھی (حروف ناصبہ میں) بڑھالو"

(ینابیع المودة ۲۴۵)

(۱۳۷)

"علامہ ابن ابی الحدید معتزلی"

(فضائل حضرت علیؑ کا باقی رہنا معجزہ ہے)

فالاحادیث الواردة فی فضله لولم تکن فی الشهرة والاستفاضة وکثرة النقل الیٰ غایة بعیدة لاتقطع نقلها للخوف والتقیة من بنی مروان مع طول المدة وشدة العداوة ولولا ان اللّٰه تعالیٰ فی هذالرجل سرا یعلمه من یعلمه لم یرد فی فضله حدیث ولا عرفت له منقبة "

علامہ ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغۃ جلد ۱ ۲۵۸ پر لکھتے ہیں حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کی حدیثیں اگر مشہور ہونے ہر شخص کے کانوں میں پڑ جانے اور کثرت سے منقول ہونے کی حیثیت سے غیر معمولی حد تک نہ پہونچ گئی ہوتیں تو بنی مروان (بنی امیہ) کی عرصہ دراز تک حکومت اور اہل بیت کے ساتھ ان کی شدید عداوت کی وجہ سے آج ان (احادیث)

کا پتہ بھی نہ ہوتا (کیونکہ خوف کی وجہ سے لوگ اہلبیت کا نام بھی زبان پر نہ لا سکتے تھے) اور اگر ان بزرگ (کے فضائل) کو باقی رکھنے میں خداوند عالم کا کوئی خاص راز نہ ہوتا تو آپ کے فضائل کی نہ تو کوئی حدیث پائی جاتی اور نہ آپ کی کسی خوبی کا پتہ چلتا"

(شرح نہج البلاغة جلد ا ص ۲۵۸)

(۱۳۸)

"ابن خلدون"

(حضرت علیؑ معدن حکمت و مرکز شجاعت تھے)

انظر وصية علی رضی الله عنه و تحريضه لاصحابه يوم صفين تجد كثيرا من علم الحرب و لم يكن احدا بصربها "

ابن خلدون اپنا خیال اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔

میدان صفین میں حضرت علیؑ کی ہدایتوں اور لشکر کو ابھارنے کی تحریک کو دیکھ تو فن جنگ کے بڑے بڑے راز معلوم ہوں گے اور (یقین کرنا ہوگا کہ) فن جنگ میں ان سے بڑھ کر کوئی صاحب بصیرت نہ تھا" (ابن خلدون)

زعم اهل الدّواوين انه لولا كلامه صلوٰة الله عليه و خطبه و بلاغة فی منطقه ما احسن احدان يكتب الی اميرَ جندو لا الٰی رعيته "

صاحب فوائد رضویہ تحریر کرتے ہیں۔

عرب کے انشاء پردازوں کا خیال ہے کہ اگر حضرت علی کا کلام آپ کے خطبے اور آپ کی تقریریں نہ ہوتیں تو کوئی شخص بھی نہ تو امیر لشکر کو اور نہ ہی اپنی رعایا کو کچھ لکھ سکتا تھا"

(فوائد رضویه جلد ۲ ص ۵۲۲)

(۱۳۹)

"محدث احمد بن حجر الہیتمی المکی"

(حضرت علیؑ معدن علوم ومخزن اسرار وحکم)

سمی رسول اللّٰہ (ص) القران و عترته ثقلین لان الثقل کل نفیس خطیر مصون و هذان کذلک اذکل منهم معدن العلوم اللدنیه و الاسرار والحکم العلیته والاحکام الشرعیة ولذاحث (ص) علیٰ الاقتداء والتمسک بهم والتعلم منهم و قال " الحمد للّٰہ الذی جعل فینا الحکمة اهل البیت ."

ثم احق من یتمسک به منهم اما مهم و عالمهم علیؑ بن ابی طالب لما قدمناه من مزید علمه و دقائق مستبنطاته "

(قرآن وعترت، واہلبیت رسولؐ کی اقتدااور پیروی کا ذکر کرتے ہوئے اور حدیث ثقلین پر روشنی ڈالتے ہوئے محدث ابن حجر مکی تحریر کرتے ہیں)

حضرت رسول اللہ صلعم نے قرآن اور اپنی عترت (اہلبیت) کو لفظ ثقل سے تعبیر فرمایا کیونکہ ثقل ہر وہ نفیس چیز ہے جو بیش قیمت اور وزنی ہو اور محفوظ ہو۔ اور یہ دونوں (قرآن اور عترت رسولؐ) ایسے ہی ہیں ان میں کا ہر ایک علوم لدنی کا مخزن اور اسرار وحکم علوم الٰہیہ و احکامات شرعیہ کا جامع ہے۔ اسی لئے آنحضرتؐ نے ان (اہلبیت) کی اقتدا اور پیروی اور ان سے حصول علم کا حکم دیا ہے اور اسی لئے آنحضرت نے فرمایا ہے کہ "شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم اہلبیت میں حکمت قرار دی" پھر اہلبیت رسولؐ میں سب سے زیادہ اقتداء اور پیروی کے حقدار علیؑ بن ابی طالب ہیں، جیسا کہ ہم آپ کے علم وحکمت کی وسعتوں اور باریکیوں کا پہلے تذکرہ کر چکے ہیں"

(صواعق محرقه ۱۴۹)

(۱۴۰)

''احمد حسن زیات''

(زبان عربی کے معجزات)

لا نعلم بعد رسول اللّٰہ (ص) فیمن سلف و خلف افصح مِن علیؑ فی المنطق ولا ابل منہ ریقافی الخطابۃ کان حکیما تتفجر من بیانہ الحکمۃ و خطیبا تبتدفق البلاغۃ علی لسانہ وا غطامل السمع والقلب و مترسلا بعید غور الحجۃ و متکلما یضع لسانہ حیث یشاء و ھو بالاجماع اخطب المسلمین و امام المنشئین و خطبتہ فی الحث علی الجھاد ورسائلہ الی معاویۃ وو صفہ الطائوس والخفاش والدنیا و عھدا لاستر النخعی ان صح ذلک لقد من معجزات اللسان العربی و بدائع العقل البشری۔''

احمد حسن زیات اپنے زمانہ کے بلند پایہ ادیب اور مورخ اپنی کتاب تاریخ الادب العربی صفحہ ۱۷۴ پر رقمطراز ہیں۔

''ہم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد اولین اور آخرین میں حضرت علیؑ سے زیادہ گفتگو اور تقریر میں کوئی بھی فصیح رہا ہو۔ آپ ایسے حکیم تھے کہ آپ کے بیان سے فلسفہ کے چشمے جاری ہو جاتے تھے اور ایسے خطیب تھے کہ آپ کی زبان مبارک پر دریائے بلاغت موجیں مارتا تھا اور ایسے واعظ تھے کہ آپ کا وعظ سامعہ اور قلب کو ہلا دیتا تھا۔ آپ نہایت مضبوط اور گہری دلیلیں پیش کرنے والے انشا پرداز اور ایسے مقرر تھے کہ جس موضوع پر چاہتے تھے بلا تکلف بولتے تھے۔ آپ بالاتفاق تمام مسلمانوں میں سب سے بڑے خطیب اور تمام انشا پردازوں کے امام تھے۔ جنگ پر آمادہ کرنے کے لئے آپ کے خطبے امیر معاویہ کے نام، آپ کے خطوط مور، چمگادڑ اور دنیا کی تعریف میں آپ کی تقریریں اور مالک اشتر کے نام (حکومت) کا دستور، اگر یہ سب صحیح

ہے(تو یہ) عربی زبان کے معجزے ہیں اور انسانی عقل کے لئے حیرت انگیز ایجادات ہیں“

(تاریخ الادب العربی ۱۷۴)

(۱۴۱)

”محمد حسن“

(حضرت علیؑ نور قرآن کی زندہ مثال تھے)

” لقد کان المجلی فی ھذا لحلبة علیٌ صلوة اللّٰه وسلامه علیه وما احسبنی احتیاج فی اثبات ھذا الی دلیل اکثر من نھج البلاغة ذلک کتاب الذی اقامه حجة واضحه علی ان علیا رضی اللّٰه عنه قد کانا حسن مثال حی لنور القرآن “

(محمد حسن نائل المرسفی المدرس البیان)

(کلیةالعزیز الکبری مصر)

محمد حسن فاضل مصر تحریر فرماتے ہیں:۔

”یقیناً حضرت علی صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ میدان فصاحت و بلاغت کے شہسوار تھے۔ اور میرے خیال میں اس کو ثابت کرنے کے لئے نہج البلاغۃ (ایسی بلیغ کتاب) کے بعد پھر کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ یہ کتاب اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نورِ قرآن کی زندہ مثال تھے“

(۱۴۲)

''علامہ محمد رشید الرضا''

(حضرت علیؑ کا حضرت عمر کو ایک مفید مشورہ)

واعظم من ذٰلک کله الاثر الما ثور عن سیدنا علیؑ فیما اشاربه علیٰ عمر رضی اللّٰه عنه بعدم احرق حترانة الکتب الاسکندریه وقال. انها علوم لیست تخالف القران العزیز بل تعاضده و تفسره حق التفسیر لاسراره الغامضة الدقیقة وهو قول معروف عنه وقد اخرج الخبر به مفصلا الحکیم المورخ الاسلامی القاضی الاند لسی فی طبقات الامم فیما نقل عنه العلامة المحدث ابن عیش القرشی الیتمی فی بعض مقاطیع القسم الاول الجزء الاول من کتاب الکشف عن الغثاثة فلیرجع الیه"

علامہ رشید الرضا تاریخ الاستاذ الامام محمد عبدہ میں لکھتے ہیں:۔

''ان تمام باتوں سے زیادہ عظیم اور قابل قدر وہ مشہور قول ہے جو حضرت علیؑ نے حضرت عمر سے کتب خانہ اسکندریہ کے خزانوں (کتابوں) کو نہ جلائے جانے کا مفید مشورہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا'' (خبردار) ان کتابوں میں علوم کے خزانے ہیں جو قرآن مجید کے مخالف نہیں ہیں بلکہ ان سے قرآن کی تائید ہوگی اور قرآن کی باریکیوں اور رموز کی تفسیر کرنے میں (یہ کتابیں) مددگار ثابت ہوں گی''

(حضرت علیؑ کا حضرت عمر کو) یہ مشورہ دینا بہت مشہور ہے۔اس خبر کا مفصل ذکر مورخ اسلام حکیم زمانہ قاضی اندلسی نے اپنی کتاب طبقات الامم میں کیا ہے جیسا کہ علامہ عیش قرشی تیمی نے اپنی کتاب کشف عن الغثاثہ کے جزء اول کی پہلی قسم میں نقل کیا ہے (جس کو اس کی تفصیل دیکھنا ہو) وہ اس (کتاب) کی طرف رجوع کرے''

(تاریخ محمد عبدہ جلد ۱ ص ۵۳۵)

(۱۴۳)

''عبدالمسیح انطاکی''

(حکیم مطلق)

ان الحکمة ماثورة عن سیدنا امیر المومنین علیؑ فهو لا جدال سید الحکماء و عنه تروی الحکمة فی مواطن السراء و الضراء و قد وردت الحکمة علیٰ لسانه الشریف فی کثیر من رسائله و خطبه واقواله حتی قالوا انه کان ینطق بالحکمة فی کل موطن اقام فیه و مجلس جلسه و موقف و قفه بل کانت جمیع اقواله الشریفه و اعماله المنیفه حکما ماثورة''

حکیم عبدالمسیح انطاکی حضرت علی علیہ السّلام کے فضائل کا اس طرح اظہار کرتے ہیں۔

''فلسفہ اور حکمت کے مسائل کو جو حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہیں دیکھ کر یقین کرنا پڑتا ہے کہ آپ تمام حکماء و فلاسفہ کے سردار تھے اور ہر خوشی و غمی کے موقع پر فلسفہ اور حکمت کی باتیں کیا کرتے تھے۔ آپ کے خطوط، خطبے اور اقوال کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی زبان مبارک سے حکمت و فلسفہ کے چشمے جاری ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ جس موقع پر آپ تشریف فرما ہوئے اور جس مجلس میں آپ نے شرکت کی اور جس مقام پر آپ جلوہ افروز ہوئے ہمیشہ علوم و حکمت کی باتیں کرتے رہے بلکہ آپ کے تمام پاکیزہ اقوال اور بلند کردار حکمت ہی حکمت ہیں۔''

(القصیده المبارکة العلویه ۵۶۷)

(۱۴۴)

''علامہ مصطفیٰ بیگ''

(مظہر العجائب)

'' فھو اول فی العلوم فی الشجاعة اول فی السخاء اول فی الحکم والصفح اول فی الفصاحة اول فی الزهد اول فی العبادة اول فی التدبرو السیاسة اشد الناس رایاوا صحهم تدبیرا لولا لکان ادھی لعرب کانما افرغ من کل قلب فهو محبوب الیٰ کل نفس ظهر من حجاب العظمة بموالیه فاستولی الاضطراب علیٰ لاذهان وللدارک وذهب الناس فیه مذاهب خرجت بهم عن حدود العقل والشریعة فاهل الذمة تحبه والفلاسفة تعظمه وملوک الردم تصوره فی بیوتها و بیعها ورئوسها الجیوش تکتب اسمه علیٰ سیوفها کانما هوفال الخیر واية النصر والظفر''

علامہ مصطفےٰ بیگ حضرت علی علیہ السلام کے متعلق اپنے نظریات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

''آپ (حضرت علیؑ) علوم میں، شجاعت میں، سخاوت میں، بردباری اور درگذر کرنے میں، فصاحت و بلاغت میں، زہد و تقویٰ میں، عبادت میں، تدبیر و سیاست میں (تمام لوگوں سے) افضل تھے۔ آپ تمام لوگوں سے بہتر اور صحیح رائے و مشورہ دیتے تھے۔ اگر (دین اور خدا کا) خوف نہ ہوتا تو آپ تمام عرب میں سب سے زیادہ سیاست کے جاننے والے تھے آپ کا ذکر ہر قلب میں ہے اور آپ کی محبت ہر دل میں ہے۔ آپ سے عظمت اور بلندیوں کی ایسی کراتمیں ظاہر ہوئیں کہ آپ کے متعلق رائے قائم کرنے میں لوگوں کے ذہن پریشان اور ان کی عقلیں حیران ہوگئیں۔ اور کچھ لوگوں نے عقل و شریعت سے باہر آپ کے متعلق رائے قائم کرلی (یعنی آپ کو خدا

کہہ دیا) کافر ذمی بھی آپ کو دوست رکھتے ہیں فلاسفر بھی آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔روم کے (عیسائی) بادشاہ اپنے گھروں اور گرجاؤں میں آپ کی تصویر بنا کر رکھتے ہیں اور سرداران لشکر آپ کا اسم مبارک اپنی تلواروں پر فال نیک اور کامیابی کا نشان سمجھ کر لکھواتے ہیں"

(حماۃ الاسلام جزء اول ۱۲۱)

(۱۴۵)

''امیر علی''

(تعلیمات حضرت علیؑ)

Ali lectured on the branches of learning most suited to the wants of infant commonwealth. Among his recorded saying are the following: "Eminence in science is the highest of honours. He dies not who gives life to learning. The greatest ornament of a man is erudition". Naturally such sentiments on the part of the Master and the chief of the desciples gave rise to a liberal policy and animated all classes with a desire for learning.

The Mast had himself deciared that who soever desired to realize the spirit of his teachings, must listen to the words of the scholar. Who more able to grasp the meaning of the Master's words than Ali, the beloved friend, the trusted disciple, the devoted cousin and son? The gentle, calm teachings instilled in early life into the young mind born their fruit"

(The spirit of Islam p.362 by Amir Ali)

امیر علی اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:۔

''حضرت علیؑ کی تقریریں علم کے مختلف شعبوں پر بچوں کی تعلیم اور ان کی اصلاح وبہبودی کے لئے بہت مفید اور مناسب ہیں آپ کے لکھے ہوئے زرین اقوال میں سے چند یہ ہیں:۔'' عزتوں کی بلندی موقوف ہے علم کی بلندی پر جو تحصیل علم میں مر جائے وہ کبھی نہیں

مرتا۔علم انسان کا بہترین زیور ہے"حضرت رسولؐ اللہ اورافضل صحابہ (حضرت علیؑ) کے (تحصیل علم کے متعلق) ایسے جذبات نے فطرتاً لوگوں پر اچھا اثر ڈالا، اور ہر قسم کے لوگوں کے دلوں میں تحصیل علم کا شوق پیدا کر دیا۔آنحضرتؐ نے خود (مختلف مقامات پر) اعلان فرمادیا کہ جو شخص آنحضرت کی تعلیمات کی روحانیت کو سمجھنا چاہتا ہو اس کو چاہیئے کہ حضرت علیؑ کے الفاظ کو بغور سنے (کیونکہ) حضرت علیؑ سے بڑھ کر کون آنحضرتؐ کے الفاظ کے معانی کو سمجھ سکتا تھا۔حضرت علیؑ آنحضرت کے محبوب دوست" وفادار صحابی اور چہیتے چچازاد بھائی اور بیٹے (داماد) تھے۔(آنحضرت کی) پاک اور پر اسرار تعلیم جو حضرت علیؑ کو بچپنے میں دی گئی تھی اس سے (آئندہ چل کر) بہت سے مفید نتائج ظاہر ہوئے" (یعنی حضرت علیؑ نے جو تعلیم آنحضرت سے اپنے بچپنے میں حاصل کی تھی اس سے علم کے چشمے جاری ہوئے اور لوگوں نے اپنے علم کی پیاس بجھائی)

(اسپرٹ آف اسلام ۳۶۲)

(ب)

”حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت مفکرین مغرب کی نگاہ میں“

انانبدء الیوم بنشر منتخبات من نہج البلاغۃ للامام علیؑ بن ابی طالب اول مفکری الاسلام

ایک عیسائی ادیب منتخبات نہج البلاغۃ طبع بیروت ۱۹۲۷ء میں حضرت علی علیہ السلام کے حالات اور اقوال وتدبر وسیاسیات سے متاثر ہو کر لکھتا ہے:۔

”آج ہم اسلام کے سب سے پہلے مفکر امام علیؑ بن ابی طالب کے خطبات کے مجموعہ نہج البلاغۃ کے منتخبات کو نشر کرتے ہیں۔“

(۱۳۶)

"گبن" (نبوت وخلافت کا اعلان)

Maree years were silently employed in the conversion fourteen proselites, the first fruits of his mission ..... in the fourth year, he assumed the prophetic office and resolving to impart to his family the light of Divine truth, he prepared a banquet, a Lamb, as it is said, and a bowl of milk for the entertainment of forty guests of the face of Hashem. "Freiends and Knsmen," said Mohammad to the Assembly, "I offer you and I alone can offer, the most precious of gift, the treasures of this world and of the world to come. God has commanded me to call you to His service. Who among you will support my burden? Who among you will be my companion and my wazir"? No anwwer was returned till the silence of astonishment and doubt and contempt was at length broken by the impatient courage of ali, a youth in the fourteenth year of his age "O prophet! I am the man who so ever rises against three I shall dash out his teeth, tear out his eyse, break his legs, rip up his belly. O prophet I will be thy wazir over them."

Mohammad accepted his offer with transport and Abu Talib was ironically exhorted to respect the superior dignity of his son."

(Decline and Fall of Roman Empire Vol. 5th P. 249, by Gibbon)

گبن ۔ یورپ کا مشہور و معروف مفکر حضرت علی علیہ السلام کی بلند شخصیت اور ان کے استحقاق خلافت کا اس طرح اظہار کرتا ہے:۔

(بعثت کے بعد) تین سال خاموشی سے گذر گئے اور آنحضرت کے مشن میں صرف چودہ اشخاص مسلمان ہوئے لیکن آپ نے چوتھے سال کھلم کھلا نبوت کا اعلان کیا اور آسمانی سچائی (دین اسلام) کے نور سے اپنے خاندان والوں کو روشناس کرنے کے لئے آپ نے ایک بکری (کے بھنے ہوئے بچہ) اور ایک پیالہ دودھ سے دعوت کا سامان کیا اور بنی ہاشم میں سے چالیس مہمانوں کو مدعو کیا۔ (کھانے سے فراغت کے بعد) حضرت محمد (صلعم) نے (مہمانوں سے خطاب کر کے فرمایا) ''اے میرے دوستو اور عزیزو میں تمہارے سامنے ایک نہایت ہی قیمتی تحفہ اور دنیا و آخرت دونوں کا بیش بہا خزانہ (دین اسلام) تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں جس کو میں ہی پیش کر سکتا ہوں (میرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں پیش کر سکتا) خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سب کو خدا کی بندگی کی طرف دعوت دوں (اس لئے) کون تم میں سے ہے جو میرے بوجھ کو ہلکا کرے اور میرا ساتھی اور (میری حیات میں اور) موت کے بعد میرا خلیفہ ہو'' کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ یہاں تک کہ تعجب، شک اور حیرت کی خاموشی حضرت علیؑ جن کی عمر کل چودہ سال کی تھی کے بہادرانہ اور دلیرانہ جواب سے ٹوٹی۔ حضرت علی نے فرمایا ''اے خدا کے نبیؐ میں وہ شخص ہوں کہ جو کوئی بھی آپ کے خلاف سر بلند کرے گا میں اس کے دانت توڑ ڈالوں گا، اس کی آنکھیں نکال لوں گا، اس کا پیر توڑ ڈالوں گا اور اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گا اے خدا کے نبیؐ میں (اور صرف میں) ان سب پر آپ کا وزیر ہوں گا'' حضرت محمدؐ نے حضرت علی کی پیشکش کو نہایت خوشی سے قبول فرمایا (یعنی حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ اسی دن بنا دیا) یہ دیکھ کر تمام مہمانوں نے حضرت ابوطالب کا مذاق اڑایا اور ان سے کہا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت علیؑ کی عزت کریں۔''

(۱۴۷)

(حقوق اہلبیت)

The persecutors of Mohammad usurped the inheritance of his children and the champions of idolatory became the superme heads of his religion and empire. The opposition of Abu Suphian had been fierce and obstinate; his conversion was tardy and reluctant; his new faith was fortified by ecessity and interest."

(Decline and Fall of Roman Empire vol. 5th. P. 285 by Gibon)

گبن۔ حضرت علی اور اہلبیت علیہم السلام کی بلند شخصیتوں کے حق خلافت کا اعتراف کر کے لکھتا ہے "حضرت محمدؐ کے ایذا رسانوں اور ان کو تکلیف پہونچانے والوں نے ان کی اولاد کے حقوق وراثت کو چھین لیا۔ اور بت پرستوں کے سردار حضرت محمدؐ کے مذہب (اسلام) اور ان کی حکومت کے اعلیٰ حاکم بن بیٹھے۔ ابوسفیان کی (حضرت محمدؐ سے) مخالفت ہمیشہ خوفناک اور شدید رہی۔ اس (ابوسفیان) کا مذہب اسلام قبول کرنا ایک ناپسندیدگی اور سستی اور مکاری سے تھا۔ اس ابوسفیان کا نیا مذہب (اسلام) قبول کرنا ضرورت اور نفع کے پیش نظر تھا"

(۱۴۸)

"ھتّی"

(لا فتی الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار)

"Valiant in battle, wise in counsel, eloquent in speech, true to his friend, magnanimous to his foes, he became both the paragon of Moslem nobility and chivalry and the Solomon of Arabic tradition, aroun

whose name poems, proverbs, sermonettes and anecdotes in numberable have clustered. His sabre Dhu-al-Faqar, wielded by the prophet on the memorable abttle field of Badr has been immortalized in words of the verse found engraved on many medieval Arab sword, "La saifa Illa Zulfaqar-Wa-La Fata Illa Ali." (No sword can match Zulfaqar andno young warrior cna compare with Ali).

(History of the Arabs. P. 183 by Hitti)

ہٹی مفر مغرب حضرت علیؑ کے متعلق لکھتا ہے۔

''حضرت علیؑ میدان جنگ میں بہادر، مشورہ اور رائے دینے میں نہایت عقلمند، تقریر و گفتگو میں نہایت فصیح، دوستوں کے سچے دوست اور دشمنوں پر نہایت مہربان تھے۔ وہ مسلمانوں کی شرافت اور بہادری کی عدیم النظیر مثال اور روایات عرب کے سلیمان تھے۔ آپ کے مبارک نام کو لاتعداد نظموں، مقولوں، وعظ اور اقوال سے زینت دی گئی ہے۔ آپ کی تلوار ذوالفقار جس کو پیغمبرؐ خدا نے آپ کو بدر کی یادگار جنگ میں عطا فرمائی تھی اس کی تعریف نظموں میں کی گئی ہے جس سے وہ (تلوار) کبھی فنا نہیں ہو سکتی (بلکہ اس کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی) اور قرون وسطیٰ میں بہت سے بہادروں نے اپنی اپنی تلواروں پر (ہاتف غیبی کا یہ جملہ) لکھوا لیا تھا کہ **لاسیف الاذوالفقار لافتی الا علیؑ** (یعنی کسی تلوار کا ذوالفقار اور کسی بہادر کا حضرت علیؑ سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا)''

(تاریخ عرب ۱۸۳)

(149)

(John Davenport)

He was equally celebrated for his eloquence and valour while his surname of, "The Lion of God" suficiently attests his

prowess and renoun of which one, out of many instances in that at the seige of Khaibar in 628 A.D.

In Ali we find the example of a brave and worthy prince than whom a better in not to be found through out ht Mohammaden world.

(An Essay upon the Caliphat. P. 52 by John (Davenport)

(۱۵۰)

ادب وحکمت میں حضرت علیؑ کا مرتبہ

مفکر مغرب ڈاون پورٹ لکھتا ہے۔

''حضرت علی علیہ السلام تاریخ ادب میں ایک نمایاں اور امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ باوجودیکہ آپ کمسن تھے اور عرب ایسے (جاہل) ملک میں تھے لیکن آپ کا دماغ علم وحکمت سے بھرا ہوا تھا۔ آپ کے بہت سے اقوال، ضرب الامثال اور ادبی خطبے ہیں (جن کی دنیائے ادب وحکمت میں نظیر نہیں) گابلنس اور لیڈے (دو مفکرین مغرب) نے آپ کے اقوال کو جمع کیا ہے۔ گابلنس نے لیڈن میں ۱۶۲۹ء میں اور لیڈے نے ۱۷۳۶ء میں (ابن جابر کی نظم کے اختتام پر آپ کے اقوال کو) چھپوایا ہے'' گابلنس کی (تالیف کردہ) کتاب کو واتھر نے ۱۲۶۰ء میں فرانسیسی زبان میں (ترجمہ کرکے) چھپوایا ہے کتاب نے اپنی تاریخ عرب کے تیسرے ایڈیشن میں حضرت علیؑ کے ایک سو انہتر اقوال کا مجموعہ انگریزی میں ترجمہ کرکے چھپوایا ہے۔ حضرت علیؑ (کے اقوال کے مجموعہ) کی ایک کتاب علم الارواح پر اب بھی قسطنطنیہ کے شاہی کتب خانہ میں محفوظ ہے یہ تھے حضرت علیؑ جن کی شخصیت کو ازلی خوشی اور زندگی حاصل ہے (یعنی حضرت علی کی یاد لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ باقی رہے گی اور اقوال ومواعظ حضرت علیؑ سے لوگ ہمیشہ فائدہ اٹھا کر خوشی حاصل کرتے رہیں گے)

ماخذ کتاب

(۱) صواعق محرقہ

(۲) نورالابصار شبلنجی

(۳) رسالۃ الصبان

(۴) ینابیع المودۃ

(۵) ارجح المطالب

(۶) ذخائر عقبیٰ

(۷) ریاض نضرہ

(۸) ترمذی شریف

(۹) صحیح مسلم

(۱۰) صحیح بخاری

(۱۱) نسائی

(۱۲) تفسیر درمنثور

(۱۳) کنزالعمال

(۱۴) ازالۃ الخفا

(۱۵) تاریخ الفداء

(۱۶) کنوزالدقائق

(۱۷) تاریخ طبری

(۱۸) خصائص علویہ

(۱۹) اسدالغابہ

(۲۰) مستدرک

(۲۱) مقتل الحسین خوارزمی

(۲۲) تفسیر کبیر

(۲۳) غایۃ المرام

(۲۴) شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید

(۲۵) فوائد رضویہ

(۲۶) حماۃ الاسلام

(۲۷) نہج البلاغۃ

(۲۸) قضاء

(۲۹) امامۃ القرآن

(۳۰) امامۃ القرآن

(۳۱) اعجاز الولی

(۳۲) ڈکلائن اینڈ فال اف زمن امپائر گبن

(۳۳) ہسٹری غـدی عربس (ہٹی)

(۳۴) ائین لِیے ا پان دی خلافت (ڈاون پورٹ)